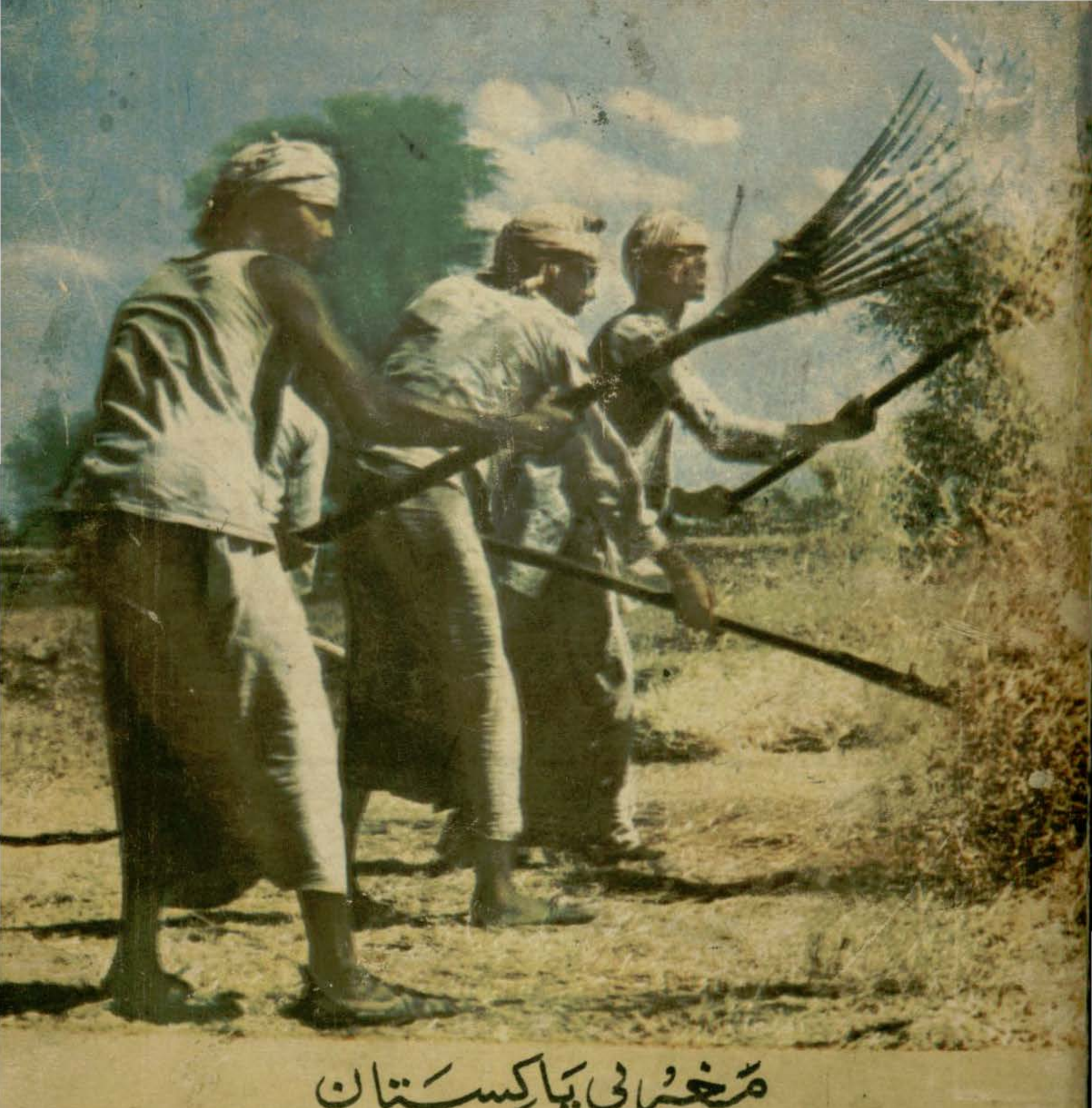


مغربی پاکستان

سالنامہ

۱۹۶۸ء

سالنامہ

مغربی پاکستان

۱۹۶۸ء

شائع کردہ

پریس سیل، محکمۂ اطلاعات، حکومتِ مغربی پاکستان

لاہور

مطبوعہ
آفتاب عالم پریس، ہسپتال روڈ لاہور

فہرست مضامین

پہلا حصّہ۔ عمومی

دوسرا حصّہ۔ آبپاشی و بجلی

تیسرا حصّہ۔ زراعت

چوتھا حصّہ۔ صنعت وحرفت

پانچواں حصّہ - مواصلات

چھٹا حصّہ - سماجی بہبود و صحت

ساتواں حصّہ - قانون و امن عامہ

آٹھواں حصّہ - بنیادی جمہوریت

نواں حصّہ - امداد باہمی

دسواں حصّہ - سیّاحت

گیارہواں حصّہ - قبائلی علاقے

بارہواں حصّہ - تعلیم

تیرھواں حصّہ - خاکے اور تصاویر



جناب محمد موسیٰ

ہلالِ پاکستان - ہلالِ جرأت - ہلال قائداعظم - ایم - بی - ای

گورنر مغربی پاکستان

تعارف

پاکستان کے قیام کے بعد سے محکمہ اطلاعات مغربی پاکستان ترقیاتی سرگرمیوں کے بارے میں ہر سال ایک سالنامہ شائع کرتا ہے۔ یہ کوشش اس سلسلہ کی تیرھویں کڑی ہے۔

ہمارے ملک میں انتظامیہ کے فرائض کی نوعیت بدل گئی ہے۔ پہلے نظم و ضبط پر زور دیا جاتا تھا مگر اب تعمیراتی سرگرمیاں محورِ عمل بن چکی ہیں۔ گزشتہ دس سالوں میں حکومت نے ترقیاتی کاموں کو جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی کوشش کی ہے کہ سابقہ حکومتوں کی خامیوں کو بھی دُور کیا جائے۔ چنانچہ اس جد و جہد کے نتیجہ میں ملک کے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں محیر العقول ترقی ہوئی ہے جس کا ذکر حسبِ سابق اس سالنامے میں کیا جا رہا ہے۔

یہ سالنامہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس سال ترقی کے دس سال مکمل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس میں اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں ملک کی ترقیاتی سرگرمیوں کا اس طرح جائزہ پیش کیا جائے کہ اس میں پسماندہ علاقوں کی ترقیات کا خصوصی ذکر ہو۔ اس صوبہ میں گزشتہ دس سالوں میں معاشی، معاشرتی، انتظامی اور دیگر امورِ زندگی میں جو ترقیاتی کام ہوئے ہیں ان پر عوام فخر کر سکتے ہیں اور اُن کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ وہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں کی قیادت میں مستقبل میں بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔ یہ سالنامہ عوام کے لئے ہی شائع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جمہوری نظام میں ان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ حکومت کی سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھے جائیں۔

چنانچہ اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ مختلف تعمیراتی محکموں کی کارکردگی کو چارٹ، خاکوں، نقشوں اور تصاویر کے ذریعہ پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ یہ سالنامہ حقائق اور معلومات سے بھرپور ہو۔ اس سالنامہ کے آئندہ شماروں کی مزید اصلاح اور بہتری کے لئے ہم ہر قسم کی تجاویز کو شکریہ کے ساتھ قبول کرتے رہیں گے۔

مسعود الرؤف
سی۔ایس۔پی
سیکرٹری محکمہ اطلاعات
حکومتِ مغربی پاکستان

ملک اور باشندے

مغربی پاکستان کا کل رقبہ ۳۱۰۴۰۳ مربع میل ہے۔ جو پاکستان کے کُل رقبے (۳۶۵۵۲۹ مربع میل) کا ۸۵ فی صد ہے۔ پاکستان کی ۱۹۶۱ء کی دوسری مردم شماری کے مطابق ۱۹۵۱ء کی ۸۲۰۹۹ ملین آبادی کے مقابلے میں ۹۳۰۸ ملین آبادی کا اندازہ لگایا گیا جس میں ۴۵۰۷ فی صد آبادی مغربی پاکستان سے متعلق ہے۔

مغربی پاکستان کی اوسطاً آبادی زیادہ گنجان نہیں ہے۔ گنجان آباد اضلاع صوبہ کے شمال مشرق میں واقع ہیں (لاہور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ۔ لائل پور۔ راولپنڈی) جب کہ پشاور اور مردان شمال مغرب میں واقع ہیں۔ جنوب مغرب کے علاقے خشک اور ریتیلے ہیں۔ جہاں بہت کم بارش ہوتی ہے۔ یہ تحلات اور کوئٹہ کے ساتھ واقع ہیں۔

مردم شماری ۱۹۵۱ء اور ۱۹۶۱ء کے دوران مغربی پاکستان کی آبادی میں ۲۷۰۱ فی صد اضافہ ہوا۔

مندرجہ بالا سالوں میں یہاں آبادی میں اضافے کی رفتار زیادہ رہی۔ کیونکہ اس صوبہ کے مختلف حصوں میں لوگوں نے کافی نقل و حرکت کی تاکہ جن علاقوں میں معاشی ترقی زیادہ ہوئی ہے وہاں سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ چنانچہ مختلف مقامات پر تبدیلیٔ سکان اس طرح ہوئی

کراچی (۶ء ۷۹ فی صد اضافہ)　　حیدرآباد (۱ء ۴۴ فی صد اضافہ)

رحیم یار خاں (۶ء ۵۲ فی صد اضافہ)　　ملتان (۲ء ۲۸ فی صد اضافہ)

اس صوبے میں مختلف جگہوں کے درجہ حرارت، بارش، بہم رسانی آب، زمین کی ساخت اور قدرتی وسائل میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح قدرتی اور دوسری وجوہات کی بنا پر فی مربع

میل آبادی میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔

۶۱-۱۹۵۱ء کے دوران شہری آبادی میں محیر العقول اضافہ ہوا۔ یہ اضافہ ۱ء۶۰ فی صد تھا جو شہری آبادی کا ۱۶ فیصد ہے۔

لاہور ڈویژن میں شہری آبادی سب سے زیادہ ہے جو کہ اس کی کل تعداد کا ۷ء۲۸ فی صد ہے۔ صوبے میں مسلمانوں کی اکثریت ہے جو کل تعداد کا ۱۷ء۹۷ فی صد ہیں۔

جغرافیائی محلِ وقوع

ملک کا جغرافیائی محل وقوع عرض بلد سمندر اور میدان، ملک کے موسموں، بارشوں اور درجہ حرارت کا تعین کرتے ہیں اور انسانی جد وجہد اور فصلوں پر اثر انداز ہوکر ملک کے معاشی حالات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اور اسی جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے دنیا کے دوسرے ملکوں سے تجارتی تعلقات کی بنیاد پڑتی ہے۔

مغربی پاکستان ۶۱ اور ۷۵ طول بلد اور ۲۴ اور ۳۷ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اور شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ اور پنجاب کے مغربی حصے پر مشتمل ہے۔ بلوچستان، کراچی اور لاتعداد قبائلی ریاستیں، کئی دوسری ریاستوں مثلاً بہاولپور، قلات اور خیرپور کی طرح پاکستان میں شامل ہوتی تھیں۔ یہ تمام علاقے سوائے کراچی کے ۱۹۵۵ء میں صوبہ مغربی پاکستان میں شامل ہوئے اور بعد میں دارالحکومت کی تبدیلی کے ساتھ کراچی کو بھی مغربی پاکستان کے صوبے میں شامل کر لیا گیا۔

مغربی پاکستان ایران اور افغانستان کی مشترکہ سرحد ہے۔ جنوب مغرب کی طرف بحیرہ عرب ہے جو خلیج فارس سے عراق اور عرب تک اور اس سے آگے بحیرہ مردار سے مصر اور دوسرے علاقوں تک اس کی سرحدیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جنوبی اور جنوب مشرقی سرحدی لائن ایک طرف حیدرآباد ڈویژن (قدیم سندھ) خیرپور (قدیم ریاست خیرپور) بہاول پور (ریاست بہاولپور) ملتان، لاہور اور دوسری طرف بمبئی کا صوبہ راجستھان کا علاقہ اور پنجاب (ہندوستان) کے درمیان سے گزرتی ہے۔ پاکستان اور

ہندوستان میں برطانوی پنجاب کی تقسیم باؤنڈری کمیشن کے فیصلے سے عمل میں آئی۔ جس کے نتیجے میں ملتان اور راولپنڈی، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور سیالکوٹ کے مکمل اضلاع پاکستان کو ملے۔ گورداسپور اور لاہور اضلاع کی تقسیم اس طرح عمل میں آئی کہ گورداسپور کا بیشتر علاقہ ہندوستان کو ملا۔ لاہور پاکستان کے حصّے میں آیا۔ اس کے شمال کی جانب جموّں اور کشمیر کا علاقہ ہے جس کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ جب کہ ان علاقوں کی اکثریت بھارت کے قبضہ میں ہے۔

آراضیات

مغربی پاکستان میں ستلج، راوی، چناب اور جہلم کے ساتھ عظیم سندھ بہتا ہے۔ سندھ ہمالیہ سے ہوتا گلگت سے گزرتا ۱۶۰۰۰ فٹ کی بلندی سے میدان پر گرتا ہے اور صوبہ سے گزرتا ہوا بحر ہند میں جا گرتا ہے۔ یہ دریا مغربی پاکستان میں نہروں کو پانی مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مغربی پاکستان کے دو مختلف جغرافیائی ریجن ہیں۔

(۱) پہاڑوں کا سلسلہ مغربی سرحد کی طرف ہمالیہ سے شروع ہو کر سمندر تک چلا جاتا ہے۔

(۲) سندھ کی وادی جس میں دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا بہتے ہیں۔

یہ پہاڑوں کے دامن سے شروع ہو کر مشرق اور جنوب تک چلا گیا ہے۔ پہاڑی علاقے میں پشاور کا مغربی ڈویژن، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، کوئٹہ، قلات کے علاقے شامل ہیں۔ آخری دونوں ڈویژن بنجر، بے آب وگیاہ اور خال خال آبادی کے علاقے ہیں۔ سندھ کی وادی میں راولپنڈی ڈویژن، لاہور، ملتان ڈویژنوں کے زرخیز علاقے شامل ہیں۔ خیرپور اور حیدرآباد کے علاقے جو قدیم صوبہ سندھ اور ریاست بہاولپور پر مشتمل ہیں یہاں پہلے وسیع صحرا موجود تھے۔ اگرچہ اب یہ علاقے بہت آباد ہو چکے ہیں لیکن پھر بھی خیرپور اور حیدرآباد کا مشرقی حصّہ اور قلات و کوئٹہ ڈویژن (قدیم بلوچستان) کے اکثر علاقے میں ریتلے صحرا موجود ہیں۔

آب وہوا

ہلکی بارش اور معتدل آب وہوا مغربی پاکستان کا خاصا ہے۔ آب وہوا میں تبدیلی کی بنا پر مختلف فصلیں پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے زرعی معیشت کو استحکام ملتا ہے۔ سردیوں میں خال خال بارش کے ساتھ شدت کی سردی پڑتی ہے۔ مئی اور جون کے مہینوں میں بعض علاقوں میں درجہ حرارت ۱۲۰ فارن ہیٹ سے بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے علاقوں میں عموماً درجہ حرارت ۹۰° ہوتا ہے۔ سردیوں میں بعض جگہوں

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۹۶۵ء میں ۱۳۸ ملین آئی جی ہو چکی ہے۔ اسی طرح صاف شدہ پٹرول کے مرکبات کی مقدار بھی بڑھ چکی ہے۔ اس ترقی اور اضافہ کے باوجود تیل کی پیداوار سے ۲۰ فی صدی ملکی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ اس لئے تیل کی تلاش متواتر جاری ہے۔ اس وقت کئی مشہور کمپنیاں تیل کی تلاش کے لئے کئی علاقوں کا جائزہ لے رہی ہیں۔ صوبہ میں گیس اور تیل کی تقسیم، صفائی، پیداوار اور تیل کی تلاش کے لئے ۱۹۶۱ء میں تیل اور گیس کی ترقیاتی کارپوریشن قائم کی گئی ہے۔

پٹرول کی درآمد سے زرمبادلہ بچانے کے لئے اکتوبر ۱۹۶۲ء میں پاکستان اور بیرونی تیل کمپنیوں کی شراکت سے کراچی میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگایا گیا۔ کارخانہ پر ۹ کروڑ روپیہ لاگت آئی۔ اب اس سے سالانہ ۲۰۴ ملین ٹن تیل صاف کیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کارخانہ سے ۴ کروڑ روپے زرمبادلہ کی بچت ہوگی۔ کراچی میں ایک اور تیل صاف کرنے کا کارخانہ (نیشنل آئل ریفائنری) لگایا گیا ہے۔ جس کی سالانہ پیداوار ½ ملین ٹن ہے۔

تیل کی تلاش کے دوران مغربی پاکستان میں سوئی کے مقام پر گیس کے بڑے ذخائر دریافت ہوئے اور اس کو گھریلو اور صنعتی ضروریات کے لئے کافی مقدار میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور نمک، کوئلہ، گندھک، چونے کا پتھر، کرومائیٹ اور انٹیمونی کے ذخائر بھی ملے ہیں۔

زبانیں

بڑی زبانیں پنجابی، بلوچی، سندھی اور پشتو مغربی پاکستان کے ان علاقوں میں بولی جاتی ہیں جو ون یونٹ (۱۹۵۵ء) سے پہلے پنجاب، بلوچستان، سندھ اور شمال مغربی سرحدی صوبوں کے نام سے مشہور تھے۔ یہ تمام زبانیں آریہ قوم سے تعلق رکھتی ہیں سوائے براہوی زبان کے جو مغربی پاکستان میں قلات کے علاقے میں بولی جاتی ہے۔ یہ دراصل دراوڑوں کی زبان ہے جس پر عربی اور فارسی کے اثرات بھی پائے جاتے ہیں۔ ایران کے قریب ہونے کی وجہ سے بلوچی پر دوسری زبانوں سے زیادہ فارسی کا اثر موجود ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آئے۔ جوکہ آریہ نسل کی مشہور شاخیں ہیں۔

مذاہب

مغربی پاکستان میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور بنیادی طور پر ان کا طریق زندگی اور مذہب ایک ہی ہے۔ صوبے کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک تمام لوگ ایک ہی طرح خدا کی عبادت کرتے ہیں ان کا ایک ہی عقیدہ ہے وہ ایک ہی طرز زندگی اپنائے ہوئے ہیں۔

دوسرا مذہب ہندو پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی تعداد اس صوبے میں کم ہے۔

عیسائیوں کی شرح مغربی پاکستان کی کُل آبادی کا ۴ء۱ فی صد ہے۔

وہ صدیوں سے یہاں رہ رہے ہیں اور یہاں پر انہیں قانونی، معاشی اور معاشرتی مساوات ملی ہوئی ہے اور ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں سوائے صدر پاکستان کی کرسئ صدارت کے تمام عہدے ان کے لئے موجود ہیں اور انہیں اپنے مذاہب کے مطابق زندگی بسر کرنے اور اسے پھیلانے کی مکمل آزادی ہے۔

معاشرتی انقلاب

مغربی پاکستان میں روزافزوں تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ موجودہ اور مستقبل کی پود کی خوشحالی کے لئے کروڑوں روپے روزانہ خرچ کئے جا رہے ہیں اور قدرتی اور انسانی وسائل مکمل طور پر بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

اچھے بیج، کھاد، آب پاشی کے وسائل، زرعی اصلاحات اور ۳۰ کروڑ روپے سالانہ اخراجات کی بدولت مغربی پاکستان کے دیہاتوں میں زندگی کی لہر پیدا ہو گئی ہے۔ شہری اور اس کے اضافی علاقوں میں اب صنعتی اور تجارتی زندگی کا وجود دکھائی دینے لگا ہے۔

تجارتی اور صنعتی ترقی معاشرتی انقلاب کا پیش خیمہ ہُوا کرتی ہے جو خوبیوں اور نقائص کا حامل ہُوا کرتا ہے۔ تعلیم کی وجہ سے عوام میں شعور پیدا ہو رہا ہے۔ نئی سرگرمیوں اور تجربات کی وجہ سے ملک میں خود اعتمادی اور امید پیدا ہو رہی ہے۔

تاریخی پس منظر

پاکستان کا نام اگرچہ دُنیا کے نقشے پر نیا ہے مگر یہ سرزمین قدیم اور مشہور تہذیب کا گہوارہ رہی ہے اسکے مغربی صوبہ میں وادی سندھ کی تہذیب جو ماہرین آثار قدیمہ کی نظر میں ۲۵۰۰ سال قبل مسیح پرانی ہے اور اب بھی دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں کے قریب قریب اس کے نقوش ملتے ہیں۔ بڑے بڑے شہروں کے کھنڈرات دریافت ہوئے ہیں جن میں شاہراہیں اور زیر زمین نالیاں موجود ہیں اور مکانات اور عمارتیں منظم طور پر تعمیر کی گئی ہیں۔ کھنڈرات سے نکالے ہوئے سنگ مردہ کے ہتھیار اور تصویری آرٹ اس وقت کی ترقی یافتہ تہذیب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اس وقت کی تہذیب پر آریہ حملہ آوروں کا کافی اثر ہے۔ جن کے مخصوص رسم و رواج اور مذہب یہاں کی مقامی تہذیب پر اثر انداز ہوئے اور مذہب کی ایک ترقی یافتہ شکل (برہمنیت) وجود میں آئی۔ صدیاں گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سرزمین پر حملہ آوروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سائرس کی کمان میں ایرانیوں نے حملہ کیا بعد میں دارِوس آیا پھر مقدونیہ کا شہنشاہ یونانیوں کے ساتھ وارد ہوا اور ایرانیوں اور یونانیوں کے زوال کے بعد وسطی ایشیا کے حملہ آوروں نے اس سرزمین پر اپنا سیاسی اقتدار قائم کر لیا۔

آٹھویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی برعظیم پر مسلمان نمودار ہوئے۔ وہ عرب سے آئے اور دریائے سندھ تک تجارت کا سلسلہ جاری کیا اور جب ۱۲، صدی عیسوی میں بحیرہ عرب میں قزاقوں نے انہیں تنگ کرنا شروع کیا تو ایک نوجوان جرنیل محمد بن قاسم یہاں امن برقرار رکھنے کے لئے آیا اور کامیابی سے ان کا قلع قمع کیا اور پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہائش اختیار کر لی۔ یہ جگہ موجودہ قصبہ ٹھٹھہ کے قریب ہے۔ جو کراچی سے ۴۰ میل

دُور ہے۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا برصغیر ہند و پاک کے شمال مغربی علاقوں پر جنہیں آجکل مغربی پاکستان کہا جاتا ہے مسلمانوں کا اثر بڑھتا گیا۔ محمود غزنوی نے یہاں سترہ حملے کئے اور یہاں اس کے بعد اس کے وارثوں نے اس براعظم میں لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور یہاں اسلامی تہذیب اور روایات کی داغ بیل ڈالی۔ گیارھویں صدی تک مسلمان بادشاہ محمد غوری نے بنگال تک اپنی فتوحات کا حلقہ وسیع کیا۔ اور خاندانِ غلاماں کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس خاندان کے حکمرانوں نے پاک و ہند کے تقریباً تمام شمالی علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا بعد میں تیمور کی اولاد میں سے عظیم مغل بادشاہوں نے یہاں اپنی حکومت قائم کی جس کی داغ بیل ۱۵۲۶ء میں بابر نے رکھی تھی۔ وسطی ایشیا سے مغل اپنے ساتھ طرزِ تعمیر، باغوں کی تعمیر، سوانح عمری اور سوانح حیات لکھنے کا فن اور پرشکوہ شاہی عمارتوں کی تعمیر کا فن ساتھ لائے تھے۔ ہمایوں کے تخت نشین ہونے کے بعد شاعری اور منقش مصوری میں ایرانیوں کے اثرات غالب آگئے اور اکبر اعظم کے عہد میں مغلوں کی شہرت اوجِ ثریّا پر پہنچ گئی کیونکہ اس کے گرد ذہین انسانوں کی کہکشاں ہالہ کئے ہوئے تھی۔ اس کے لڑکے جہانگیر اور اس کی بیوی نور جہاں (جس کا نام آج بھی تاریخ میں روشن ہے) نے مغل تہذیب کو وہ تابناکی بخشی ہے کہ جس کا مقابلہ فرعونی دور کے مصر اور اٹھارویں صدی کے فرانس سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے لڑکے شاہجہان نے جو عظیم تعمیری صلاحیتوں کا مالک تھا سنگِ احمر کی مرمریں خواب گاہ (تاج محل) تعمیر کرائی۔ ۱۷۰۰ء میں آخری اور عظیم مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے بعد جب مغل سلطنت کو بتدریج زوال آنے لگا وہاں مسلمانوں کو بھی زوال آنا شروع ہوا۔ مغل سلطنت کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوا اور کمزور ولی عہدوں اور ان کے آپس میں جھگڑوں کی بنا پر زوالِ سلطنت اور تیز ہوگیا۔ صوبوں میں انتشار اور بدنظمی پیدا ہوگئی اور یہاں پر غیر ملکی عناصر نے پر پرزے نکالنے شروع کئے، انہوں نے راجاؤں اور ولی عہدوں سے لڑائیاں کرکے آخر برطانیہ کا راج قائم کردیا۔ انگریز جو یہاں تجارت کرنے کی غرض سے آئے تھے اور ۱۶۰۰ء میں یہاں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی تھی اس ملک کے حاکم بن بیٹھے۔

ملکی اختیارات کے خاتمے کے ساتھ مسلمانوں میں سیاسی شعور ماند پڑگیا۔ ۱۸۵۷ء میں استعماریت

[illegible]

مرکز اور صوبوں کی حکومتوں کی لگاتار بدلنے سے بین الاقوامی میدان میں پاکستان کے وقار کو شدید نقصان پہنچ رہا تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۸ء کے پُرامن انقلاب نے اس افراتفری کے دور کو ختم کیا اور پاکستان دوبارہ امن، ترقی اور خوشحالی کے راستہ پر گامزن ہو گیا۔

گزشتہ دس سالوں کے دوران ملکی مفادات کے حصول کے لئے صدر محمد ایوب خان کی نئی حکومت نے دوررس اصلاحات کا بیڑہ اٹھایا۔ اصلاحات اراضی، قانون، تعلیم، سرکاری ملازمتوں، نظم و ضبط، معاشی اور مالی امور، ٹیکس، مالیات اراضی، معاشرتی برائیوں کے قلع قمع، شادی بیاہ اور دوسرے متعلقہ مسائل کے لئے ایک ہمہ گیر اصلاح کے کام کی ابتدا کی اور ۱۹۶۲ء کا نیا آئین نافذ کیا۔

انقلاب

انقلاب ان حالات اور واقعات کے نتیجہ کے طور پر آیا جن کی وجہ سے ملک اپنے نصب العین سے ہٹ گیا تھا۔ اس وقت جس صورت حال سے ملک دوچار تھا وہ ہر طرح سے ملکی سالمیت اور استحکام کے لئے خطرناک تھی اور یہ امر ضروری ہو گیا تھا کہ نہ صرف حالات کو مزید بگڑنے سے روکا جائے بلکہ تمام جد وجہد کے لئے ایسے خطوط بھی متعین کئے جائیں کہ ملک ترقی و خوش حالی کی طرف تیزی سے بڑھ سکے۔

برصغیر کے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ جب بھی وہ نامساعد حالات سے دوچار ہوئے ان کی رہنمائی کے لئے ایسے قائدین مل گئے جن کی کوششوں سے ان کے حالات بہتر ہو گئے اور وہ مشکلات کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو گئے۔ انیسویں صدی کے ربع آخر میں سرسید احمد خان قوم کے انحطاط کو روکنے کے لئے سینہ سپر ہو گئے اور بیسویں صدی کے اوائل میں مسلمانوں کو قائداعظم جیسے عظیم المرتبت رہنما کی قیادت نصیب ہوئی۔ اس دور میں مسلمان ہندوؤں کی اکثریت کے طوفان کے سامنے خس و خاشاک کی مانند بہہ جانے والے تھے۔ چنانچہ قائداعظم نے اپنی انتھک جد وجہد اور سیاسی بصیرت سے کام لے کر انہیں مجتمع کیا اور انہیں کامرانیوں کی منازل سے گزار کر پاکستان حاصل کیا۔

مسلمانوں کے موجودہ قائد صدر ایوب خاں کے کارہائے نمایاں چونکہ اسی دور کے ہیں اس لئے وقت گزرنے کے ساتھ ہی ان کی اہمیت کا اندازہ ہو گا۔ انہوں نے نہ صرف قوم کے تنزل کو روکا ہے، بلکہ ملک کو ترقی کے نئے راستوں پر گامزن کیا ہے۔ بہرحال ان کا انقلاب متذکرہ دونوں قائدین کے کارناموں کا ہم پلّہ ہے۔ یہ بھی عوام کی فلاح کے نقطہ نظر کے زیر اثر اس وقت عمل میں لایا گیا تھا جب ملک ایک شدید بحران سے گزر رہا تھا اور پوری قوم ناامیدی کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس انقلاب نے قوم میں رفعت و بلندی کا جذبہ پیدا کیا۔

سوز حالات میں برسوں رہنا پڑا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہمیشہ کے لئے ان پر ہجرت کی پرچھائیاں محیط رہیں گی۔

آبادکاری کے لئے دو مسائل درپیش تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ ہزاروں مہاجرین کو سر چھپانے کے لئے مکانوں کا انتظام کرنا تھا دوسرا وہ لوگ جو ہندوستان میں اپنی جائیدادیں چھوڑ آئے تھے ان کو معاوضہ بھی دینا تھا۔

کراچی میں کورنگی کے قطعہ اراضی کو پانچ مہینوں کے اندر ۱۵۰۰۰ رہائشی کوارٹروں میں تبدیل کیا گیا، جس میں سکول، ڈاک خانے کھولے گئے، ڈسپنسریاں قائم کی گئیں، دکانوں اور ذرائع آمدورفت کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ملک کے دوسرے حصوں میں رہائشی منصوبے بنائے گئے اور انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔

نرخ اور قیمتوں کو کنٹرول میں لایا گیا اور غیر ضروری درآمدات کو ختم کر دیا گیا۔ تخفیف کو پالیسی بنایا گیا اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے نوٹ چھاپنے سے احتراز کیا گیا۔ سرمایہ کی رَو کو ختم کر کے نرخوں کو ایک خاص معیار پر رکھنے میں بھی کامیابی ہوئی اور اس طرح ان درآمدات پر بھی پابندی لگائی گئی جس کا ملک کی معاشی ترقی میں کوئی کردار نہیں تھا۔ حکومت کے اخراجات کی کمی کے باعث ملک کی معیشت میں خاصی ترقی ہوئی، توازن ادائگی، زرمبادلہ، ڈالر اور سٹرلنگ کے محفوظ سرمائے میں بھی اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں دوسری تدبیروں اور کارروائیوں سے بھی معاشی ترقی ہوئی۔

ایبڈو

بدنام سیاست دانوں کو عملی سیاست سے دُور رکھنے کے لئے دو قوانین نافذ کئے گئے۔ ایک قانون کے تحت دونوں صوبوں میں ایک ایک جج کے تحت ٹریبونل قائم کئے گئے جنھوں نے بدنام افراد کے چال چلن کا ریکارڈ دیکھا اور انہیں نوٹس دیئے گئے کہ آئندہ چھ سال کے لئے وہ خود عملی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لیں یا ٹریبونل کے سامنے عائد کردہ الزامات کا ثبوت دیں۔ ان میں سے اکثریت نے خود بخود سیاست سے علیحدگی اختیار کر لی جن کا عرصہ ریٹائرمنٹ دسمبر ۱۹۶۶ء کو ختم ہوا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس کے انعقاد کے ساتھ ہی مارشل لاء ختم کر دیا گیا۔

اگلے سال ۶۵-۱۹۶۴ء میں عام انتخابات عمل میں آئے۔ چنانچہ سب سے پہلے ۸۰،۰۰۰ بنیادی جمہوریتوں کے اراکین حق بالغ رائے دہی کے تحت منتخب ہوئے اور ان بنیادی جمہوریتوں پر مشتمل انتخابی ادارہ سے صدر مملکت کا انتخاب عمل میں آیا اور اس کے آخر میں اسی انتخابی ادارہ کے تحت صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے انتخابات بھی ہوئے۔

ملازمتیں اور عمومی انتظامیہ

ملازمتیں اور عمومی انتظامیہ کا شعبہ انتظامیہ کے دوسرے محکموں کی سرگرمیوں کو مربوط کرتا ہے اور سرکاری ملازموں کے بارے میں بھرتی، شرائط ملازمت اور نظم وضبط کے اصولوں کو وضع کرتا ہے۔ سی ایس پی، پی ایس پی، پی سی ایس اور جی اے آر کی ملازمتوں کا انتظام بھی اسی محکمے کے سپرد ہے۔ یہ شعبہ گورنر، سیکرٹریٹ، ہائی کورٹ، پبلک سروس کمیشن اور محکمہ انسداد رشوت ستانی سے ملحقہ دفاتر کے لئے انتظامیہ کا کام بھی کرتا ہے۔

چیف سیکرٹری اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری اس محکمہ کے منتظم اعلیٰ ہیں اور چھ ڈپٹی سیکرٹری ہیں جو مرکزی، صوبائی، عمومی، ریگولیشن، اسٹیبلشمنٹ، "او" اور "ایم" ونگ کے علیحدہ علیحدہ نگران ہیں۔

تربیتی کورس

۱۹۶۷ء میں براہ راست منتخب اُنیس سیکشن افسروں کو ششماہی ٹریننگ دی گئی۔ 'او اینڈ ایم' ٹریننگ یکم جون کو شروع ہوئی اور ۸ ہفتے تک جاری رہی۔ جس میں لیکچر دیئے گئے اور درج ذیل مضامین کے بارے میں مواد اور معلومات فراہم کی گئیں۔

(۱) حکومت کے فرائض اور طریق کار کی تفصیلات۔

(۲) سیکرٹریٹ کے طریق ہائے کار اور ان کی عملی صورت۔ علاوہ ازیں قوانین تجارت، قوانین مالیات، سول سروس اور ان کے اختیارات کی تفویض۔

(۳) مربوط انتظام اور 'او اینڈ ایم'۔

(۴) اسلام کی اخلاقی قدریں جو سرکاری ملازمین اور ان کے کردار سے متعلق ہیں۔

اس کے علاوہ تربیت یافتہ ملازمین کو پیکیجز لمیٹڈ، ریونیو لمیٹڈ اور اسمبلی و سیکرٹریٹ لے جایا گیا اور انہیں

[illegible] (١١)

[illegible] (١٢)

[illegible] (١٣)

[illegible] (١)

[illegible]

[illegible] (١٤)

[illegible] (١٥)

[illegible] (١٦)

[illegible] (١)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ترقی اور تبادلے

ترقی اور تبادلوں کے معاملوں میں بہت اضافہ ہو چکا ہے ۱۹۶۷ء میں کمیشن نے ۲۱۷۰ افسروں کے معاملات پر غور و خوض کیا۔ اس سلسلے میں اسے تمام امور کے لئے سینیارٹی لسٹ کو دیکھنا پڑا اور حکومت کی اس پالیسی کی روشنی میں معاملات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی جو مختلف علاقوں کے افراد کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے وضع کی گئی ہے۔

متفرق مسائل

کمیشن کو انفرادی اور مجموعی معاملات اور ملازمتوں کی شرائط کے لئے مختلف قسم کے مسائل حل کرنا پڑے حکومت کے کاموں میں اضافے کی وجہ سے ملازمتوں سے تعلق رکھنے والے مسائل بہت پیچیدہ ہو گئے ہیں۔

مندرجہ ذیل گوشوارہ ۱۹۶۷ء کمیشن کی طرف سے کئے گئے کام کی نوعیت اور مقدار پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۱) امتحانوں کی تعداد	۱۲
(۲) جتنے امیدواروں کا امتحان لیا گیا	۱۱۷۱
(۳) جتنی درخواستیں اشتہارات کی بناء پر موصول ہوئیں	۱۲۶۳۱
(۴) عارضی دقفہ کی مشتہر آسامیوں کی تقرری	۹۰۷
(۵) ترقی، تبادلے اور منتقلی کے متعلق جتنے افسران کے معاملات پر غور کیا گیا	۲۱۷۰
(۶) اشتہارات کے بغیر جتنے امیدواروں کی تقرری پر غور کیا گیا	۱۸۶
(۷) انضباطی معاملات کی تعداد	۲۱
(۸) تقرری اور سروس رولز کے معاملات (زیر ترمیم شدہ)	۳۳۹
(۹) متفرق نوعیت کے معاملات (جن میں سینیارٹی کا معاملہ بھی شامل ہے)	۲۵۲
(۱۰) ۲۵ سالہ ملازمت کی مدت ختم کرنے پر ریٹائرمنٹ کے معاملات	۴۲

(۱۱) انٹرویو لئے جانے والے امیدواروں کی تعداد ۱۵۹۰

کمیشن کی حیثیت ایک مجلس مشاورت کی سی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ حکومت اس کے مشوروں کو مان ہی لے مگر بالعموم اس کے مشوروں کو مان ہی لیا جاتا ہے۔ حکومت ہمیشہ اس بات کے لئے کوشاں رہی ہے کہ بعض امور کے سلسلے میں کمیشن اور اسکی مابین اختلاف النظری کو کم کر دیا جائے۔

کمیشن کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ حکومت چاہتی ہے کہ انتظامی شعبوں میں جو بھی بے اصولیاں ہوگئی ہیں ان کا سدباب کیا جائے اور حکومت انتظامی شعبوں سے لیٹرز اور سرکلرز کے ذریعہ مختلف معاملات پر رپورٹ وصول کرتی رہتی ہے تاکہ وہ مقررہ اصولوں اور ضابطوں کی پابندی کرتے رہیں حکومت نے کمیشن کی رپورٹوں کی چھان بین اور ان کو مختلف شعبوں میں عمل درآمد کرانے کے لئے ایک خاص ذیلی کمیٹی بنادی ہے۔ اس طریق کار سے سرکاری ملازمین کے معاملات خوش اسلوبی سے طے پا جائیں گے جس سے ملازمین میں بددلی، ناامیدی اور عدم تحفظ کا جذبہ ختم ہو جائے گا۔

مالیات

۶۹-۱۹۶۸ء میں ترقیاتی پروگرام کے لئے مجموعی طور پر ۲۳۸٫۰۵ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے متوقع تخفیف کو شمار کرنے کے بعد پروگرام پر عملدرآمد کیلئے خالص رقم صرف ۲۱۲٫۵۷ کروڑ روپے رہ جاتی ہے۔

اس پروگرام میں حسب ذیل مالی امداد دی جائے گی:-

صوبائی مالی امداد =	۶۰٫۹۷ کروڑ
مرکزی " =	۱۰۹٫۰۱ "
غیر ملکی امداد =	۴۲٫۵۹ "
اصل کل میزان	۲۱۲٫۵۷ کروڑ

سال زیر تبصرہ کے ترقیاتی پروگرام کے لئے مجموعی ۲۱۷٫۸۸ کروڑ روپے اور اصل ۱۹۰٫۸۸ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں نظرثانی شدہ تخمینہ ۱۷۷٫۵۹ کروڑ روپے ہے۔

حسب ذیل گوشوارہ ۶۹-۱۹۶۸ء کے لئے مختلف شعبوں کی مختص شدہ رقوم کو ظاہر کرتا ہے۔

	لاکھ روپے میں اعداد و شمار
پانی اور بجلی	۸۰،۳۰٫۷۶
زراعت	۳۴،۸۶٫۲۰
طبعی منصوبہ بندی اور رہائشی تعمیرات	۱۳،۳۲٫۹۴
صنعتیں، ایندھن اور معدنیات	۱۷،۷۳٫۵۶
تعلیم و تربیت	۱۴،۸۹٫۹۷
صحت	۹،۹۵٫۵۵

ٹرانسپورٹ و مواصلات بشمول ریلوے	۴۸،۳۳٫۰۳
معاشرتی بہبود و افرادی قوت	۱،۴۱٫۶۴
فرنٹیئر ریجن	۲،۳۳٫۰۲
دیہی تعمیراتی پروگرام	۱۵،۰۰٫۰۰
کوئٹہ قلات ڈویژن کے لئے	۵۰٫۰۰
میزان کل	۲،۳۸،۵۶٫۶۷
کمی	۲۶،۰۰٫۰۰
اصل میزان	۲،۱۲،۵۶٫۶۷

حسب ذیل گوشوارہ سے ترقیاتی پروگرام برائے ۶۸-۱۹۶۷ء اور ترقیاتی پروگرام برائے ۶۹-۱۹۶۸ء میں مختص کی جانے والی علاقائی رقوم کا تقابل ظاہر ہوتا ہے۔

(کروڑوں روپوں میں)

ریجن		میزانیہ ۶۸-۱۹۶۷ء		میزانیہ ۶۹-۱۹۶۸ء
سابق شمال مغربی سرحدی صوبہ	=	۱۴٫۴۱	=	۱۶٫۷۸
سابق پنجاب	=	۵۹٫۵۲	=	۶۲٫۱۸
سابق بہاولپور	=	۳٫۳۲	=	۴٫۵۴
سابق سندھ	=	۲۸٫۲۳	=	۳۵٫۲۵
کراچی کا علاقہ	=	۱۰٫۷۸	=	۱۰٫۸۱
سرحدی علاقے	=	۳٫۱۹	=	۴٫۱۲
صوبائی منصوبے	=	۹۱٫۱۹	=	۹۶٫۲۱
کمی	=	(-) ۲۱٫۰۰	=	(-) ۲۶٫۰۰
میزان	=	۱،۹۶٫۸۸	=	۲،۱۲٫۵۷

صوبائی منصوبے

وہ منصوبے جو کسی خاص علاقہ سے منسوب نہیں کئے جا سکتے انہیں صوبائی منصوبے کہاجاتا ہے۔ تاہم انہیں کسی خاص ریجن کی ترقی سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ان کی تقسیم پورے صوبے کی سطح پر ظاہر کی گئی ہے۔ اگر صوبائی منصوبوں کے لئے مختص کی جانے والی رقوم کو بھی تقسیم کیا جائے اور علاقائی مختص شدہ رقوم اس میں شامل کی جائیں تو ہر ریجن کے لئے مختص شدہ مجموعی رقم مذکورہ بالا گوشوارہ میں دی گئی رقم سے کہیں زیادہ ہوگی۔ صوبائی ترقیاتی سکیمیں ۶۶-۱۹۶۵ء میں ۲۰ء ۶۹ کروڑ سے بڑھ کر ۶۹-۱۹۶۸ء میں ۹۶ء۲۱ کروڑ تک ہو گئی ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے تین سالوں میں ترقی کا تناسب ۹ء ۳۷ رہا ہے۔

تعمیراتی پروگرام

دیہی تعمیراتی پروگرام مغربی پاکستان میں ۱۹۶۳ء میں جاری کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد دیہی علاقوں کے لئے کثیر المقاصد منصوبے فراہم کر کے ملک کے شہری اور دیہی علاقوں کے مابین اقتصادی تفریق کو کم کرنا تھا۔ ۶۹-۱۹۶۸ء میں صوبے کی دیہی آبادی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے ۰۰ء۱۵ کروڑ کی رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے جبکہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے لئے یہ رقم ۰۰ء۱۰ کروڑ روپے رکھی گئی تھی۔

منصوبہ بندی اور ترقیات

یہ محکمہ منصوبوں کو باہم مربوط کرنے کا ذمہ دار ہے تاکہ یہ صحیح طور پر مکمل کیے جاسکیں۔ ملک کے تعمیری محکمے اپنی سکیمیں بورڈ کو پیش کرتے ہیں جہاں ان پر غور کیا جاتا ہے اور پنجسالہ منصوبے کے تحت بنائی گئی پالیسیوں کی روشنی میں ان کی اہمیت کی ترتیب سے انہیں منظور کیا جاتا ہے۔ یہ بورڈ صوبائی اور مرکزی حکومتوں اور دوسرے اداروں کے درمیان ترقیاتی منصوبوں میں بطور رابطہ کام کرتا ہے اور منصوبوں کی تشکیل میں صوبائی انتظامیہ کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ بورڈ منصوبہ بندی اور معاشی ترقیات کے ادارے، ٹرانسپورٹ سیل اور شماریات بیورو پر مشتمل ہے۔

منصوبہ بندی اور ادارہ ترقیات

یہ ادارہ ترقیاتی پروگرام بنانے کے لئے مشاورتی مجلس کا فرض سرانجام دیتا ہے۔ ترقیاتی ادارے منصوبہ بندی کمیشن کے فارموں (پی سی I) پر اپنے پروگراموں کا اندراج کرکے بورڈ کے حوالے کرتے ہیں۔ یہاں تمام وسائل کو مدنظر رکھ کر ان پروگراموں اور سکیموں کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ پھر یہ رپورٹ صوبائی ترقیاتی امور کی کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے جس کا سربراہ چیئرمین ہوتا ہے۔ یہاں اس سے متعلق آخری فیصلہ کیا جاتا ہے۔

تمام وہ سکیمیں جن کی لاگت ۱۰ لاکھ روپے سے کم ہوتی ہے ان کی منظوری ذیلی ترقیاتی کمیٹی کرتی ہے جس کا سربراہ متعلقہ محکمے کا سیکرٹری ہوتا ہے جس کی امداد کے لئے منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ اور محکمہ مالیات کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔

ایسی وہ تمام سکیمیں جن پر ۱۰ لاکھ سے ۵۰ لاکھ تک کی لاگت آتی ہے ان کو صوبائی

ترقیاتی امور کی کمیٹی منظور کرتی ہے جبکہ ۵۰ لاکھ سے زائد کی سکیموں کی منظوری مرکزی ترقیاتی امور کی کمیٹی کی وساطت ـــــ قومی ترقیاتی کونسل عطا کرتی ہے۔

۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران معاشی منصوبہ بندی کے ادارے نے ۲۳۷ سکیمیں صوبائی ترقیاتی امور کی کمیٹی کی منظوری کیلئے پیش کیں جن میں سے ۱۶۶ سکیمیں منظور ہوئیں - ۲۵ کو رد کر دیا گیا - اور ۳۶ سکیموں کو مزید معلومات کے لئے کچھ عرصے کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام

ترقیاتی منصوبہ بندی بورڈ کا اہم کام سالانہ ترقیاتی پروگرام کا خاکہ تجویز کرنا ہے یہ بورڈ ترقیاتی پروگرام کو پنجسالہ منصوبے کے مقاصد اور وسائل کے مطابق بناتا ہے اسکے علاوہ یہ پنجسالہ منصوبے کے اہم مقاصد کے حصول کے لئے مختلف محکموں کے ترقیاتی منصوبوں کی آپس میں ترجیحات کا بھی فیصلہ کرتا ہے۔

۱۹۶۸-۶۹ء کے درمیان سالانہ ترقیاتی پروگرام ترتیب دیتے وقت یہ پیش نظر رکھا گیا کہ جاری پروگراموں کے پھیلاؤ کی بجائے ان کو مزید مجتمع کیا جائے۔ وہ سکیمیں جن پر کام جاری ہے اور تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہیں ان کو منصوبے کی مدت کے دوران میں مکمل کرنے کے لئے پورے وسائل مہیا کئے گئے ہیں۔ نئی سکیموں کا جہاں تک تعلق ہے ان میں سے ایسی سکیموں کو ترجیح دی گئی ہے جن کی لاگت کم اور مدت تھوڑی ہے۔ چنانچہ بہت کم نئی سکیموں کو ۱۹۶۸-۶۹ء کے پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔

۱۹۶۸-۸۹ء میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے نئے اندازے کے مطابق ۲۱۲،۵۷ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ پچھلے مالی سال میں ۱۷۸،۵۵ کروڑ روپے کے اخراجات تھے۔

۱۹۶۸-۶۹ء میں زراعت کے شعبے کے لئے سابقہ مالی سال سے ۶،۵ کروڑ روپے زیادہ مختص ہوئے ہیں۔ کھاد کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے لئے ۱۹۶۸-۶۹ء میں

پر کام شروع کیا جائے گا۔ چنانچہ لاہور میں کچا ملتان روڈ پر کم آمدنی کے ملازمین کے لئے تعمیر مکانات کی سکیم کے لئے ۷،۵ لاکھ روپیہ فراہم کیا جائے گا۔

تعلیم کی مد کے لیے ۲۶ء۱۵ کروڑ روپے کا انتظام کیا گیا ہے جو کہ ۶۸-۱۹۶۷ء کی رقم سے ۷ء۲ فی صد اضافہ ظاہر کرتا ہے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے مقابلے میں اگلے سال کی رقم کا تخمینہ ۴ء۶۳ فی صد زیادہ ہے۔ ٹیکنیکل تعلیم اور پرائمری تعلیم پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ طلبا کمیشن کی رپورٹ کے لئے ۳۳ لاکھ روپے فراہم کئے گئے ہیں اس کے علاوہ مزید سکول اور سائنس کالج کھولے جا رہے ہیں اور این ای ڈی کالج کراچی اور انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور کی ترقی اور کشادگی پر بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ بہاولپور میں انجنیئرنگ کالج کھولنے پر بھی غور و خوض ہو رہا ہے۔

صحت کے پروگرام میں ۱۰ کروڑ روپے مہیا کئے گئے ہیں جن کے تحت انسداد ملیریا اور خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر کام کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ خیبر میڈیکل کالج پشاور، صوبے کے بڑے ہسپتالوں اور دیہی صحت کے مراکز پر خرچ بھی اسی مختص شدہ رقم سے پورا کیا جائے گا۔

پراجیکٹ ونگ

اس ونگ کو درج ذیل فرائض سونپے گئے ہیں:-

(ا) زیر تکمیل منصوبوں کی ترقی کی نگرانی کرنا۔

(ب) اہم منصوبوں کی تکمیل کی رفتار ترقی کا جائزہ لینا۔

(ج) منصوبوں سے حقیقی طور پر حاصل شدہ معاشی فوائد کا جائزہ لینا اور ان فوائد کا جائزہ لینا جو تشکیل منصوبہ کے وقت متوقع تھے اور تکمیل یافتہ منصوبوں کا جائزہ لینا۔

(د) کسی بھی خاص سال میں ایک سیکٹر یا سب سیکٹر کی کارکردگی کا جائزہ لینا۔

تکمیل کنندہ ایجنسیاں یا محکمے اپنے منصوبوں کی ترقی کے بارے میں ہر تین ماہ کے بعد رپورٹیں بھیجتے ہیں۔ ان رپورٹوں میں اہم رپورٹ وہ ہوتی ہے جو منصوبوں کی مالی اور طبعی ترقی سے متعلق ہوتی ہے۔ جب

یہ رپورٹیں پراجیکٹ ونگ کو موصول ہوتی ہیں تو ان کی پڑتال کی جاتی ہے اور اگر علمی اور مالی ترقی منصوبے کے مطابق نہ ہو تو محکمہ متعلقہ سے رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ ونگ مختلف محکموں کی سرگرمیوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور ان کے ترقیاتی منصوبوں کی راہ میں پیدا ہونے والی مشکلات اور رکاوٹوں پر قابو پانے میں ان کی مدد کرتا ہے۔

عمل درآمد کے مرحلہ کے دوران منصوبوں کا جائزہ لینے کے علاوہ پراجیکٹ ونگ تکمیل کے بعد ان سے حاصل ہونے والے اقتصادی فوائد کا جائزہ بھی لیتا ہے اور ان کا منصوبہ بندی کے وقت کے متوقع فوائد سے تقابل کرتا ہے۔ پراجیکٹ ونگ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے مطابق ہونے والی سیکٹر اور سب سیکٹر کی کارکردگی کا جائزہ بھی لیتا ہے۔

پراجیکٹ ونگ کا ایک اہم فرض سرکاری شعبے کے منصوبوں کے لئے غیر ملکی امداد کے حصول کی خاطر بات چیت کرنا اور اس امداد کے استعمال کی نگرانی کرنا اور اس سلسلے میں جو دشواریاں پیش آئیں ان کو دور کرنا بھی ہے۔ اس مقصد کے لئے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات میں غیر ملکی امداد کا ایک خاص شعبہ موجود ہے۔

غیر ملکی امداد کا شعبہ فنی امداد سے متعلق گفتگو کرتا ہے جس کے تحت ماہرین کی خدمات مہیا کی جاتی ہیں اور ماہرین کی تربیت کے لئے غیر ملکی فیلوشپ کے عطیات پاکستان کو دیئے جاتے ہیں۔

۳۰ جون ۱۹۶۸ء کو ختم ہونے والے سال میں محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات کی غیر ملکی امداد کے شعبہ نے درج ذیل غیر ملکی امداد کے اہم معاملات بنائے۔

منگلا ڈیم کی دوسری اور تیسری ٹرانسمیشن لائن کے لئے یم دتقور پراجیکٹ کی تکمیل پاکستان ویسٹرن ریلوے کے لئے ۶۵ ڈیزل اور بجلی کے انجن اور آئی بی آر ڈی قرضے، کوئٹہ کے لئے پانی کی بہم رسانی سکیم پر عملدرآمد کے لئے کھاد کی درآمد کی بات مکمل کی گئی۔

پاک امریکن کھاد فیکٹری، مشینی پرزوں کی فیکٹری اور کوٹری کی فیکٹری کے لئے فرانس سے بات چیت مکمل ہوئی۔

منگلا نور تقہ یونٹ کے لئے ٹرانسفارمر اور گدو بیراج میں ماہرین بھیجنے کے لئے اٹلی رضامند ہو گیا ہے۔

کراچی میں بندرگاہ اور چھوٹے بندوں کے لئے مشینی سامان روس مہیا کرے گا اور گدو تھرمل پاور سٹیشن، مشینی اوزاروں کی فیکٹری اور دیر کے جنگلات میں فیکٹری لگانے کے لئے بالترتیب سوئٹزرلینڈ اور پولینڈ سے سمجھوتہ عمل میں آیا ہے۔

محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات نے "بھوک سے نجات" کے درج ذیل پروگراموں میں عالمی خوراک کے پروگرام کے تحت امداد حاصل کر لی ہے۔

(۱) مغربی پاکستان کے خاص علاقوں میں زیتون کے پودے لگانا۔

(۲) لانڈھی مویشیاں کالونی میں مویشیوں کی افزائش۔

(۳) مغربی پاکستان کے صوبہ میں برائلر کی ترقی۔

(۴) کراچی میں دودھ کی بہم رسانی۔

(۵) کاغان کی وادی میں پانی کی رکاوٹوں کا انتظام۔

غیر ملکی امداد کا شعبہ غیر ممالک سے آئے ہوئے معاشی وفود کے دوروں کا انتظام کرتا ہے۔ اس سال جنوری میں عالمی بنک کے وفد نے لاہور کا دورہ کیا اور اس سلسلے میں اس شعبہ نے ۶۹-۱۹۶۸ء کے لئے صوبائی محکموں اور ایجنسیوں کی ضروریات کے لئے ۴۷ قابل امداد پراجیکٹوں کا پروگرام مرتب کیا۔ ان میں سے ۳۱ پراجیکٹ پاکستان کنسورشیم کے میمورنڈم میں داخل کئے گئے جو منصوبہ بندی کمیشن نے مرتب کیا تھا۔

صوبہ مغربی پاکستان کو ۱۹۷۰ء تک خوراک میں خود کفیل بنانے کے لئے منصوبہ بندی ونگ نے (۷۰-۱۹۶۵ء) تیسرے پنجسالہ منصوبے میں "خوراک میں خود کفیل ہونے کا منصوبہ" بنایا ہے۔ گورنروں کی کانفرنس نے فروری ۱۹۶۷ء میں اس پروگرام کی منظوری دی۔ اس پروگرام میں مخصوص پیداوار کا حصول اور خود کفالت حاصل کرنے کے لئے ضروریات کا ذکر ہے۔ متعلقہ محکموں کی کارکردگی اور ذمہ داریوں کا ذکر ہے۔ مختلف ذمہ داریوں کا وقت متعین کیا گیا ہے اور حاصل کردہ ترقی کے لئے منظم ڈھانچہ تیار کیا گیا ہے۔ پہلے سال ہی اس پروگرام پر عمل درآمد کے دوران نتائج حوصلہ افزا رہے اور صوبہ خود کفالت کی منزل کے قریب ہو گیا۔

بورڈ نے پانچ ریجنل ہیڈ کوارٹروں ملتان، حیدرآباد، کوئٹہ، پشاور اور سرگودھا کے مقام پر معاشی

ترقی سے روشناس کرانے کے لئے سیمینار منعقد کئے ۔۔۔۔ ۱۸ مارچ ۱۹۶۸ء میں سب سے پہلا سیمینار ملتان میں منعقد کیا گیا۔

نقل وحمل کا شعبہ

یہ شعبہ جولائی ۱۹۶۷ء میں قائم کیا گیا تاکہ نقل وحمل کی تعمیر و ترقی کے لئے ہمہ گیر پروگرام بن سکے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران اس پروگرام کے مطابق تحقیق اور غور و خوض کیا گیا۔ اب تک مندرجہ ذیل تحقیق عمل میں آئی ہے:-

(۱) مغربی پاکستان ریلوے تیسرے پنجسالہ منصوبہ کے دوران۔

(۲) چھوٹی پٹڑیوں اور ہائی وے کا تقابل

(۳) ریلوے کے اخراجات

(۴) عام مستعمل سڑکوں کے نمونے کا جائزہ

(۵) شاہراہیں مہیا کرنے اور ان سے آمدنی

(۶) ڈی آئی خان کے پل سے متعلق دوبارہ جائزہ

اعداد و شمار کا بیورو

اس بیورو کو درج ذیل فرائض سونپے گئے ہیں:-

صوبائی اعداد و شمار کی ترتیب، تکنیکی رہبری، مختلف شعبوں کے اعداد و شمار کی مشکلات میں امداد دینا، اوران شعبوں کو ٹیکنیکل اعداد و شمار اور ترتیب میں مدد دینا جو سروے کے دوران خود اعداد و شمار جمع کر رہے ہیں۔ اور حکومت جو صوبائی اعداد و شمار کی پالیسی بنا رہی ہے اس کی ترتیب میں حکومت کو مشورہ دینا۔ اس کے علاوہ صوبائی اور مرکزی حکومتوں کے اعداد و شمار کے مسائل میں رابطہ پیدا کرنا۔

آبپاشی

تعارف

مغربی پاکستان کی معیشت کا سارا دار و مدار زراعت اور صنعت پر ہے اور ان شعبوں کی کامیابی کا انحصار ترقی کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی اور پانی کے سارے موجودہ وسائل کو بروئے کار لانے میں ہے۔

مغربی پاکستان کا علاقہ زیادہ تر خشک اور نیم خشک خطوں پر مشتمل ہے مجموعی طور پر اس کا رقبہ ۲۰ کروڑ ایکڑ ہے جس میں ۹۰ فیصد سے زیادہ رقبہ میں ۱۰ انچ سے کم سالانہ بارش ہوتی ہے۔

مغربی پاکستان کے دریاؤں کا بہاؤ پہاڑوں پر برف باری اور برف پگھلنے والے پانی کا مرہون ہے۔ دریائے سندھ کے پانی سے ۱۶۸۰۰۰۰۰ ایکڑ زمین سیراب کی جاتی ہے جس میں سے ۲۳ ملین ایکڑ زمین راوی، بیاس اور ستلج کے معاون دریاؤں سے سیراب ہوتی ہے۔

معاہدۂ سندھ طاس ۱۹۶۰ء کے تحت اب ان معاون دریاؤں کے پانی کے استعمال کا حق ہندوستان کو مل گیا ہے۔ مغربی پاکستان کی باقی ۱۳۵۰۰۰۰۰ ایکڑ فٹ زمین کو دریائے سندھ، جہلم اور چناب سے سیراب کیا جائے گا۔

ان دریاؤں کے پانی کا ۷۰ فیصد حصہ تین ماہ میں (جون سے اگست) استعمال میں لایا جائیگا۔

مقاصد

موجودہ سال کا پروگرام حسب ذیل مقاصد کی تکمیل کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔

(۱) خوراک میں خود کفیل ہونا۔

(۲) مختلف نہری سلسلوں میں پانی کی تقسیم کا کام برقرار رکھنے کے لئے بڑے بڑے ہیڈ ورکس اور نہری نظاموں کو درست حالت میں رکھنا۔

(۳) تھور سے متاثرہ زمینوں کو بحال کرنے کے لئے پانی کی زیر زمین سطح کم کرنے اور رطوبت کو دور کرنے کے لئے سطحی نالوں کا جال بچھانا

(۴) آبپاشی کے علاقوں اور آبادیوں پر بند وغیرہ باندھ کر سیلاب سے بچانا۔

(۵) مختلف نہروں میں ضرورت کے مطابق پانی کی تقسیم کے لئے دریاؤں کی سطح اور بہاؤ کی پیمائش

(۶) مغربی پاکستان کے کم ترقی یافتہ علاقوں مثلاً کوئٹہ اور قلات ریجنوں میں آبپاشی کی توسیع کے لئے ایسے منصوبوں کا جائزہ لینا جو تکنیکی اعتبار سے قابل عمل ہوں۔

(۷) زمین اور آب رسانی سے متعلق مختلف کاموں اور مسائل کا اعداد و شمار کے مطابق تجربات اور جدید تقاضوں کی روشنی میں تجزیہ کرنا تاکہ کسان اپنے کھیتوں سے زیادہ سے زیادہ مالی فائدہ حاصل کر سکیں۔

(۸) سیم اور تھور سے متاثرہ زمینوں کی اصلاح کے لئے پانی اور زمین سے متعلق تحقیقاتی کام جاری رکھنا اور اُن کے نتائج سے کسانوں کو آگاہ رکھنا۔

خوراک میں خود کفالت

تیسرے پنجسالہ منصوبے کے اختتام تک خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہونے کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ محکمۂ آبپاشی صوبے کے میٹھے پانی کے خطوں کے آبی ذخیروں میں سے مزید...... ۵۵ لاکھ ایکڑ فٹ پانی پمپنگ کے ذریعہ مہیا کر کے خود کفالت کی اس مہم میں نمایاں حصہ لے گا۔

۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۸ء تک ترقی کے دس سالہ دور کو ٹیوب ویلوں کا دس سالہ ترقیاتی دور کہہ سکتے ہیں اب تک مجموعی طور پر واپڈا نے ۷۶ ۲ ۳ ٹیوب ویل سیلنٹی کنٹرول اور بحالی اراضی کے منصوبے نمبرا

۲،۳ اور خیرپور اسکارپ میں لگائے ہیں۔

۱۹۶۸ء کے اواخر تک محکمۂ آبپاشی تقریباً ۷۰۰ مزید ٹیوب ویل پورے مغربی پاکستان میں آبپاشی کے چھوٹے منصوبوں کے تحت لگائے گا۔

یہ منصوبہ بنایا گیا ہے کہ ۱۹۷۰ء تک آبپاشی کے لئے تقریباً ۳۰۰۰ مزید ٹیوب ویل لگوائے جائیں گے۔ ٹیوب ویلوں کی ان اسکیموں کا مقصد خشک علاقوں میں آبپاشی کی سہولتیں پیدا کرنا اور ان نہروں کے لئے سال بھر پانی بہم پہنچانا ہے جو سال میں وقفوں سے بہتی ہیں۔

عملی سرگرمیاں

مغربی پاکستان کی کل زرعی زمین ۷۶۰۰۰۰۰۰ ایکڑ ہے جس میں سے ۳۳۵۰۰۰۰۰ ایکڑ زمین آبپاشی کے منصوبوں کے تحت سیراب ہوتی ہے۔ فی الحال یہ محکمہ دریاؤں پر ۱۶ بندوں اور ۳ پشتوں پر مختلف لمبائی کی تقریباً ۳۷،۹۶۹ میل لمبی نہروں کی تعمیر کا کام کر رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ۴۸۰۵۰ میل لمبی نالیاں بنائی گئی ہیں جس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ نہریں جن کا منبع دریا ہیں۔ فارموں کو سیراب کرتی ہیں اور کاشتکاروں کو بھی اُن کی روز افزوں ضروریات کے مطابق پانی مہیا کرتی ہیں تاکہ فصلیں اچھی ہوں۔ آبپاشی کی نالیوں میں ۲۵۰۰۰۰ مکعب فٹ پانی فی سیکنڈ لے جانے کی گنجائش ہے۔

برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت تمام نہروں کو دریاؤں سے جو پانی ملتا تھا اس کا سالانہ اوسط ۶۵،۵۲۰۰۰ ایکڑ فٹ تھا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۷ء تک اسکا اوسط ۷۰،۶۷،۴۰۰۰ ایکڑ فٹ تھا۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۷ء تک کے دس سالہ دور میں نہروں سے جو پانی کھیتوں کو سیراب کرتا رہا ہے اس میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ۸۴،۶۳۰۰۰ ایکڑ فٹ زیادہ کھیت سیراب کئے گئے اس طرح پہلے کی بہ نسبت ۱۹،۱ فیصد کا اضافہ ہوا ۶۷-۱۹۶۶ء میں سب سے زیادہ نہری پانی زیر کاشت رقبے کو سیراب کرنے میں استعمال ہوا اس طرح ۹،۵۷۰۰۰ ایکڑ فٹ زمین آبپاشی کی گئی۔

"برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت ملک کا کل رقبۂ زمین جو سالانہ نہری پانی سے سیراب کیا جاتا

تھا ۔۔۔ ۱۹۲۴۳۰۰۰ ایکڑ تھا۔

۱۹۴۷-۴۸ء سے ۱۹۵۶-۵۷ء تک کے دس سالہ دور میں اوسطاً ۔۔۔۔ ۲۰۸۰۰۰ ایکڑ فٹ آبپاش زمین میں اضافہ ہوا اور پھر ۱۹۵۷-۵۸ء سے ۱۹۶۶-۶۷ء کے دس سالہ دور میں تخمیناً ۲۵۸۲۸۰۰۰ ایکڑ زمین کا اضافہ ہوا۔ ۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران میں سب سے زیادہ زمین یعنی ۲۸۰۶۱۵۰۰۰ ایکڑ فٹ کو نہری پانی سے سیراب کیا گیا۔

ملک کی زیادہ سے زیادہ زمین کو نہری پانی سے سیراب کرنے کی وجہ سے خوراک میں خود کفیل ہونے کی مہم کو بڑی تقویت پہنچی ہے۔ ۱۹۵۷-۵۸ء میں سیراب ہونے والی زمین سے ۱۳،۶۳ کروڑ روپیہ آبیانہ حاصل ہوا جو ۱۹۶۵-۶۶ء کے دوران میں ۹۷ فیصد اضافے کے ساتھ ۲۶،۹۰ کروڑ روپیہ ہو گیا۔

۱۹۶۶-۶۷ء میں زیر آبپاش زمین سے تخمیناً ۱۲ فیصد اضافے کے ساتھ ۳۰،۰۲ کروڑ روپیہ آبیانہ حاصل ہوا اس سلسلے میں تخمیناً ۱۵،۰۰ کروڑ روپے خرچ ہوئے اور خالص آمدنی ۱۵،۰۲ کروڑ روپے ہوئی

ترقیاتی پروگرام

۱۹۶۷-۶۸ء میں اس محکمہ کی ترقی کے لئے ۹۰۰،۰۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ اس رقم میں سے ۶۲۰،۱۷ لاکھ روپے جاری اسکیموں کے لئے اور ۲۷۹،۸۳ لاکھ روپے نئی اسکیموں کے لئے مختص کئے گئے۔

۱۹۶۷-۶۸ء کے لئے محکمہ کا ترقیاتی بجٹ ۱۰۲۰،۲۶ لاکھ روپے ہے جس سے محکمہ کی روزافزوں ترقیاتی سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے۔ اس سال جاری اسکیموں پر ۵۸۷،۰۲ لاکھ روپے اور ۴۳۳،۲۴ لاکھ روپے نئی اسکیموں پر خرچ ہوں گے۔ مختلف ذیلی اسکیموں کے لئے مختص شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(اوّل) کثیر المقاصد ترقیاتی اسکیمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳۳۷،۲۹ لاکھ

جاری اسکیموں کے لیے ۶۹ء ۱۲۸ لاکھ روپے تفویض کئے گئے اُن میں سے چند درج ذیل ہیں

(ا) وارسک ہائی لیول کنال	۳۳ء ۱۳ لاکھ روپے
(ب) کرم گڑھی کی کثیر المقاصد اسکیمیں	۰۰ء ۲۶ لاکھ روپے
(ج) تھل پراجیکٹ۔	۴۸ء ۹ لاکھ روپے
(د) تونسہ بیراج پراجیکٹ	۶۷ء ۶۴ لاکھ روپے
(ک) بخت کی توسیعی اسکیم تھل پراجیکٹ	۰۰ء ۲۰ لاکھ روپے

طاس سندھ منصوبے کے تحت زیر تعمیر چشمہ بیراج کے خرچ کو پورا کرنے کے لئے ۲۰۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ۵۰۰۰۰ لاکھ ایکڑ فٹ پانی کا ذخیرہ جو اس بیراج سے حاصل ہوگا۔ آبپاشی کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

(دوئم) سروے اور تحقیقات

اس مقصد کے لئے ۰۲ء ۳۶ لاکھ روپے مختص کئے گئے خاص خاص ذیلی اسکیمیں جن کے لئے روپیہ مختص کیا گیا درج ذیل ہیں۔

(ا) لاہور میں آبپاشی کے تحقیقاتی ادارہ کی تنظیم نو کے لئے	۷ لاکھ روپے
(ب) نالیوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لئے	۵۰ء ۱ لاکھ روپے
(ج) خیرپور اور حیدرآباد ڈویژنوں میں سروے اور تحقیقاتی مقاصد کے لئے	۲ لاکھ روپے
(د) کوئٹہ قلات ریجن میں سروے اور تحقیقاتی مقاصد کے لئے	۱۱ لاکھ روپے
(ی) دریاؤں کے نکاس کے جائزے اور پانی کے اخراج کے تحقیق منصوبوں کیلئے	۳ لاکھ روپے

اس حقیقت کے پیش نظر کہ کوئٹہ اور قلات ریجن بہت ہی پسماندہ اور وسیع علاقہ ہے یہاں سروے اور تحقیق کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

(سوئم) ٹیوب ویلوں اور آبپاشی کی چھوٹی اسکیمیں — ۴۶ ، ۲۶۶ لاکھ روپے

۱۹۶۸-۶۹ء میں محکمۂ انہار کی ترقیاتی اسکیموں کا مقصد یہ ہے کہ ملک کو خوراک میں خودکفیل بنایا جائے۔

ملک کو غلے میں خودکفیل بنانے کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور چھوٹے پیمانے پر آبپاشی کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ۴۶ ، ۲۶۶ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔

موجودہ مالی سال میں ٹیوب ویل اسکیم کے تحت ۶۸ ، ٹیوب ویل نصب کئے گئے اور ۳۸ اسکیموں کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے - ۱۸ نئی اسکیموں پر بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔

(چہارم) پانی کا نکاس، اصلاح زمین اور ٹیوب ویل — ۷۵ ، ۹۷ لاکھ روپے

۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران آبپاشی کی نالیوں کی مجموعی لمبائی پہلے سے بڑھ کر ۵۸۰۴۸ ہزار میل ہوگئی ہے۔ اس میں دس سالہ ترقیاتی دور میں ۱۹۸۰۶ ہزار میل کا اضافہ ہوا جس کی وجہ سے زرعی زمینوں کو بڑا فائدہ پہنچا ہے اور پیداوار میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ اس مقصد کے لئے ۷۵ ، ۹۷ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔

کوئٹہ میں خطۂ آبپاشی

۱۹۵۵ء میں کوئٹہ میں محکمۂ آبپاشی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۸ء کے دوران کوئٹہ، قلات اور کراچی سول ڈویژنوں میں تحقیقاتی کام کیا گیا اور آبپاشی کی چند چھوٹی اسکیموں کو ۶ ، ۶۶ لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا۔

جون ۱۹۶۸ء تک آبپاشی کی ۵۶۰ بڑی اور چھوٹی اسکیموں کو مکمل کیا گیا جن پر ۹۴ ، ۶ کروڑ روپے خرچ آئے آبی وسائل کو پوری ترقی دینے سے ۲ لاکھ ۵۳ ہزار ایکڑ زرخیز زمین کو فائدہ پہنچے گا۔

ان میں تمام سال آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرنے، سیلاب کے پانی کو آبپاشی کے لئے استعمال

کرنے، پانی کو ذخیرہ کرنے، بند باندھنے اور زیرزمین آبی وسائل سے استفادہ کرنے کی اسکیمیں شامل ہیں۔

۶۸ - ۱۹۵۸ء کے دوران میں ۲۹۱ آزمائشی کنوئیں بنائے گئے تاکہ زیرزمین آبی وسائل سے استفادہ کیا جائے۔

آبپاشی کا تحقیقاتی ادارہ

یہ ادارہ ہائیڈرولک، زیرزمین پانی، ٹیوب ویلوں اور مٹی کے تحقیقاتی کاموں کے سبب بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

اس ادارہ کی سرگرمیاں جو بڑے بڑے ڈویژنوں میں ۱۹۶۸ء کے دوران میں ہوئیں درج ذیل ہیں۔

(۱) ہائیڈرولک ڈویژن

لاہور، نندی پور، حیدرآباد اور کراچی کی چار تحقیقاتی لیبارٹریوں کے کاموں کو یہ ادارہ بحسن وخوبی سرانجام دیتا ہے۔

سندھ طاس منصوبے کے تحت بندوں، بیراجوں اور لنک نہروں وغیرہ کے بڑھتے کاموں کو واپڈا انجام دے رہا ہے۔

اس آبپاشی کے تحقیقاتی ادارہ نے تربیلا بند اور بیراجوں کے سلسلے میں کچھ اہم تجربات کئے جس سے زرمبادلہ میں کافی بچت ہوئی۔

اس تحقیقاتی ادارہ نے بہت سی دوسری ایجنسیوں مثلاً زرعی ترقیاتی کارپوریشن، مواصلات و تعمیرات اور پاکستان ویسٹرن ریلوے کے تحقیقاتی کاموں اور ڈیزائن وغیرہ تیار کرنے میں بہت مفید مشورے دیئے اور یہ ادارہ سیلاب پر قابو پانے کے طریقوں اور دوسرے بنیادی مسائل کی بھی تحقیقات کرتا ہے۔ زرمبادلہ کی بچت کے لیئے اس ادارہ میں آلات بنانے کا بھی ایک سیکشن قائم کیا گیا ہے جہاں آلات اور دوسری ضروری

چیزوں کی دیکھ بھال بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ ہوا پیماء، باراں پیماء جیسے اہم آلات کی مرمت بھی کی جاتی ہے

(۲) مٹی کا تحقیقاتی شعبہ

اس شعبہ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق اسکارپ ایریا میں جاری اور نجی ٹیوب ویلوں کی بہتر کارکردگی پر تحقیقات کی گئی۔ پانی کے ضیاع، غلے کی بہتر پیداوار، مٹی کی جانچ پڑتال اور مٹی میں شوریت کو بھی کم کرنے پر تحقیق ہوئی۔ سکھر بیراج کے محرابوں میں شگاف پڑنے کے اسباب معلوم کرنے پر بھی تحقیق کی گئی۔

موجودہ سال میں کچھ اہم تعمیرات کی بنیادوں کے لئے مٹی پر تحقیقات ہوئی۔

اس ادارہ نے ۱۹۶۹ء کے دوران جو مختلف تفتیش و تحقیق کے کام کئے اُن کے بارے میں اُس نے ۱۰۹ تکنیکی رپورٹیں اور ۱۶ مقالے شائع کئے

بحالیٔ آراضی کا ڈائریکٹوریٹ

تحقیقاتی کاموں میں اس ادارہ نے زمین کا سروے، زمین کی خاصیتوں کی جانچ پڑتال اور زمین کی درجہ بندی، فصلوں کے لئے پانی کی مناسب مقدار کا تعین اور زیادہ سے زیادہ فائدے کے لئے آبپاشی کے اوقات کی تفتیش و تحقیق کا کام کیا ہے۔ یہ اصلاحِ اراضی کے مختلف منصوبوں کی تیاری اور اُن پر عمل درآمد کے سلسلے میں مفید ثابت ہوا ہے۔

سابق پنجاب میں ۱۹۵۸ء میں سیم و تھور سے متاثرہ نہری علاقہ ۳۰۹۰۰۰۰ ایکڑ تھا جو سالانہ ۶۲ فی ہزار ایکڑ کے تناسب سے متاثر ہوا تھا۔

اُس وقت تک تحقیق کا کام صرف سابق پنجاب ہی میں ہوا تھا لیکن ۶۱-۱۹۶۰ء تک اس کام کو پورے مغربی پاکستان میں وسعت دے دی گئی۔

آخری اعداد و شمار کے مطابق یعنی ۶۶-۱۹۶۵ء تک سیم و تھور سے متاثر ہونے والا علاقہ

۵۶۹۷۰۰۰ ایکڑ تھا. لیکن اب متاثرہ علاقہ ۱۰ فی ہزار ایکڑ کے سالانہ تناسب سے بحال ہو رہا ہے۔

۶۸ - ۱۹۶۷ء کے دوران میں ۱۳۰۳۹۹ ایکڑ آراضی بحال کی گئی اور کاشتکاروں کو ۲۶۷۹۶۸۱ کیوسک اضافی پانی مہیا کیا گیا۔

۶۷ - ۱۹۵۸ء تک یعنی ترقی کے دس سالہ دور میں ۳۰۳۷۸۳ ایکڑ آراضی کو بحال کیا گیا۔ اس طرح ۲۶ فیصد زمین کی بحالی میں اضافہ ہوا اور دو نئے اصلاح اراضی کے فارم کھولے گئے جب کہ ۵۸-۱۹۴۸ء کے دس سالہ دور میں صرف ایک فارم کھولا گیا تھا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

(ހ) [illegible]

(ށ) [illegible]

(ނ) [illegible]

(ރ) [illegible]

[illegible]

(ބ) [illegible]

[illegible]

(ޅ) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کلوواٹ بجلی مہیا کر رہے ہیں۔

رسول، قادر آباد، بلوکی، سلیمانکی کی الحاقی نہروں اور بندوں کا تعمیری کام بھی مقررہ وقت سے پہلے ہی مکمل کر دیا گیا۔

گزشتہ سال یعنی ۱۹۶۷ء میں قادر آباد بند اور قادر آباد بلوکی سے ملحقہ نہر آٹھ ماہ پیشتر پایۂ تکمیل کو پہنچی یہ نہر جولائی ۱۹۶۷ء میں واپڈا کو سونپی گئی تھی۔

رسول بند اور رسول قادر آباد سے ملحقہ نہر جو مارچ ۱۹۶۸ء کو واپڈا کے سپرد کی گئی تھی دسمبر ۱۹۶۷ء میں مقررہ میعاد سے ۳ ماہ پیشتر مکمل ہو گئی۔

مرالہ بند کا کام جو مئی ۱۹۶۸ء میں واپڈا کے دائرہ اختیار میں دیا گیا تھا۔ مقررہ میعاد سے پہلے تیار ہو گیا ہے۔

بی ایس II اور ٹی۔ پی سے ملحقہ نہروں کی تعمیر اطمینان بخش طور پر جاری ہے۔

چشمہ بند اور چشمہ جہلم سے ملحقہ نہر جو ۱۹۶۷ء کے آواخر میں ٹھیکیداروں کے سپرد کی گئی تھی تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے۔

سندھ طاس منصوبہ جس پر دسمبر ۱۹۶۶ء میں نظر ثانی کی گئی تھی اس کی کل خرچ کا تخمینہ ۱۰۴۳۷۴۰۰۰۰ روپے لگایا گیا تھا۔ اس لاگت میں ۰۰۰۰۵۷۱۰۶ ا روپے کی کسٹم ڈیوٹی اور سیل ٹیکس کی رقم شامل تھی اس میں سے ۴۰۰۰۰۵۴۰۹۴ روپے جون ۱۹۶۷ء تک خرچ ہوئے اور ۰۰۰۰۴۵۹۹۱ ا روپے جولائی ـ ستمبر ۱۹۶۷ء کے دوران خرچ ہوئے۔

تربیلا بند

تربیلا بند کے ٹھیکے کا کام جو امپریگلو (اٹلی) کو دیا گیا تھا ـــــ جون ۱۹۷۵ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔ بعد ازاں تعمیر کے کام کے ٹھیکے کو میسرز تربیلا جوائنٹ وینچر (T.J.V) کو سونپ دیا گیا۔ اور یہی نام اپریل ۱۹۶۸ء میں فرینکو اٹیلین کنسورٹیم نے اختیار کر لیا۔ تربیلا ڈیم کے الیکٹریکل اور مکینیکل ورکس

کے ٹنڈر کے کاغذات ابھی تیار لئے جا رہے ہیں یہ ٹنڈر ۶۹-۱۹۶۸ء میں کھول لیئے جائیں گے۔

ٹانڈا بند

ٹانڈا بند ۱۱۵ فٹ بلند اور ۲۲۴۰ فٹ طویل ہے۔ یہ بند کوہاٹ توئی ضلع کوہاٹ میں چھ کروڑ ساٹھ لاکھ تراسی ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا افتتاح نومبر ۱۹۶۷ء میں صدر مملکت نے کیا تھا۔ اس بند میں کل ۷۸،۴۰۰ ایکڑ فٹ پانی جمع کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ۶۴،۸۰۰ ایکڑ فٹ پانی ہر وقت ذخیرہ رہ سکتا ہے۔ اس کا پانی ۳۲۱۰۰ ایکڑ رقبہ میں قابل کاشت زمین اور ۴۶۴۵۰ ایکڑ رقبہ میں کھڑی فصلوں کی سیرابی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

خان پور بند

۱۳۱۰ فٹ طویل اور ۱۳۷ فٹ بلند خان پور بند جو ضلع ہزارہ میں خانپور کے نزدیک دریائے ہارو پر تعمیر کیا جائے گا۔ اس پر ابھی غور و خوض ہو رہا ہے۔

اس بند کے ذخیرۂ آب کی گنجائش ۴۴۰۰۰ ایکڑ فٹ ہوگی۔ اور یہاں سے ہر سال ۱۱۲۰۰۰ ایکڑ اراضی کو پانی فراہم کیا جا سکے گا۔

اس منصوبہ پر دوبارہ نظرثانی کی گئی ہے تاکہ دریائے ہارو سے آراضی کو سیراب کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ پانی حاصل کیا جا سکے۔

بند کو مزید ۳۰ فٹ بڑھانے کی تجویز منظور کر لی گئی ہے۔ اور اس تجویز کے مطابق کام جاری ہے۔ ۱۹۷۰ء تک ۱۰٫۷۲ کروڑ روپے کی لاگت سے اس منصوبے کے مکمل ہونے کی توقع ہے۔

منگی بند

کوئٹہ کے نزدیک منگی بند پر ابتدائی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبہ سے کوئٹہ میں پانی

کی بہم رسانی کی حالت بہتر ہو جائے گی اور کوئٹہ اور اس کے پاس کے دیہات کے لئے پینے کے پانی کی تمام ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ منگی واٹر سکیم پر خرچ کا اندازہ ۵ کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ اِسی دوران میں اس بند کی انجینئرنگ اور پائپ لائن بچھانے کے جائزے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

گومل بند کا کثیر المقاصد منصوبہ

اس کثیر المقاصد منصوبہ کے تحت ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں میں کھجوری کچھ کے مقام پر دریائے گومل پر ۵ سو فٹ بلند بند تعمیر کیا ہے۔ ایک دوسرا بند ۱۵۱۵ فٹ طویل اور ۷۰ فٹ بلند دریائے گومل کے بائیں دہانے پر تعمیر کیا جائے گا۔ اس منصوبہ سے نہ صرف سیلابوں پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔ بلکہ پہلے مرحلے میں ۹۵ M.V.A طاقت کی بجلی بھی مہیا ہو سکے گی اس منصوبہ سے زیادہ سے زیادہ ۱۲۵ M.V.A بجلی پیدا ہو سکے گی۔

فروری ۱۹۶۸ء کے اواخر میں ڈیزل پاور سٹیشن کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ اور اس کو چالو کرنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔

اس منصوبہ لاگت کے تخمینہ پر نظر ثانی کی گئی ہے اور یہ رقم ۲۲ لاکھ سے بڑھا کر اڑتیس لاکھ چھتیس ہزار روپے کر دی گئی جس میں ۱۰۰ ملین روپے کی رقم زرمبادلہ کی صورت میں شامل ہے۔

کراچی کا آب پاشی کا منصوبہ

اس منصوبے کے تحت کراچی سے ۲۰ میل دور دریائے حب پر ۱۴۶ فٹ بلند اور ۲۲ ہزار ۹ سو فٹ طویل بند باندھا گیا ہے اس بند میں پانی کا کل ذخیرہ ۹۲۴۰۰۰ ایکڑ فٹ ہوگا اور اس میں پانی کا ۵۷،۰۰۰ فٹ ایکڑ کا ذخیرہ ہر وقت استعمال کیلئے موجود ہوگا اور نہری نظام کے قائم ہونے سے سالانہ ۷۹،۰۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی منصوبے سے کل ۱،۳۱،۰۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہو سکے گی۔ اس منصوبہ کا ابتدائی کام مثلاً کیمپوں کی عمارتوں کی تعمیر بجلی کے بند کو ملانے والی سڑک کی تعمیر کا کام ہر طرح سے مکمل ہو چکا ہے تحقیقات کا کام ابھی جاری ہے

کا مکمل سروے اور حد بندی کا کام جاری ہے۔

مشینوں کا شعبہ

مشینی شعبہ کے تحت غلام محمد بیراج کی کھدائی۔ کراچی منصوبہ آبپاشی لاڑکانہ۔ شکارپور زیر زمین دوز نالیوں کی کھدائی کوٹری تھل زمین دوز نالیوں کا منصوبہ۔ رچ دوآب کے منصوبہ کے تحت کھدائی۔ بلوکی سلیمانکی لنک کی تشکیل نو۔ خان پور بند۔ ٹھٹھہ شجاع وال پل اور خان پور میں ٹیوب ویل اور زمین دوز نالیوں کی کھدائی جاری ہے۔ اس شعبے نے سال ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۲۹۱۲۵۰ مکعب فٹ زمین کی کھدائی کا کام سرانجام دیا۔

اس شعبے کے مشینی حصے کے تحت پانچ علاقائی ورکشاپیں لائل پور۔ جام شورو۔ کشمور۔ سکھر اور لاہور میں مرمت کا کام چلا رہی ہیں۔ سال زیر تبصرہ کے دوران ۲۴۶۲ مشینی اوزاروں اور مشینوں کی مرمت کی گئی۔

واپڈا ہاؤس

گیارہ منزلہ واپڈا ہاؤس چار کروڑ روپے کی لاگت سے مکمل ہوا ہے اتھارٹی نے اپنے مختلف دفاتر سمیت اس واپڈا ہاؤس میں کام شروع کر دیا ہے۔ اس کی کچھ جگہیں تجارتی اداروں اور کاروباری اداروں کو کرایہ پر دے دی گئی ہیں۔

سیم اور تھور

زیر زمین دسیع آبی وسائل کو کام میں لا کر سیم اور تھور کے انسداد اور آبپاشی کے لئے پانی کی مقدار بڑھانے کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

اب تخمینہ لگایا گیا ہے کہ تیسرے پنج سالہ منصوبے کے دوران ۱۲۳۹ ملین روپے سے (جس میں

...۴ بجلی کے ٹیوب ویلوں کے خرچ کے لئے شامل ہیں) تقریباً ۹۰۰۰ ہزار ٹیوب ویل مختلف سکارپ ریا میں نصب کئے جائیں گے۔ جن میں ۸۵۶، ٹیوب ویل جون ۱۹۷۰ء تک کام کرنا شروع کر دیں گے۔ اس منصوبے سے پچاس لاکھ ایکڑ زمین کو فائدہ پہنچے گا۔ اور سالانہ ایک کروڑ ایکڑ فٹ زرعی زمین کو فائدہ پہنچے گا۔

زیادہ اناج اُگاؤ کی مہم کے پیش نظر بیس لاکھ ایکڑ فٹ زرعی زمین میں گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے پانی مہیا کیا جائے گا۔

مختلف سکارپ کے منصوبوں کی ترقیات کا مختصر جائزہ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

چج دوآب

اس منصوبہ کا مقصد ۳۰ کروڑ روپے کی لاگت سے ۲۵۰۰ ٹیوب ویلوں کی تنصیب ۱۸۵ میل لمبی نکاسی نالیوں کی کھدائی، تین سو میل لمبی موجودہ نالیوں کی تعمیر و تجدید کے ذریعے دریائے چناب اور دریائے جہلم کے درمیان واقع جھنگ، سرگودھا اور گجرات کے اضلاع کی ۲۲ لاکھ ۷۰ ہزار ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنانا ہے۔

مونا سکیم اور لالیاں کی سکیم کو جس کے تحت ۱۳۸ اور ۱۶۳ ٹیوب ویل لگائے جانے تھے۔ بہت عرصہ پہلے مکمل کر لیا گیا اور اب یہ ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں لقایا ۸۸۴ ٹیوب ویل اپر جہلم سکیم کے تحت، ۲۱۳ کھادر سکیم کے تحت اور تقریباً ۱۱۰۰ ٹیوب ویل لوئر جہلم سکیم سے متعلقہ علاقوں میں نصب کئے جائیں گے۔

کھادر سکیم کے تحت ۲۱۳ ٹیوب ویل لگا دیئے گئے ہیں اور انہیں محکمہ آبپاشی کو عمل درآمد کے لئے سپرد کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ۸۸۴ ٹیوب ویل اپر جہلم کی سکیم کے تحت مکمل کئے گئے ہیں ان میں سے ۵۰۰ ٹیوب ویلوں کو بجلی بھی مہیا کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ ۱۳۹ ٹیوب ویلوں کو محکمہ آبپاشی کے سپرد کیا گیا ہے۔

زیریں تھل سکیم

اس سکیم کی لاگت کا تخمینہ ۵۰۰۰۰۴۴۲۲ روپے ہے۔ اس سکیم کے تحت ۱۳ لاکھ ایکڑ اراضی میں جو بیشتر رنگ پور اور مظفر گڑھ نہری نظام کے تحت آئی ہے، ۱۶۲۳ ٹیوب ویل لگائے جائیں گے۔ اور ۱۵۰ میل لمبی زیر زمین نالیوں کی کھدائی کی جائے گی۔ اس سکیم کے تحت مختلف یونٹوں میں کام کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ مثلاً علی پور یونٹ میں ۵۴۲ ٹیوب ویل کوٹ ادو یونٹ میں ۵۲۳ ٹیوب ویل اور رنگ پور یونٹ میں ۵۴۲ ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں۔ تمام کے تمام ٹیوب ویلوں کی کھدوائی تنصیب مکمل ہو چکی ہے۔ اور ان میں بجلی کی موٹریں لگا دی گئی ہیں۔

۵۲۳ ٹیوب ویلوں کی کھدائی اور ۴۰۲ ٹیوب ویلوں کو ساز و سامان سے لیس کرنے کا کام جرمنی سے حاصل شدہ قرضہ سے پورا کیا جا رہا ہے۔

رنگ پور سکیم کے تحت ۳۰۶ ٹیوب ویلوں کی کھدائی مکمل ہو چکی ہے۔

اس سکیم کے تحت جون ۱۹۶۸ء میں ستر میل نکاسی نالیوں کی تعمیر کا کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے

سکارپ ۴ بالائی رچنا سکیم

اس سکیم کا مقصد سیالکوٹ اور شیخو پورہ کے اضلاع کی ۱۳۰۰۰۰ ایکڑ اراضی میں سے ۱۲۰۰۰۰ ایکڑ قابل کاشت اراضی کو ۹۴۲ ٹیوب ویلوں کے ذریعے فائدہ پہنچانا ہے۔

اس سکیم کو تین یونٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس کے تحت ۶۲ ٹیوب ویل بالائی چناب میں ۳۰۰ ٹیوب ویل مانگٹا نوالہ میں اور ۵۸۰ ٹیوب ویل مریدکے میں لگائے جائیں گے۔

مانگٹا نوالہ اور مریدکے کے یونٹوں میں یوگوسلاویہ سے حاصل شدہ زرمبادلہ کو مصرف میں لایا جا رہا ہے۔ بالائی چناب کے یونٹ کے لئے امریکہ سے قرضہ لینے کا سمجھوتہ ہوا ہے۔ مانگٹا نوالہ یونٹ کے تحت ۳۱۱ ٹیوب ویل مکمل ہو چکے ہیں جن میں سے ۲۳ ٹیوب ویلوں کو جون ۱۹۶۸ء میں بجلی بھی

مہیّا کردی گئی ہے۔ مُرید کے یونٹ کے تحت ۵۰۰ ٹیوب ویلوں کا ٹھیکہ جون ۱۹۶۷ء میں دیا گیا تھا۔ ۳۰۹ ٹیوب ویلوں کی کُھدائی مکمّل ہو چکی ہے۔

خیرپور اصلاحِ اراضی سکیم

اس سکیم کے تحت ۱۵۰۱ کروڑ روپے کی لاگت سے ۵۶۸ ٹیوب ویلوں (جو پہلے سے کھودے جا چکے ہیں) کی تنصیب ۵ پمپنگ سٹیشنوں کے قیام، ۳۵۰ میل لمبی زیر زمین نالیوں کی کُھدائی سے ضلع خیرپور میں ۳۱۸,۰۰۰ ایکڑ اراضی کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے ان نالیوں کے ۹۴ فی صد رقبہ کی کھدائی کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ بورڈ کو ۱۴۰ ٹیوب ویل کام میں لانے کے لئے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔

شمالی روہڑی سکارپ

اس منصوبہ میں خیرپور اور نواب شاہ اضلاع کی ۷,۹۰,۰۰۰ ایکڑ اراضی کو ۱۱۹۶ ٹیوب ویلوں کے ذریعے ترقی دینا شامل ہے۔ اس کی مجموعی لاگت ۱۸ کروڑ روپے ہے۔ جس میں ۴۷،۲۰ کروڑ روپیہ زرمبادلہ کی رقم شامل ہے۔

برقی ترقیات

ادارے نے ۲۶ پاور سکیموں پر کام کا آغاز کیا ہے۔ ان سکیموں پر مجموعی لاگت ۴۶، ۲۷۰ کروڑ روپے آئی۔

تیسرے پنج سالہ منصوبے کے دوران برقی ترقیات کے منصوبے کے لئے ۱۶۲۵،۵۴۰ روپے مختص کئے گئے۔ اِس رقم میں ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی مہیّا کرنے کی رقم شامل نہیں تھی۔

اس منصوبہ کا مقصد برقی قوّت میں مزید ۶۵۸ ملین واٹ کا اضافہ کرنا ہے۔

اس میں پہلے تین یونٹوں کے ۳۰۰ ملین واٹ بجلی جو منگلا پاور سٹیشن سے مہیّا ہوتی ہے شامل نہیں

اس کے علاوہ ۱۱،۷۰۰ سرکٹ میل ٹرانسمیشن اور تقسیم کی لائنیں برقی نظام میں لگائی جائیں گی۔ ۵،۷۵ لاکھ نئے کنکشن دیئے جائیں گے جن میں سے ۲۵۰۰۰ زرعی پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کو مہیا کئے جائیں گے اور تقریباً ایک ہزار دیہات کو بجلی مہیا کی جائے گی۔

تیسرے پنج سالہ منصوبے کے پہلے دو سالوں میں ۲،۰۳،۲۲۴ کنکشن واپڈا کے توسّل سے دیئے گئے ان میں ۱۰۴۸۹ کنکشن پرائیویٹ زرعی ٹیوب ویلوں اور ۱۲۲۳۵ کنیکشن صنعتی اداروں کو دیئے گئے۔

[illegible]

ޝުކުރު

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا کام انجام دینے کے لئے دو نئے ڈویژن قائم کئے گئے ہیں - ان میں سے ایک کا صدر مقام راولپنڈی اور دوسرے کا ڈیرہ غازی خان ہے۔

مختلف کاموں میں ترقی کی رفتار

کھال بند

خام مٹی کا بنا ہوا کھال بند اکتوبر ۱۹۶۵ء میں مکمل ہوا - اس کے سپیل وے کنکریٹ سے بنائے گئے ہیں۔ ۶۷-۱۹۶۶ء میں تقریباً ۵۸۳ ایکڑ اراضی کو آبپاشی کیا گیا۔

باج والہ پیک اپ بند کے ذریعہ ۶۷-۱۹۶۶ء میں ۲۳۱ ایکڑ زمین کو سیراب کیا گیا۔

مانگ ڈیم

یہ ڈیم ہری پور سے ۷ میل جنوب میں ضلع ہزارہ کے موضع مانگ میں واقع ہے - دراصل یہ ایک تجرباتی ڈیم ہے جس سے زمین کی کٹائی اور جھیل میں مٹی جمع ہونے کے اثرات اور چٹانوں کے کٹاؤ کا مشاہدہ کیا جائے گا - ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران اصل بند کے موکھے اور فلینک کی تعمیر کا بقایا کام ختم کر لیا گیا ہے۔ صرف چینل اور فلٹر کی تکمیل ہونا باقی ہے - لاگت کا تخمینہ تقریباً ۶،۴۰ لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔

ترتی کا کسی ڈیم

ضلع کیمبل پور کی تحصیل فتح جنگ سے ۲۵ میل دور موضع ترتی کسی کے نزدیک نور پور خاص میں یہ بند تعمیر ہو رہا ہے - تکمیل کے بعد یہ بند ۱۵۴۰ ایکڑ رقبہ سیراب کر سکے گا - ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران ۹ فی صد کام مکمل ہو چکا ہے - پانی کے بہاؤ کے لئے نالے کی تعمیر کا کام اس سال کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا - اس کی تعمیری لاگت کا اندازہ ۶،۶۵ لاکھ روپے لگایا گیا ہے۔

کندر ڈیم

یہ ڈیم ضلع کوہاٹ میں کوہاٹ سے ۲۷ میل کے فاصلے پر واقع ہے - تکمیل کے بعد یہ بند ۲۰۰۰ ایکڑ اراضی سالانہ سیراب کرنے کے قابل ہو گا - اس بند کی تعمیر کا کام اپریل ۱۹۶۷ء میں شروع کیا گیا تھا اور بنیاد

مقام کا نام	ضلع	کیفیت
۲۔ حاجی شاہ	کیمبل پور	زیر تحقیقات
۳۔ ڈھوک سانڈے مارخاں	راولپنڈی	سکیم حکومت مغربی پاکستان کو پیش کردی گئی ہے
۴۔ خصالہ	راولپنڈی	"
۵۔ کلر	"	"
۶۔ مونڈی	"	"
۷۔ جنڈی والہ	"	"
۸۔ سالیال	جہلم	"
۹۔ لیٹگی	راولپنڈی	زیر تحقیقات
۱۰۔ پاریاں	"	"
۱۱۔ جبّا کھاٹک	پشاور	"
۱۲۔ چک مولیاں	کوہاٹ	"
جنوبی علاقہ		
۱۳۔ ویوہاہل ٹورنٹ سکیم	ڈیرہ غازی خان	سکیم حکومت مغربی پاکستان کو پیش کر دی گئی ہے
۱۴۔ سوری ڈیم	"	زیر تحقیقات
۱۵۔ منھواں ہل ٹورنٹ سکیم	"	"
۱۶۔ سکھی سرور ٹورنٹ	"	"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خصوصیات کو برقرار رکھا ہے تاکہ زرعی پیداوار پانچ سالوں میں دُگنی ہو جائے۔ اس علاقے میں آبپاشی کی شرح ۱۵۰ فی صد بڑھا دی گئی ہے اور ۱۵۰ ایکڑ کے رقبے کے لئے ایک کیوسک پانی کی مقدار مہیا کی گئی ہے۔ اس منصوبہ کی کامیابی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس پراجیکٹ کی تشکیل سے پہلے آبپاشی کی شرح ۷۰ فی صد تھی اور ۳۵۰ ایکڑ رقبے کے لئے ایک کیوسک پانی مہیا کیا جا رہا تھا اور یہ مقدار اتنی تھوڑی تھی کہ پیداوار میں مطلوبہ اضافہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پراجیکٹ کا انچارج پراجیکٹ ڈائریکٹر اور اس کی تین شاخیں ہیں۔

I۔ انجنیئرنگ

اس شعبہ کا کام ٹیوب ویلوں کو درست حال میں رکھنا اور ان کی جانچ پڑتال کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ پمپوں اور نہروں سے ملنے والے پانی کو ایک نظام کے تحت تقسیم کرتا ہے اور پانی کا لگان متعیّن کرتا ہے۔

II۔ زراعت

اس کے تحت اصلاح اراضی کا کام، جدید آلاتِ کاشت کا مظاہرہ کرنا اور اچھے بیجوں اور کیڑوں کے سدّباب کا انتظام کرنا ہے۔

III۔ امدادِ باہمی

اس شعبے کے تحت قرضہ، مارکیٹنگ کی سہولتیں اور کھاد کی تقسیم کا اہتمام کرنا ہے۔

کامیابیاں

(۱) آبپاشی کی سہولتوں میں اضافہ

اس علاقے میں مجموعی طور پر ۲۰۵۶ ٹیوب ویل نصب کئے گئے جن سے ۵۹۸۶۰۰ کیوسک

پانی مہیا کیا گیا ہے جب کہ اور نہروں سے ۲۰۰۰ء۶۰۰ کیوسک پانی زمینوں کو مل رہا ہے۔ درج ذیل گوشوارے میں پراجیکٹ کے آغاز کے بعد آب پاشی کی وافر سہولتوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سال	۱۹۶۱-۶۲ء	۱۹۶۲-۶۳ء	۱۹۶۳-۶۴ء	۱۹۶۴-۶۵ء	۱۹۶۵-۶۶ء	۱۹۶۶-۶۷ء	۱۹۶۷-۶۸ء
خریف	-	۱٫۰۶۵	۱٫۳۳۹	۱٫۳۷۰	۱٫۳۰۰	۱٫۱۸۸	۱٫۰۷۸
ربیع	۰٫۶۵۵	۱٫۱۹۷	۱٫۱۰۹	۱٫۰۶۵	۱٫۱۹۰	۰٫۵۰۵	-
میزان	۰٫۶۵۵	۲٫۲۶۲	۲٫۴۴۸	۲٫۴۳۵	۲٫۴۹۰	۱٫۶۹۳	۱٫۰۷۸

(ب) آبپاشی علاقہ

جس علاقے میں پانی کی کمی تھی اس کو آب پاشی کی وافر سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ اس کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

سال	۱۹۶۲-۶۳ء	۱۹۶۳-۶۴ء	۱۹۶۴-۶۵ء	۱۹۶۵-۶۶ء	۱۹۶۶-۶۷ء	۱۹۶۷-۶۸ء
خریف	۴۹۰,۵۱۶	۵۲۵,۱۳۲	۵۷۰,۶۰۸	۵۹۱,۴۳۷	۵۵۵,۱۰۵	۵۴۷,۳۵۶
ربیع	۵۵۶,۷۸۷	۵۹۹,۷۲۶	۵۹۱,۹۱۱	۶۲۶,۰۲۲	۹۹۸,۳۹۳	-
میزان	۱۰۴۷,۳۰۳	۱۱۲۴,۸۵۸	۱۱۶۲,۵۱۹	۱۲۱۸ ۵۱۰	۱۱۵۳,۴۹۸	۵۴۷,۳۵۶
اضافہ	۹۲٪	۹۹٪	۱۰۱٪	۱۰۷٪	۱۰۱٪	

۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران آب پاشی کی شرح میں ۶٪ کی کمی کی وجہ بجلی کی کمی تھی۔

اصلاح آراضی کا رقبہ

اس پراجیکٹ کے تحت کل قابل کاشت رقبہ ۱۱۴۰۰۷۸ ایکڑ ہے۔ جس میں سے ۴۲۴۴۱۷ ایکڑ رقبہ کا کچھ حصہ کسی حد تک یا مکمل طور پر سیم و تھور سے متاثرہ ہو گیا ہے۔ اس میں سے ۲۵۴۹۷۵ ایکڑ سے زائد رقبہ کی اصلاح ہو چکی ہے۔

آبی سطح میں کمی

اس پراجیکٹ میں زیرِ زمین پانی کی سطح تقریباً ۲۰ فٹ ہے جو کہ پراجیکٹ کے آغاز سے پہلے کی سطح سے ۹ فٹ کم ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت اس علاقے میں سیم کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔

فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ

سکارپ I کے تحت ٹیوب ویلوں کی تنصیب کے بعد پراجیکٹ کے آغاز سے پہلے کی نسبت فی ایکڑ پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ اس سکیم کی سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۶۷-۱۹۶۶ء اور خریف ۱۹۶۷ء میں بالترتیب ۸۱٪ اور ۹۴ فی صد پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

بڑی فصلوں کی پیداوار میں اضافہ

پراجیکٹ کے آغاز سے پہلے کی نسبت ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران عام کسان کی مالی آمدنی میں تگنا اضافہ ہوا ہے۔ پیداوار میں اضافہ سکارپ نمبر I کے تحت ٹیوب ویلوں کی تنصیب کی وجہ سے ہے۔ اس سکیم کے تحت نہ صرف کاشت کاری اور پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے بلکہ بڑی فصلوں کا معیار بھی پہلے سے بہتر ہو گیا ہے۔

سکارپ II

سکارپ II (رچنا دوآب) کے تحت .... ۲۲۷۔ ایکڑ کا رقبہ ہے جو کہ شمال مغرب اور جنوب مغرب میں دریائے جہلم اور چناب کے دریاؤں اور مشرق کی طرف جموں اور کشمیر کے علاقوں میں گھرا ہوا ہے یہ علاقہ چج دوآب میں واقع ہے۔ اسی لئے سیم اور تھور سے بری طرح متاثر ہے۔

اصلاحات آراضی سکیموں کے تحت بجلی کی تقسیم کا نظام قائم کرنا ہے تاکہ ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا ہو سکے۔

اس کے علاوہ آبی راستوں میں توسیع، سطح زمین پر نالیاں کھودنے اور موجودہ زیر زمین نالیوں کی توسیع کا کام بھی ان سکیموں میں شامل ہے۔

ٹیوب ویل

اس منصوبہ کے تحت ۲۳۷۰ ٹیوب ویل لگائے جانے ہیں۔ جن میں پانی کی رسد ۸ء۲ کیوسک اور ۶ء۰ کیوسک کے درمیان ہوگی۔ مختلف علاقوں میں ٹیوب ویلوں کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

ٹیوب ویل	منصوبہ گجرات	اپر جہلم سسٹم	لوئر جہلم سسٹم		میزان کل چج دوآب سکارپ II
آبپاشی اور نکاس کیلئے ٹیوب ویل	۱۲۵	۷۴۵	۱۲۵۰	۰	۲۱۲۰
نکاسئی آب	۰	۰	۰	۲۵۰	۲۵۰
مقدار کیوسک میں	۸ء۲ کیوسک	۹ء۳ کیوسک	۴ء۲ کیوسک	۶ء۰	۶ء۰-۲ء۸
کل مقدار	۳۵۲	۲۶۰۰	۵۲۸۰	۱۵۱۰	۱۰۰۳۲

زیر زمین نالیاں

اگرچہ چج دوآب میں زیر زمین نالیوں کا جال بچھا ہوا ہے مگر بہت سے علاقوں میں موجودہ نالیوں میں نقائص کی وجہ سے نکاسی آب کا کام بہتر نہیں ہے۔ چنانچہ ۱۲۵ میل لمبی زیر زمین نالیوں کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے گا۔ اور نئے علاقوں میں ۴۵۰ میل لمبی نالیاں بنائی جائیں گی۔

مقاصد

سکارپ II (چج دوآب) اصلاح اراضی کا پراجیکٹ ہے جس کا مقصد سیم و تھور کے مسئلے کو حل

کر کے اس اراضی کو نئے سرے سے قابل کاشت بنانا ہے اور قابل کاشت علاقوں میں آب پاشی کی سہولتیں بہم پہنچا کر پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔

یہ پراجیکٹ مجموعی طور پر محکمہ آب پاشی کی زیر نگرانی رہے گا۔ جس کی امداد اس علاقے میں موجود محکمہ زراعت اور محکمہ امداد باہمی کے افسران کریں گے۔ سکارپ II کی مونا سکیم کے تحت ۱۳۸ ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام نگران بورڈ کے ذمہ ہے۔

کامیابیاں

اس وقت تک واپڈا نے ۲۸۶ ٹیوب ویل نصب کئے ہیں جنہیں بعد میں محکمہ آب پاشی کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس وقت کامیابیوں کا اندازہ کرنا دقت طلب ہے کیونکہ پراجیکٹ کے تحت کام کا آغاز ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔

سکارپ خیرپور

بورڈ نے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران تھور کا سدباب اور اصلاح اراضی پراجیکٹ خیرپور (سکارپ خیرپور) کے نام سے ایک مزید پراجیکٹ کے کام کا آغاز کیا۔ اس پراجیکٹ میں ۳۵۵۰۰۰ ایکڑ رقبہ ہے اور یہ روہڑی کینال کے شرقی اور غربی حصوں میں تقسیم ہے اور اس علاقے کو خیرپور شرقی اور غربی نہریں پانی بہم پہنچاتی ہیں۔ اس پراجیکٹ کا مقصد پانی کی زیر زمین سطح کو سات فٹ نیچے کرنا اور پھر وہیں برقرار رکھنا ہے اور اس پراجیکٹ نے ٹیوب ویلوں کو استعمال کر کے زیر کاشت زمین میں اضافہ کرنا ہے۔

اس پراجیکٹ میں ایک سے تین کیوسک پانی کی مقدار کے ۵۰۰ ٹیوب ویل لگائے جائیں گے جس میں پانی کی کل مقدار ۱۴۲۲ کیوسک ہو جائے گی۔

(ا) متاثرہ علاقہ میں ۳۰۷ ٹیوب ویل لگائے جائیں گے جو پانی کو مختلف نالیوں میں ڈالیں گے جہاں سے پمپوں کے ذریعے پانی کو روہڑی کی نہر میں ڈال دیا جائے گا۔

(ب) اس پروجیکٹ کے ۶۷۰۰۰-ایکڑ کے رقبہ میں پانی کی خاصیت ایسی ہے کہ ا سے آب پاشی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس رقبہ میں ٹیوب ویلوں کی تعداد ۱۶۳ ہے۔

(۲) نالیوں اور ذیلی نالیوں اور ان میں پانی کے اخراج کی وسعت کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

	خیرپور شرقی	خیرپور غربی
بڑی نالیاں اور ان کی شاخیں	۹۱ میل	۴۷ میل
	(۲۰-۳۶۰ کیوسک)	(۲۰۰-۲۰۰ کیوسک)
چھوٹی نالیاں	۱۵۶ میل	۱۴۰ میل
	(۲۰-۱ کیوسک)	(۲۰-۱ کیوسک)

(۳) روہڑی کینال کے ساتھ ساتھ نالیوں کے زیریں کناروں پر ۵ سٹیشن قائم کئے گئے ہیں جو ان نالیوں سے خارج شدہ پانی کو روہڑی کینال میں منتقل کرتے ہیں۔

پیداوار میں اضافہ

۱۹۶۵ء میں مجموعی طور پر پیداوار میں ۱۰۶ فی صد اضافہ ہوا جس میں سے ۴۷ فی صد خریف میں اور ۵۹ ربیع میں اضافہ ہوا۔ منصوبہ یہ ہے کہ اگر معاشی حالات کا تقاضا ہو تو سالانہ پیداوار میں ۱۳۵ فی صد (۶۰ خریف اور ۷۵ فی صد ربیع) اضافہ کیا جائے۔

کامیابیاں

جنوری ۱۹۶۸ء تک واپڈا نے ۸۳ ٹیوب ویل اور ۱۷ تقسیم کے لئے آبی راستے بنا کر بورڈ کے حوالے کئے ہیں۔ بورڈ نے جولائی ۱۹۶۷ء کو اس پراجیکٹ کا آغاز کیا تھا اور چونکہ پراجیکٹ کام مکمل طور پر نہیں بنا سکا اور اسے تھوڑا عرصہ ہوا ہے اس لئے اس کی کامیابیوں کا قبل از وقت اندازہ کرنا مشکل ہے۔

زراعت

آزادی ملنے کے بعد سے ہی متواتر یہ جد و جہد کی گئی کہ ملک کی زیادہ سے زیادہ زمین کو زیرِ کاشت لایا جائے۔ چنانچہ ایک نئی اسکیم بنائی گئی جس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہو۔ نئی اسکیم میں پیداوار کو بڑھانے کے لئے مشینی کاشت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ زیادہ پیداوار دینے والی اجناس کو کاشت کیا جائے تاکہ پیداوار میں معتد بہ اضافہ ہو۔ اسی کے ساتھ ساتھ کاشتکاری کے جدید طریقے اپنائے گئے، جس سے کھاد کے استعمال میں اضافہ ہوا اور تحفظِ نباتات کے اصول بھی اپنائے جانے لگے۔

زرعی مشینری

مشینوں کے ذریعہ کاشت سے نہ صرف یہ کہ وقت کی بچت اور مالی منفعت ہی ہوتی ہے بلکہ قدرتی وسائل کو زیادہ سے زیادہ بروئے کار لانے میں مدد بھی ملتی ہے۔

مشینی کاشت دھیرے دھیرے متعارف ہوئی، ٹریکٹروں اور مٹی ہٹانے والی بھاری مشینری کے استعمال کو اپنایا گیا اور زیرِ زمین پانی کو آبپاشی کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ جدید مشینی کاشت کو اپنایا جانے لگا۔

۱۹۴۷ء میں مغربی پاکستان میں کُل ۵۰۰ ٹریکٹر تھے لیکن اب ان کی تعداد ۲۰ ہزار ہو گئی ہے۔ گزشتہ سال محکمہ کی طرف سے مہیا کردہ ٹریکٹروں نے ۴۸۰۰۰ ایکڑ بیکار زمین کو قابلِ کاشت بنایا اور یہ اندازہ ہے کہ موجودہ سال اور اگلے سال کے دوران ہر سال ۷۵۰۰۰ ایکڑ زمین کو قابلِ کاشت بنا لیا جائے گا۔

کروڑ روپے کی لاگت کے ۱۳۰ منصوبے بنائے ہیں جن میں سے ۴۹۰٫۶۷ کروڑ روپے کی لاگت کے ۴۴ منصوبوں کو حکومت نے منظور کیا ہے اور ۱۲۶ منصوبے مثلاً آبپاشی، نالیوں کی تعمیر، زراعت اور مواصلات وغیرہ تکمیل کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ اور اٹھارہ منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔

اہم نکات

زمین کو کارآمد بنانے کے لئے زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے اب تک ۵۶ لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنایا ہے ایسے عظیم کام کو سرانجام دینے کے لئے پرانے وقتوں میں کئی سال لگ جاتے تھے غلام محمد بیراج میں ۲۴ لاکھ ایکڑ کے رقبہ کو آبپاشی کی سہولتیں میسر ہیں ان میں سے تقریباً ۱۲ لاکھ ایکڑ زمین کو زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے دور میں واگذار کیا گیا۔ گدو بیراج میں ۲۰ لاکھ ایکڑ سے زائد رقبے کے لئے آبپاشی کی سہولتیں میسر ہیں ان میں ۸ لاکھ ایکڑ کا وہ رقبہ بھی شامل ہے جسے کارپوریشن کے دور میں آبپاشی سہولتیں ملیں۔ تھل میں ۱۱ لاکھ ایکڑ رقبے میں آبپاشی ہو رہی ہے جلد ہی یہ رقبہ بڑھ کر ۱۱½ لاکھ ایکڑ تک پہنچ جائے گا۔ مزید برآں وادیٔ سوان میں ایک لاکھ ایکڑ سے زائد اراضی کو بہتر بنایا گیا ہے تقریباً ۲۰ لاکھ ایکڑ نئی زمین کی اصلاح کی گئی اور اُسے قابل کاشت بنایا گیا ہے۔ بارانی علاقوں میں کارپوریشن نے ۱۱ چھوٹے ڈیم تعمیر کئے ہیں اُن کے ذریعہ ۱۱ ہزار ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنانا مقصود ہے۔ جب سے کارپوریشن نے آبپاشی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ڈیڑھ ہزار میل سے زائد نہریں تعمیر کی گئی ہیں۔ یعنی ۱۱ سو میل غلام محمد بیراج میں، ۹ سو میل گدو بیراج میں۔ چھوٹی نہریں اور نالے اب تک دو ہزار میل تعمیر کئے گئے ہیں۔

تھل میں بڑی نہر کی گنجائش ۶۰۰۰ کیوسک سے بڑھ کر ۷۵۰۰ کیوسک کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سیم و تھور پر قابو رکھنے کے اقدام کے طور پر غلام محمد بیراج میں ۹۰۰ میل لمبی نالیاں کھودی گئی ہیں۔ یہ ۱۱ لاکھ ایکڑ رقبہ کے لئے کافی ہیں۔ اسی دوران غلام محمد بیراج میں ۲۲۲ چک اور ایک منڈی آباد کی گئی جبکہ گدو بیراج میں ۱۵۰ چک آباد کئے گئے ہیں۔ زرعی ترقیاتی

کارپوریشن کے دو دیں پراجیکٹ کے علاقوں میں ۶۰۰ میل سے زائد لمبی سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ بنیادی اور ابتدائی کام ہیں ایک عظیم کارنامہ سرانجام دینے کے لئے اسٹیج قائم کرنے سے انہیں تشبیہ دی جا سکتی ہے یعنی ملک کی زرعی پیداوار کو بڑھانے کی طرف ابتدائی اقدامات۔

کاشت کے بہتر طریقے

غلام محمد بیراج اور گدو بیراج میں زراعت کے ہر طرح کے عملی مظاہرے کر کے کاشتکاروں کو کاشت کے بہتر طریقوں سے روشناس کیا جاتا ہے خاص طور پر گدو بیراج میں اس عمل کو ایک مکمل نظام کی صورت دیدی گئی ہے وہاں کاشتکاروں کی تربیت کے لئے ۸ مراکز قائم کئے گئے ہیں اور ان سے ملحق ایک ایک زرعی فارم ہے ہر مرکز میں ۲۰ منتخبہ نوجوان کاشتکاروں کو پورا سال تربیت دی جاتی ہے۔ انہیں مختلف فصلیں بونے، پودوں کے تحفظ کے اقدامات کرنے، کھاد کے استعمال کے طریقے، اصلاح اراضی، آبپاشی کا استعمال، بہتر نوعیت کے بیجوں کا استعمال باغبانی، جنگلات اور مویشیوں کی دیکھ بھال کی مکمل تربیت دی جاتی ہے یہاں کسان کاشتکاری سے لے کر فصل کی کٹائی تک کے سب کام اپنے آپ کرتے ہیں اور ان کے علاوہ کوئی بھی کارکن فارموں پر ملازم نہیں رکھا جاتا۔ وہ پیداوار میں حصہ دار ہوتے ہیں۔ مزید برآں وہ دو روپے روز محنتانہ وصول کرتے ہیں۔ دراصل یہ تربیت یافتہ کسان تربیت حاصل کرنے کے بعد مثالی کسان بن جاتے ہیں۔ کسانوں کے یہ تربیتی مراکز ہر آنے جانے والے ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے لئے بڑی دلکشی رکھتے ہیں یہ مراکز بڑی شاہراہوں کے ساتھ ساتھ واقع ہیں اور ان تک آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔

زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے ماہرین نے گدو بیراج کو خاص طور پر اس لئے منتخب کیا ہے کیونکہ یہاں کے کسان زراعت سے متعلق نئی نئی باتیں جاننے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ گورنر مغربی پاکستان جب پچھلی مرتبہ اس پراجیکٹ کو دیکھنے آئے تو وہ اس کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے یہ حکم دیا کہ مغربی پاکستان کے دوسرے زرعی مراکز میں ایسا مثالی لٹریچر مہیا کیا جائے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ فارم خاص کاروباری بنیادوں پر قائم کئے گئے ہیں۔ اور ان کی آمدنی

سے نئے فارم کھولے گئے ہیں۔

اس سال کے شروع میں ۱۵ نئے فارم کھولے گئے اس طرح مجموعی طور پر گدو بیراج میں ۲۰ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔ غلام محمد بیراج میں ۳ فارم کام کر رہے ہیں۔ اور یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے پراجیکٹوں کے علاقے کی دو سے تین یونین کونسلوں کے لئے ایسا ایک ایک مرکز قائم کیا جائے۔

تاہم ٹھل میں اس سے کچھ بہتر طریقے اپنائے گئے ہیں یعنی وہاں چار سال قبل ایک زرعی فنی تربیت گاہ قائم کی گئی تھی جہاں زراعت پیشہ لوگوں کے لڑکوں اور لواحقین کو زراعت کے مختلف شعبوں سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ واحد مثالی ادارہ ہے جہاں تربیت حاصل کرنے میں تین سال لگتے ہیں۔ دو سال قبل ۱۱ طلباء یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے اُن کو فوراً ہی زرعی ترقیاتی کارپوریشن میں ملازمت مل گئی۔

گزشتہ سال ۲۲ لڑکوں نے تربیت حاصل کی۔ ہر طالب علم کو وظیفے کے طور پر ۳۰ روپے ملے اور فارم کی مصنوعات میں سے $\frac{1}{2}$ حصہ ان کو محنت کے صلہ میں ملا۔

زرعی یونیورسٹی لائل پور کا مرتبہ تین سالہ کورس ان کو پڑھایا جاتا ہے اور ان کے امتحانات بھی یہی یونیورسٹی لیتی ہے۔

ان ساری سرگرمیوں کا مقصد یہ ہے کہ تجربات کے بعد ملک میں زراعت کو فروغ دیا جائے اور اب یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جدید مشینی ذرائع اپنا کر زیادہ سے زیادہ زمین کو زیر کاشت لایا جائے تاکہ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہو۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے دو طریقے اپنائے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ زمین قلیل عرصے میں زیر کاشت لانے کے لئے زیادہ محنت اور لگن سے کام کیا جائے۔

خاص طور پر گدو بیراج میں فی ایکڑ پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے گندم کی پیداوار ۱۲-۱۰ سے ۲۵-۲۰ من تک پہنچ گئی ہے۔ بلکہ بعض کاشتکاروں نے اپنے فارموں میں گندم کی پیداوار ۵۰ من تک حاصل کی ہے۔ گدو بیراج کے بعض علاقوں میں چاول کی کاشت ممنوع ہے تاہم اس کی پیداوار میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس علاقہ میں کپاس کی

کاشت چند سال قبل شروع کی گئی تھی اور اُس وقت حاصل پیدا وار ۵ من فی ایکڑ تھی لیکن اب اس کی پیداوار میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے وہ کاشتکار جو پہلے کپاس بونے سے احتراز کرتے تھے اب اس کو بخوشی کاشت کر رہے ہیں کیونکہ ان کو ۲۰ من فی ایکڑ اور بعض اوقات ۳۰ من فی ایکڑ پیداوار ملتی ہے۔

قرضے

خوراک اور زراعت کمیشن نے اپنی رپورٹ میں سفارش کی ہے کہ کاشتکاروں کو مختصر مدت کے قرضوں کی آسانیاں فراہم کی جائیں تاکہ وہ اپنی غربت کو دور کر سکیں۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے پیشگی قرضے دینے کا مقصد یہ ہے کہ زراعت کو فروغ ہو اس سلسلے میں بینکوں اور دیگر پیشگی قرضے دینے والی ایجنسیوں کو قطعی اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی ہدایت کے مطابق زرعی ترقیاتی بنک کاشتکاروں کو زیادہ تر ٹریکٹر خریدنے کے لئے بہت سے قرضے فراہم کر رہا ہے۔

دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے ملک کے کمرشل بنکوں کو پراجیکٹوں میں کاشتکاروں کو آسان شرائط پر قرضوں کی فراہمی کے لئے اپنی شاخیں کھولنے پر زور دیا ہے۔ حبیب بنک، یونائیٹڈ بنک اور اسٹینڈرڈ بنک نے اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے منصوبوں کے علاقوں میں ترقی پسند کاشتکاروں کو آسان شرائط پر مالی قرضے دینے شروع کر دیئے ہیں۔

کھاد

زرعی ترقیاتی کارپوریشن کا اہم کام یہ ہے کہ وہ مغربی پاکستان میں کاشتکاروں کو کھاد اور بیج فراہم کرے اس مقصد کے لئے زرعی ترقیاتی کارپوریشن نے بہت عرصے سے کراچی سے خیبر تک سیل ڈپوؤں کا جال بچھا دیا ہے اور ملازمین کے ذریعہ ایک رابطہ قائم کر دیا ہے وہ صرف سامان کی فروخت کے لئے ہی اپنا وقت اور قوت صرف نہیں کرتے بلکہ کاشتکاروں کو کھاد اور بہتر بیج کے استعمال کے فوائد سے بھی روشناس کراتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بندی کا ایک اہم ستون ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا انہوں نے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کئے ہیں۔ تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ ماضی میں وہ اپنے کاموں کو بحسن وخوبی انجام نہیں دیتے تھے۔ کسانوں کی اکثریت حکومت کی امداد پر بھروسہ کئے رہتی تھی چہ جائیکہ وہ اپنے لئے وسائل پیدا کرتے یا اپنے وسائل کو بروئے کار لاکر اور سخت محنت کرکے خوشحال ہوجاتے مگر موجودہ حکومت کی مسلسل ترغیب اور زراعت سے متعلق سہولتوں کی فراہمی سے انکے طرز عمل میں بہت تبدیلی آگئی ہے اب وہ زرعی ترقی کے لئے حکومت کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کر رہے ہیں۔ مزید برآں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کہ ہمارے ملک کو سب سے بڑا خطرہ سیم سے ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی مختلف ایجنسیاں وسیع پیمانے پر منصوبہ بندی کر رہی ہیں اور اس خطرے پر قابو پانے کے لئے جدوجہد جاری ہے۔ اس مقصد کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں کثیر تعداد میں ٹیوب ویل اور سیم نالیاں بنا دی گئی ہیں۔ لیکن اس خطرے سے اکیلے حکومت مقابلہ نہیں کر سکتی ہے بلکہ کسانوں کا فرض ہے وہ بھی اس خطرہ پر غالب آنے کے لئے حکومت سے تعاون کریں۔ اگر ایک مرتبہ کھیتوں سے سیم کا پانی نکال دیا گیا تو کسان اپنے کھیتوں سے نہایت آسانی کے ساتھ شوریت کو ختم کر سکتے ہیں اور اپنے کھیتوں کو کھاد کے استعمال وغیرہ سے قابل کاشت بنا سکتے ہیں جب تک کسان ان باتوں پر پوری توجہ سے عمل پیرا نہ ہوں گے۔ ان کو سیم سے نجات نہ مل سکے گی

مثلاً غلام محمد بیراج، جہاں سیم کو ختم کرنے کے لئے سیم نالیاں تو بنا دی گئی ہیں۔ لیکن کسانوں نے اس منصوبے کو مکمل کرنے اور اپنے کھیتوں کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے ان میں نالیاں تک نہیں بنائیں لیکن ان کسانوں میں سے کچھ محنتی بھی ہیں۔ جن کے لہلہاتے اور سرسبز و شاداب کھیت ان کی محنت جدوجہد اور خوش تدبیری کا ثبوت ہیں۔

تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی

تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی ۱۹۴۹ء میں قائم ہوئی جس کا مقصد بنجر، بے آباد اور غیر مزروعہ زمینوں کی ترقی اور آبادی تھا۔ اس اتھارٹی کے دائرہ عمل میں سرگودھا، میانوالی، مظفر گڑھ اور جھنگ کے اضلاع کے وہ علاقے آتے ہیں جو دریائے سندھ، جہلم اور چناب کی مشترکہ نہروں کے درمیان واقع ہیں۔

صوبائی اور مرکزی حکومت کی امداد سے تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی نے بے آباد و بنجر علاقوں کو سرسبز و شاداب کھیتوں اور پھلوں کے باغات میں تبدیل کر دیا ہے۔

تنظیم

تھل ڈیولپمنٹ اتھارٹی صوبائی سیکرٹریٹ کی طرز پر کام کرتی ہے جس کی تمام اسکیمیں اور پالیسیاں سیکرٹریٹ مرتب کرتا ہے۔ ان پالیسیوں کو بروئے کار لانے کے لئے فیلڈ میں ڈویژنل افسروں کو متعین کیا گیا ہے اور انہیں متعلقہ اختیارات بھی تفویض کئے گئے ہیں۔

آبادکاری

ابتدا میں جب اس اتھارٹی نے اضافی بستیاں قائم کرنے کے منصوبے بنائے تو ان کا مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کو ان میں آباد کیا جا سکے۔ ان منصوبوں کے تحت اتھارٹی نے ۱۰۸۰ چک تعمیر کئے جن میں ۳۲،۷۵۴ خاندانوں کو بسایا گیا۔ ان میں ۱۲،۲۷۰ مصیبت زدہ مہاجرین کے خاندان بھی شامل تھے منصوبہ کے تحت ۶۷،۵۹۲ ایکڑ کا رقبہ مقررہ قیمتوں کی سکیم کے تحت فروخت کیا گیا اور ۱۱۳۹۹۹ ایکڑ کا رقبہ بشمول ۱۲۲۴۰ ایکڑ سیٹ کا رقبہ نیلام کیا گیا۔ اس کے علاوہ کافی رقبہ کھیتوں، باغات، اور جنگلات اگانے کے لئے مختص کیا گیا۔ آب پاشی کی

زرعی فنی ادارہ

زرعی پیداوار بڑھانے، کسانوں کو زرعی تکنیک اور جدید سائنسی آلات سے روشناس کرانے کے لئے رکھ غلاماں میں ایک زرعی فنی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس میں درمیانی درجے کے فنی ماہرین کو تربیت دی جارہی ہے۔ کورس کا عرصہ تین سال ہے جس کے اختتام پر مغربی پاکستان زرعی یونیورسٹی انہیں ڈپلوما عطا کرتی ہے۔ کیونکہ یہ ادارہ اس یونیورسٹی سے منسلک ہے۔

زرعی ڈویژن

زرعی ڈویژن اس علاقے کے باشندوں کو پیداوار بڑھانے کے مختلف طریقوں کی تعلیم دیتی ہے اس کے تحت زرعی فارم قائم کئے گئے ہیں اور باغات لگائے گئے ہیں تاکہ تھل کے علاقے میں پھلوں کے باغات لگانے کی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے یہ فارم ایک مثالی پراجیکٹ کا کردار ادا کرسکے۔ زرعی ڈویژن کے تحت اس وقت پھلوں کے دس باغات اور زرعی فارم، پھلوں کی تین نرسریاں، ۳ تجرباتی فارم اور السی، مکئی (جے۔ I) مونگ پھلی کی کاشت کے لئے اور کئی شعبے زراعت کو ترقی دینے کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ اس ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر کلور کوٹ میں قائم کیا گیا ہے اور ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت اس کا انچارج ہے اور کلور کوٹ میں شربت بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا۔ جس میں گزشتہ موسم سرما میں مالٹے کے شربت کی بیس ہزار بوتلیں تیار کی گئیں۔

زرعی مشینی تنظیم

آبادیاں بسانے کے لئے زمین کو ہموار کرنے کا کام ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ جب تک بڑے پیمانے پر زمین کو ہموار نہیں کیا جاتا تھل میں آبادیاں قائم نہیں کی جاسکتیں۔ چنانچہ زمین کو ہموار کرنے، پگڈنڈیاں اور سڑکیں بنانے اور تھل میں نہروں کا جال بچھانے کے لئے زرعی مشینی تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیہ میں اتھارٹی

[illegible]

ایک زنانہ ہائی سکول جو ہر آباد بھی قائم ہے اور ۶ ہائی سکول بشمول زنانہ ہائی سکول قائد آباد میں قائم کئے گئے۔ جس میں سے ۱۲۲ پرائمری سکول ڈسٹرکٹ پرائمری ایجوکیشن کونسل کی تحویل میں دے دیئے گئے اور باقی سکول اتھارٹی کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔

شعبۂ صحت

نئی بستیوں کی آبادی اور ان کی تعمیر و ترقی کے علاوہ اس ادارے نے ڈسپنسریوں کو قائم کرنے اور ان کو چلانے میں خطیر رقم صرف کی ہے تاکہ یہاں کے باشندوں کے لئے علاج معالجہ کی بنیادی اور اہم ضرورتیں ان کے گھروں کے قریب ہی نہایت آسانی سے پوری کی جاسکیں۔ ان ڈسپنسریوں سے نئے آباد کاروں کے علاوہ اتھارٹی کے ملازمین کو بھی علاج معالجے کی سہولتیں میسر ہیں۔ اس وقت اتھارٹی کے تحت ۵ ہسپتال، ۱۲ ڈسپنسریاں، ۳ گشتی شفاخانے ۳ صحت کے مراکز اور تین سب ہیلتھ سنٹر مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں۔ ان تمام اداروں میں جدید سرجری کے آلات موجود ہیں۔

جنگلات

اتھارٹی نے اپنا ایک شعبۂ جنگلات بھی قائم کیا ہے اور اب تک ۱۱۴۱۹۸۔ ایکڑ رقبۂ زمین پر شجر کاری کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ گورنمنٹ کے احکام کے تحت یہ شعبہ ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۱ء میں محکمۂ جنگلات کے سپرد کر دیا گیا اور شجر کاری کے سلسلے میں آنے والے ۹۳۵۰۹۷۰۰۱ روپے کے اخراجات کی ادائیگی اتھارٹی کو کر دی گئی۔ یہ بات بھی طے کر لی گئی کہ تھل ڈیویلپمنٹ اتھارٹی نے جتنا علاقہ محکمۂ جنگلات کو دیا ہے اتنا ہی علاقہ اتھارٹی کو حکومت کے رقبہ جات میں سے دیا جائے۔"

جنگلات

مغربی پاکستان میں جنگلات ۱۸۰۹۱۱۰۰ ایکڑ رقبہ زمین پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان میں ۳۲۲۵۰۰ ایکڑ زمین پر درخت قطاروں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان درختوں سے تعمیری لکڑی ایندھن، پھل، بیج، گوند اور جنگلی جانور وغیرہ حاصل کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ یہ جنگلات پانی کا ذخیرہ بھی جمع رکھتے ہیں۔ اور جمالیاتی ذوق کی تسکین کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔

جنگلات کے رقبہ کی درجہ بندی حسب ذیل ہے۔

جنگلات کی اقسام	کل رقبہ	ایکڑ
۱۔ مخصوص جنگلات	۳۱,۷۹,۸۰۰	"
۲۔ محفوظ جنگلات	۱۰۵,۲۹,۴۰۰	"
۳۔ درجہ بندی کے بغیر جنگلات	۱۳,۶۲,۷۰۰	"
۴۔ گزارہ جنگلات	۷,۶۹,۷۰۰	"
۵۔ قابل کاشت زمین	۱,۳۲,۰۰۰	"
۶۔ محکمہ جنگلات کی دفعہ ۳۸ کے تحت	۲۴۰,۵۰۰	"
۷۔ فوجی جنگلات	۱۶,۵۰۰	"
۸۔ درجہ بندی کے بغیر سول جنگلات	۱,۲۶,۵۰۰	"
۹۔ محکمہ جنگلات کا چوس ایکٹ	۲۷,۱۰۰	"
۱۰۔ مختلف قانونی مدارج کے تحت جنگلات	۲۲,۲۰۰	"

۱۱۔ قبائلی علاقوں کے جنگلات	۱۳۱,۶۰,۲۰۰	ایکڑ
۱۲۔ منظم جنگلات	۳,۲۲,۵۰۰	"
کل رقبہ	۱۸۰,۹۱,۱۰۰	"

منصوبے

منصوبوں کے تحت ۲۷,۳۱,۸۲۳ میلوں پہ باقاعدہ جنگلات اگلائے گئے ہیں اس کے علاوہ نہروں اور سڑکوں کے کنارے ۲۳,۷۴ میلوں پہ درخت لگائے گئے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت ۱۵,۳۵,۹۰۰ ایکڑ رقبے پہ ابھی کام ہونا ہے۔ اور اس سلسلے میں جلد ہی عمل درآمد کرنے کے لئے اقدام اٹھائے جا رہے ہیں۔

شجر کاری

شجر کاری کے تحت زمین کی زرخیزی، حفاظت اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے ۲۰ فی صد علاقے پہ روئیدگی اور شجر اگانے کا منصوبہ مرتب ہوا ہے۔ شجر کاری منصوبے کے تحت بڑا مقصد زمین پہ آبی جنگلات کی پیدا وار ہے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران درج ذیل علاقوں پہ شجر کاری کی گئی۔

باقاعدہ جنگلات	۱,۷۸,۴۶۶	ایکڑ
سڑکوں پٹڑیوں اور نہروں کے کنارے قطاروں میں منظم جنگلات	۲,۹۶۲	میل

اس کے علاوہ ترقیاتی سکیموں کے تحت پشاور کے علاقہ میں ۷۰۰ ایکڑ کے علاقے پر اخروٹ کے درخت اگائے گئے ہیں۔ اس منصوبہ کا مقصد صنعت و حرفت میں استعمال ہونے والی لکڑی کو بحسن و خوبی مہیا کرنا ہے۔

درختوں کی دوبارہ افزائش

جن علاقوں میں درخت کاٹے گئے تھے اب وہاں دوبارہ درخت اگائے جا رہے ہیں تاکہ جنگلات کا رقبہ بڑھایا جا سکے۔ اور مختلف مصنوعات اور دوسری پیداوار حاصل کی جا سکے۔ چنانچہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے درمیان ان علاقوں میں قدرتی اور مصنوعی شجرکاری کے لئے موثر تدابیر اختیار کی گئیں اس کام میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ۳۷۹۰۰ ایکڑ رقبے پر گھاس کاٹنے اور مویشیوں کو چرانے پر پابندی لگا دی گئی اس منصوبہ کی روشنی میں جنگلات کی قدرتی نشو ونما اور بالیدگی کے لئے بیج بوئے گئے اور نئے پودے لگائے گئے۔ چنانچہ سال زیر تبصرہ کے دوران درج ذیل علاقوں میں دوبارہ شجرکاری کا کام ہاتھ میں لیا گیا۔

۱- باقاعدہ جنگلات	۱۴,۹۷۵	ایکڑ
۲- قطار در قطار جنگلات	۷۳۶	میل

فوائد

منصوبۂ عمل کے تحت جنگلات سے مختلف فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ محکمہ جاتی طور پر یا ٹھیکیداروں کے ذریعے درج ذیل علاقوں میں کام کیا گیا جن کی پیداوار حسب ذیل ہے۔

استعمال شدہ علاقہ	عمارتی لکڑی کا حصول	ایندھن کا حصول
۸۲,۷۸۰ ایکڑ	۱۹۵۶۲۰ مکعب فٹ	۳۸۵۸۰۰ مکعب فٹ
۱۲۲۰ میل		

تحفظ زمین

زمین کے لئے سب سے نقصان دہ چیز کٹاؤ ہے چنانچہ پانی کے کٹاؤ اور آندھیوں کی بناء

پر وسیع و عریض رقبہ میں قیمتی اور عمدہ زمین بے کار ہو گئی ہے کٹاؤ سے تحفظ اور زرخیزی زمین کی بحالی اور اضافے کے لئے شجر کاری، روک تھام کے لئے پشتوں اور بندوں کی تعمیر اور تنگ کھائیوں اور بدرووں کو بند کرنا کارآمد اور موزوں ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ درج ذیل علاقوں پر ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران اُن تدابیر پہ عمل درآمد ہوا

لاہور ریجن	۲۲,۶۷۶ ایکڑ
پشاور ریجن	۱,۳۳,۳۹۸ ایکڑ
کوئٹہ ریجن	۴۰,۰۰۰ ایکڑ
کل رقبہ	۱۹۵,۰۷۴ ایکڑ

کہسار مری، وادی کاغان اور پہاڑی فارسٹ ڈویژن کے ۸۵۰۰ ایکڑ رقبے میں منظم طور پہ پانی کے سائبان بنائے گئے۔

چراگاہوں کا انتظام

بنجر اور خشک علاقوں میں جہاں مصنوعی آبپاشی کا انتظام بھی نہیں ہو سکتا چراگاہیں معاشی نقطۂ نظر سے مفید ثابت ہو سکتی ہیں، چنانچہ چراگاہوں کے علاقے میں ترقی اور توسیع کے لئے تھل، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، ڈیرہ غازی خاں، چولستان، کوہستان، کوئٹہ اور لس بیلا کے علاقوں کو مختلف سکیموں کے تحت استعمال میں لایا جائے گا۔ چنانچہ چراگاہوں کے لئے اب تک ۱۰۹۶۳۰۰ ایکڑ کا رقبہ حاصل کیا جا چکا ہے۔

ریشم سازی

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران تقریباً ۲۰۸۳ اونس ریشم کے کوئے جن کی قیمت ۱۴۱۶۷۰ روپے تھی عوام میں تقسیم کئے گئے اس کے علاوہ ریشم کے کیڑے پالنے والوں کو جنگلات سے شہتوت

سے پتوں کو توڑنے کے پرمٹ جاری کئے گئے جس سے ۲۹،۷۲۰ روپے کی آمدنی ہوئی۔

نرسریاں

شجرکاری کو کامیاب بنانے کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۴۳۳۹ ایکڑ رقبے پر نرسریاں قائم کی گئیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ سال ۶۶۰ ایکڑ پر قائم شدہ نرسریوں کی حفاظت اور کفالت کی کوششیں بھی جاری رکھی گئیں۔

ہفتۂ شجرکاری

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران فروری اور اگست کے مہینوں میں دو مرتبہ ہفتہ ہائے شجرکاری منائے گئے۔ ۵۹،۱۹،۰۰۰ روپے کے پودے اور قلمیں سرکاری محکموں اور عوام کے درمیان تقسیم کی گئیں اور انہیں شجرکاری کے فن اور طریقوں سے بھی روشناس کرایا گیا۔ ریڈیو اور پریس کے ذریعے ہفتۂ شجرکاری کو کافی مشتہر کیا گیا مختلف اداروں میں اس موضوع پر لیکچر بھی دیئے گئے اور مختلف مقاموں پر اشتہار بھی لگائے گئے۔

جنگلی جانور

یکم مارچ ۱۹۶۷ء میں محکمۂ شکار کو مغربی پاکستان کے محکمہ جنگلات میں مدغم کر دیا گیا مختلف فارسٹ ڈویژنوں میں کمین گاہیں اور شکارگاہیں بھی قائم کی گئیں۔ لاہور ریجن میں ۱۹۵۰۰۰ ایکڑ کے رقبے میں جانوروں کے تحفظ اور افزائش کا انتظام کیا گیا۔

آمدن و اخراجات

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران اس محکمہ کو ۱۰۳،۰۰،۰۰۰ روپے کا منافع ہوا۔ سال زیر تبصرہ

کے دوران ۳۸۶,۰۰,۰۰۰ روپے کے اخراجات کے مقابلے میں جن میں جنگلات کی ترقی کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ ۴۸۹,۰۰,۰۰۰ روپے کی آمدنی ہوئی۔

جنگلات کی فضائی یونٹ

پشاور فارسٹ ریجن میں نئے طریقوں اور تکنیک سے جنگلات کے وسائل کی فہرست ترتیب دینے کے لئے جنگلات یونٹ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ چنانچہ پہاڑی علاقوں میں جنگلات سے متعلق انتظام و بند و بست کی تجاویز یونٹ کے فراہم کردہ نکات پر مبنی ہوں گی۔ اس یونٹ کی سرگرمیوں میں فضائی فوٹوگرافی تصویری تجزیہ اور اس سال کے دوران جنگلات کی وسعت و ترقی کے لیے خاکے بنائے جائیں گے۔

تحقیق اور تجربات

جنگلات کی صنعت کی ترقی کیلئے ضروری ہے کہ اس سلسلے میں تحقیق و تجربات کا کام بھی جاری رکھا جائے۔ چنانچہ مختلف مقاموں پر تیزی سے اگنے والے صنعتی نمونوں پر تجربات ہو رہے ہیں۔

ریشم سازی کا شعبہ

اس وقت کلیتاً ۲۳ پراجیکٹوں پہ کام ہو رہا ہے اور معینہ مدت میں اس کام کو ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

شکار گاہ کا شعبۂ انتظامیہ

۱۲ ریسرچ پراجیکٹوں میں مندرجہ ذیل کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں

کالا چٹا جنگل سے حاصل شدہ ہیٹرد پوگن کنٹارٹس اور کرائسیپوگن کے نمونوں کا

کیمیائی تجزیہ۔

آبی رکاوٹوں کی دیکھ بھال کا شعبۂ انتظامیہ

اس وقت ۱۰ ریسرچ پراجیکٹوں پر کام ہو رہا ہے جن میں سے اکثر سالہا سال تک جاری رہیں گے۔

جنگلات کی نباتاتی برانچ

ضلع پشاور اور خیبر ایجنسی کے نباتات نامے کی تیاری اور مختلف پودوں کے تجزئے کا کام اس سال پایۂ تکمیل کو پہنچا اور ۱۱ پراجیکٹوں پر کام ہو رہا ہے۔

جنگلات کیمسٹری برانچ

اس سلسلے میں ۱۲ پراجیکٹوں پہ تجربات ہو رہے ہیں۔

طبی جڑی بوٹیوں کا شعبہ

اس شعبہ میں ۱۱ مسائل پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوئے

(۱) بلوچستان کے علاقے میں ایفی ڈررا اکیر بم بلبوکیٹانم اور مینتھا سلوسٹرس پودوں کا سروے ہو چکا ہے۔

(۲) ادویات اور ہر بیریم کا عجائب گھر تعمیر ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ۲۰۰ پودے اکٹھے کئے گئے اور مشخص کئے گئے۔

شعبۂ افادیت

ریسرچ کے سات پروجیکٹوں میں ملکی اور غیر ملکی اشجار کے نمونے اکٹھا کرنے کا کام مکمل ہو چکا

ہے اور ان سے متعلق سلائڈز اور فوٹو گراف بھی بن چکے ہیں ۔

پاکستان شعبۂ جنگلات

اس شعبہ کے تحت مختلف ریسرچ برانچوں میں ۶۸ - ۱۹۶۷ء کے دوران ۱۱۰ ریسرچ کے پراجیکٹوں پر کام کیا گیا۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۱۶ طلباء نے بی، ایس، سی (آنرز) کا امتحان پاس کیا جبکہ ۱۸ طلباء نے جنگلات سے متعلق ڈپلوما حاصل کیا۔ اس شعبہ کے تحت جنگلات کے افسروں اور رینجرز کے لئے حسب ترتیب ۱۲ اور ۳ ہفتوں کے لئے ریفرشر کورس منعقد کئے گئے جن میں ۴۸ اشخاص نے شرکت کی ۔ اس ادارہ کے تحت سال رواں کے دوراں بہت سی تحقیقی کتابیں شائع کی گئیں ۔

ماہی پروری

ساحل مکران کے ساتھ ساتھ ماہی بندر کا اقتصادی اور فنی جائزہ جو سر ولیم ہالکرو اینڈ پارٹنرز اور انکارپوریٹڈ کنسلٹنگ انجینئرز لاہور کے سپرد کیا گیا تھا ۱۹۶۷ء میں مکمل ہو گیا۔ مچھلیوں کی بہت بڑی تعداد لنکا کو برآمد کی گئی۔ مذکورہ سال کے تین چوتھائی حصہ میں مچھلی کی برآمد ۲۲۱۶۴۳ من تک پہنچ گئی ہے۔ پسنی گوادر میں پانی کی صحیح مقدار مہیا نہ ہونے پر "کیورنگ یارڈ" نے ابھی اپنے کام کا آغاز نہیں کیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ مستقبل قریب میں جب مچھلیوں کی افزائش نسل کی درجہ بندی اور بہتری کا قانون رائج ہو گا۔ تو برآمد اور بڑھ جائے گی۔

بہبود ماہی گیراں

مکران کے ساحلی علاقوں کے ماہی گیروں کی فوری ضرورت کا جائزہ لیتے ہوئے گوادر کے ماہی گیروں کو مچھلی پکڑنے کے آلات۔ مچھلی کے کانٹے۔ بادبانی کپڑا اور نائیلون کی ڈوریاں وغیرہ بغیر کسی سود کے مہیا کی گئیں۔

ماہی پروری کا دفتر جو منچھر جھیل کے قریب واقع تھا نئی تعمیر شدہ ماہی کالونی بُوبک میں منتقل ہو چکا ہے۔ سڑک کی تعمیر جو منچھر جھیل کو بُوبک ریلوے سٹیشن سے ملاتی ہے۔ تکمیل کے مراحل تیزی سے طے کر رہی ہے۔

تحقیق

حیدر آباد میں ماہرین نے بہت سے تحقیقی مسائل پر مکمل قابو پا لیا ہے۔ ھلسہ جھینگا مچھلی

اور گھاس کھانے والی چینی مچھلیوں پر خاص توجہ دی گئی ہے سابق سندھ کے علاقہ میں پلاّ مچھلی ایک بہترین غذا ثابت ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ ان مچھلیوں کی نسل سکھر بیراج تک پہنچ جائے گی۔ لیکن غلام محمد بیراج کی اونچی تعمیر کی وجہ سے مچھلیاں بہاؤ کی طرف نہیں جا سکیں گی۔ غلام محمد بیراج میں "فش لیڈر" جو مچھلیوں کی فروغ دینے کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ پلاّ مچھلی کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ پلاّ مچھلی اِن فش لیڈرز پر نہیں چڑھ سکتی۔

سائپرینس کارپیو

۱۹۶۴ء میں سائپرینس کارپیو کے تین جوڑے "فش سیڈ" کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنکاک (تھائی لینڈ) سے درآمد کئے گئے۔ مخصوص حالات میں یہ مچھلی آسانی سے بڑھتی پا جاتی ہے۔ اور پاکستان میں آنے کے بعد اس مچھلی کی بار بار نسل کشی کی گئی۔

بار بار نسل کشی کے تجربہ سے پتہ چلا ہے کہ یہ مچھلی اپنے نئے ماحول سے بآسانی مانوس ہو گئی ہے۔ توقع ہے کہ مستقبل قریب میں صوبہ کی "فش سیڈ" کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ اس مچھلی کے بچے آزمائشی تالابوں میں اچھی طرح پل رہے ہیں۔ اور انہیں دوسرے پرورش کے مرکز کو افزائش کے لئے بھیجا جائے گا۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں سائپرینس کارپیو کے ۲۵۸۰ بچے حاصل کئے گئے جن میں ۱۲۴ بچوں کی بالکل صحیح نشوونما ہوئی۔

سنہری مچھلی

سنہری مچھلیوں کی افزائش نسل جدید سائنسی طریقوں پر کی جا رہی ہے اور ہر سال کافی تعداد میں سنہری مچھلی کے بچے نظامت سمکیات کے تالابوں میں پرورش پا رہے

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

ترقیاتی سکیمیں

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں نظامت سمکیات کی سرپرستی میں پچیس (۲۵) ترقیاتی سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔ جن میں ۲۱ سکیمیں جاری ہیں اور چار (۴) بالکل نئی ہیں۔
گیارہ سکیموں پر ابھی عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ اس سال نظامت سمکیات کی زیرِ نگرانی چڑیا گھر لاہور میں ایک نمائشی مچھلی گھر قائم کیا گیا، ایک مقامی سینما میں، اور دوسرے مختلف ضلعی ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کے دفاتر میں مچھلی کے نمائشی گھر قائم کئے گئے۔

مطبوعات

محکمۂ سمکیات کی جانب سے اس سال جو کتابیں وغیرہ شائع کی گئی ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں :-

(۱) ایک سالانہ رپورٹ متعلقہ ۶۸-۱۹۶۷ء جو ۱۴۳ صفحات پر مشتمل ہے۔
(۲) مغربی پاکستان کے کل سرکاری فشری آفیسروں کی سالانہ کانفرنس کی کارگزاری۔
(۳) فشری سروے رپورٹ۔
(۴) اشتہارات اور کتبے۔
(۵) تیکنیکی نکات اور تحقیقاتی رپورٹیں

ماہی پروری کی تربیت

محکمہ سمکیات کے عملہ اور نجی ماہی گیروں کی تربیت کے لیے سمکیات کی تربیت کا مرکز لاہور چھاؤنی میں گذشتہ نو (۹) سال سے کام کر رہا ہے۔ اس مرکز میں طلباء اور ایسے پیشہ ورانہ کالجوں کے اساتذہ کو جنہیں سمکیات ایک مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جاتا

پرورشِ حیوانات

پرورشِ حیوانات کے سلسلے میں ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں جو اسکیمیں جاری تھیں یا نئی بنائی گئی تھیں ان پر خرچ کے لیے ۱۹۸٫۴۶ لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے لیکن اس رقم کو اس یقین کے ساتھ کہ ترقیاتی اسکیموں کے استحکام میں کوئی فرق نہ آئے گا. اور وہ جاری رہیں گی کم کرکے ۳۹٫۸۸ روپے کر دیا گیا خصوصاً بیماریوں کے انسداد، حیوانات کی پرورش دودھ دینے والے مویشیوں کے سلسلے میں تحقیق اور تعلیم، دیہات میں مویشیوں کی بیماری کی روک تھام اور افزائش مرغبانی کے لئے اضافی کام ہو رہا ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء میں محکمہ پرورش حیوانات کے مختلف شعبوں کے لئے جو روپے مختص کئے گئے تھے ان کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	شعبوں کے نام	جاری اسکیمیں	نئی اسکیمیں
۱	انسدادِ بیماری	۲۲٫۶۵ لاکھ روپے	۲٫۳۲ لاکھ
۲	افزائش نسل	۲۰٫۷۲ " "	۱۱٫۴۰ "
۳	تعلیم و تحقیق	۶٫۹۳ " "	۱٫۴۰ "
۴	ڈیری ینگ	۱۲٫۰۰ " "	٫۳۰ "
۵	دیگر کام	۱٫۱۶ " "	٫۸۰ "

بیماریوں کی روک تھام کا منصوبہ

۶۸-۱۹۶۷ء میں جن اسکیموں پر عمل درآمد ہو رہا ہے ان کے لئے ۳۹۱۴۴۴ روپے مختص کئے گئے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) مغربی پاکستان میں یونین کونسلوں کی سطح پر ۱۲۰۰ اسٹاک اسسٹنٹوں کی تربیت۔

(۲) مغربی پاکستان میں ۱۵۰۰ یونین کونسلیں جہاں اسٹاک اسسٹنٹوں کو مقرر کیا گیا ہے وہاں دواؤں کی فراہمی۔

(۳) مغربی پاکستان کی یونین کونسلوں میں ۱۵۰۰ اسٹاک اسسٹنٹوں کا تقرر۔

(۴) مغربی پاکستان میں جو ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں اُن کو ضمنی آسانیاں اور سہولتیں دی گئیں۔

ویٹرنری ہسپتالوں میں مویشیوں کی بیماریوں کی روک تھام کی کارروائیاں بھی ویٹرنری مد میں شامل کر لی گئی ہیں اور ڈسپنسریوں میں اسسٹنٹ ویٹرنری سرجنوں کا کام یہ ہے کہ مویشیوں میں جو ایکٹو اور انڈو جیسی چھوت کی بیماریاں پھیل جاتی ہیں اُن کا علاج فوراً کیا جائے۔ اور اسٹاک اسسٹنٹ دیہی سطح پر احتیاطی ٹیکے لگائیں۔

اس شق کے تحت مختلف اسکیموں کی ابتداء ہو چکی ہے۔ یہ اسکیمیں مویشیوں کی بیماریوں کی روک تھام اور ان کے علاج، ان کے امراض کی چھان بین میں بہت موثر ثابت ہوں گی۔ ان طریقوں سے مویشیوں کی شرح اموات میں بہت کمی ہو گئی تھی۔ لہٰذا عوام کو اب اس طریق علاج پر پورا پورا بھروسہ ہو گیا ہے۔ مغربی پاکستان میں یونین کونسلوں کی ضرورت کے مطابق ۶۶-۱۹۶۵ء کے دوران میں ایک نئی اسکیم اسٹاک اسسٹنٹ کی تربیت کے متعلق شروع کر دی گئی تھی۔ اس اسکیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ ہر اس آدمی کے گھر جایا جائے جس کے پاس مویشی ہوتے ہیں تاکہ اس کے مویشیوں کو طبی امداد دی جا سکے۔

۲۰۰ اسٹاک اسسٹنٹوں کو ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں تربیت دی جائے گی۔ یہ لوگ ضلعی ویٹرنری ہسپتالوں میں چھ ماہ کی تربیت حاصل کریں گے۔ اور ملازمت کے دوران ڈیڑھ سال کی عملی نوعیت کی تربیت بھی حاصل کریں گے۔ جس میں ٹیکا لگانا، طبی امداد، اور مرغ بانی کی تربیت وغیرہ شامل ہیں اس وقت مغربی پاکستان میں ۲۰۴ ویٹرنری ہسپتال اور ۵۵ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ جن کا کام مویشیوں کی پیچیدہ بیماریوں کی تشخیص اور ان کو طبی امداد دینا ہے کچھ ڈسپنسریوں کے معیار کو بڑھا کر ان میں اسسٹنٹ

ویٹرنری سرجن متعین کر دیئے جائیں گے۔ یکم جولائی ۱۹۶۷ء تک ویٹرنری اسسٹنٹ سرجنوں کی تعداد ۸۶ تھی۔ لیکن ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ان کی تعداد میں ۱۰۰ کا مزید اضافہ ہو جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت یونین کونسلوں میں جہاں دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت اسٹاک اسسٹنٹ موجود ہیں ان کو مویشیوں میں پھیلنے والی بیماریوں کی روک تھام کی خاص دوائیں فراہم کر دی گئی ہیں۔

مغربی پاکستان کے ہر ریجن میں اس طرح کی سرگرمیوں کا سالانہ پروگرام مرتب کر لیا گیا ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء (۳۱ مارچ ۱۹۶۸ء تک) جن جانوروں کا علاج کیا گیا اور آختہ کیا گیا ان کی تعداد نیچے درج ہے۔

جن مویشیوں کا علاج کیا گیا

	۶۸-۱۹۶۷ء
(۱) جانوروں کی تعداد جن کا علاج کیا گیا	۵۶۳۹۰۶۷
(۲) جنگلی جانوروں کی تعداد جن کو آختہ کیا گیا	۴۴۱۱۸۶
(۳) جانوروں کی تعداد جن کو بیماریوں سے محفوظ رکھا گیا	۱۰۹۱۶۸۲
(۴) جانوروں کی تعداد جن کو ٹیکے لگائے گئے	۹۲۳۱۰۵۱

افزائش نسل کا منصوبہ

مندرجہ ذیل اسکیموں پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ اور ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ان کے لئے ۴۷،۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

۱۔ افزائش نسل کے بیلوں کی دیکھ بھال۔

۲۔ بھیڑوں کی تقسیم اور ان کی دیکھ بھال۔

۳۔ دیہی علاقوں میں مرغ بانی کی توسیع۔

اُن دیہی علاقوں میں جہاں مویشیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اچھے اور صحت مند مینڈھے اور سانڈ رکھے جاتے ہیں اور ان سے افزائش نسل کا کام لیا جاتا ہے۔ اور اس سلسلے میں کوئی معاوضہ

ھی نہیں لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران میں ۴۰۰ بیل تھے۔ لیکن ۶۸-۱۹۶۷ء میں ان کی تعداد بڑھ کر ۵۰۰ ہوگئی۔ اسی طرح ۱۰۰۰ مینڈھے اچھی نسل کے خریدے گئے اور ۲۶۰۰۰ اچھی نسل کے پرندے اور ۱۵۹۵۰۰ چوزے نکالنے والے انڈے مرغی خانوں نے مہیا کئے جن کو یونین کونسلوں کے ذریعے ۳ روپیہ فی پرندہ اور ۲۵ پیسہ فی انڈے کے نرخ سے مہیا کیا جائے گا۔

افزائشِ مرغ بانی کی اسکیم

۶۸-۱۹۶۷ء میں مندرجہ ذیل اسکیموں کے لئے جن پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ کل ۵٫۹۹ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔ ان میں تعمیری کاموں کے لئے ۴٫۱۶ لاکھ روپے بھی شامل ہیں۔

(۱) لاہور، پشاور اور کوئٹہ کے موجودہ مرغی خانوں کو جدید طرز پر چلانا۔

(۲) لاہور، ملتان، حیدرآباد، راولپنڈی اور پشاور میں مرغ بانی کی افزائش نسل کے مراکز قائم کرنے کا انتظام۔

پرندوں کے ذریعہ عوام کو پروٹین (لحمیات) مہیا کرنے کا بنیادی اور سستا طریقہ یہ ہے کہ ان کو برائلر پولٹری پروڈکشن (ایک مشین) جس سے انڈوں سے چوزے زیادہ مقدار میں اور جلد نکالے جاتے ہیں اور جو موجودہ مرغی خانوں میں استعمال ہو رہی ہے، کی افادیت سے روشناس کرایا جائے۔

موجودہ مرغی خانوں میں توسیع کی جا رہی ہے۔ انڈے سینے کے الگ ٹھکانے بنائے جا رہے ہیں تاکہ اس کام میں مزید توسیع ہو اور اس سے افزائش نسل ہو سکے۔ دیہی علاقوں میں چوزے نکالنے والے انڈوں کی تقسیم اور ملک میں مرغبانی کی افزائش نسل کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۳٫۶۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔

۵ آزمائشی مرغی خانوں میں ۱۰۰۰ مشینیں انڈوں سے چوزے نکالنے کی نصب کی جا رہی ہیں۔ خاص خاص شہروں مثلاً لاہور، ملتان، حیدرآباد، راولپنڈی، کوئٹہ اور پشاور میں آزمائشی

تربیت گاہیں اسی غرض سے کھولی جائیں گی ان کے لیئے ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۲۶٫۱۹ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

لاہور، اسلام آباد، اور کراچی میں مرغبانی کی صنعت کو مشینی ذرائع سے فروغ دینے کے لئے ۶۹-۱۹۶۸ء میں ایک خاص خوراک مہیا کی جائے گی اور مغربی پاکستان پولٹری پروڈکشن اسکیم کے تحت ایک کروڑ روپے کی امداد دی جائے گی تاکہ مرغبانی کی افزائش کی اسکیم کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

مویشیوں کی افزائش نسل کے تحقیقاتی مراکز

مندرجہ ذیل اسکیموں کے لیئے جن پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۶٫۶۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے۔ ان میں سے ۳۲٫۸۹ لاکھ روپے تعمیری کاموں کے لیئے بھی خرچ کئے جائیں گے۔

(۱) مویشیوں کے تجرباتی انگورہ قسم کی بکریوں کے مراکز (مظفر گڑھ) کا انتظام۔

(۲) قراقل اور عواسی (مظفر گڑھ) میں مویشیوں کے تجرباتی مراکز کا انتظام۔

(۳) قادرآباد میں مویشیوں کے تجرباتی مراکز کے ترقیاتی اخراجات۔

(۴) ساہیوال میں فریشین جانوروں کی نسل کشی کی اسکیم۔

(۵) ٹریکٹروں کی مرمت اور ان کے فالتو پرزوں کی فراہمی۔

(۶) مویشی فارموں کی مانگ کے مطابق نظامت کی طرف سے زرعی آلات کی فراہمی۔

(۷) سرکاری فارموں میں گھوڑوں کی نسل کشی سے اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی تعداد میں اضافہ۔

مویشیوں کے لئے ۶ سرکاری تجرباتی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں مختلف نسل کے مویشیوں پر تحقیق کی جاتی ہے۔ ان کے اپنے علاقوں میں بھینسوں کی نسل کشی کے سلسلے میں تحقیق ہو رہی ہے۔ مصنوعی نسل کشی کے مراکز کو نر جانور مہیا کئے جانے پر خاص توجہ دی جا رہی ہے تاکہ ان علاقوں میں اعلیٰ نسل کے مویشیوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی تحقیق کی جاسکے۔ مویشیوں کے تجرباتی مراکز میں مختلف مویشیوں کی نسل کشی پر کامیاب تجربات ہوئے ہیں۔

[illegible] (١٠)

[illegible]

[illegible] (٩)

[illegible] (٨)

[illegible] (٧)

[illegible] (٦)

[illegible] (٥)

[illegible] (٤)

[illegible] (٣)

[illegible] (٢)

[illegible] (١)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۱) لاہور کے پرورش حیوانات کے کالج کے اسمبلی ہال میں ساؤنڈ پروفنگ اور آراستگی کا کام۔
(۱۲) بہاولپور کے اون کی لیبارٹری کی توسیع۔

مویشیوں کی افزائش کے لئے مخصوص طریق تحقیق اپنایا گیا ہے اس میں مویشیوں کے عادات وخصائل قوت کار، جنسی نسبت اور ایام حمل، دودھ میں چکنائی کی مفید مقدار اور اون کی اقسام کا تجزیہ شامل ہے۔ لیبارٹریوں کی تعمیر، اوران کے لئے جدید آلات، رہائشی سہولتوں، مویشیوں کی خریداور عملے کی سمندر پار تربیت کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ کے دوران میں ۱۲ لاکھ روپے مختص کئے گئے جب کہ ۶۷ — ۱۹۶۶ء میں ان ہی ضروریات کے لئے ۱۱ لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے۔

لاہور میں پرورش حیوانات کے کالج نے ۲ لاکھ روپے کے ۲۵۵ وظائف مختلف علاقوں کے نامزد و مناسب امیدواروں کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے جاری کئے۔ پرورش حیوانات کے اس کالج میں طلباء کو سائنٹیفک تعلیم کی آسانیاں بہم پہنچانے اور تحقیقی مقاصد کے لئے لیبارٹری میں جدید آلات کو نصب کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

۶۸ - ۱۹۶۷ء کے دوران اون کی ریسرچ لیبارٹری بہاولپور میں توسیع کرنے اور اس میں اون کی اقسام کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے لیبارٹری میں آلات نصب کرنے کے لئے ۱۰٫۰ لاکھ روپے مہیا کئے گئے۔

دودھ، پنیر اور مکھن بنانے کا کام

کراچی اور لاہور میں دودھ سپلائی اسکیم پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور اس کام کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۱۲ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ دودھ کی بچت والے علاقوں کا جائزہ لے کر محکمے نے اس صنعت کا کام نجی اداروں کو سونپ دیا ہے اور ان نجی اداروں کو ٹیکنیکل معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

دوسری سرگرمیاں

۶۸ - ۱۹۶۷ء کے دوران میں ۲۶٫۸۸ لاکھ روپیہ جس میں تعمیری کاموں کے لئے ۹۲۰۰۰٫۰۰

روپے بھی شامل ہیں۔ نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو لاہور، مصنوعی نسل کشی سنٹر لاہور ریجن لاہور اور بہاولپور کے چڑیا گھروں کی توسیع اور جنگلی سوروں کو ختم کرنے کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

لاہور کے میلے مویشیاں کے لئے ہر سال ایک لاکھ روپیہ مختص کیا جاتا ہے۔ لاہور ریجن کے مصنوعی نسل کشی کے مراکز کی تعمیر کے لئے جو دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران میں مکمل ہوگی ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۰۹۲ء لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

لاہور اور بہاولپور کے چڑیا گھروں کے ان جانوروں اور حیوانات کی جگہ جو بیکار ہوگئے ہیں اور جن کو نمائش کے لئے وہاں نہیں رکھا جا سکتا دوسرے اور نئے حیوانات کا مہیا کرنا شامل ہے۔ دوسرے ملکوں سے حیوانات اور پرندے وغیرہ خریدنے اور اُن کو ان چڑیا گھروں میں رکھنے کے لئے ۰۵۰ء لاکھ روپے مختص کئے گئے اور ۰۳۰ء لاکھ روپے ان حیوانات کی اضافی رہائش گاہوں کی تعمیر کے لئے مہیا کئے گئے۔

ریونیو

زرعی قرضہ

اصلاح اراضی قرضہ جات ایکٹ مجریہ ۱۸۸۳ء کے تحت ریونیو ایجنسیوں کے ذریعے کسانوں کو کنوئیں کھدوانے، ٹیوب ویل لگوانے، زمین کو ہموار کرنے اور ٹریکٹر خریدنے کے لئے تقاوی قرضے دیئے جاتے ہیں اور زرعی قرضہ ایکٹ XII مجریہ ۱۹۵۸ء کے تحت بیج، کھاد، بیل اور چھوٹے زرعی آلات کی خرید کے لئے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ ان قرضوں سے کسانوں کو اپنے ذرائع آب پاشی اور قطعات اراضی کو ترقی دینے میں مدد ملتی ہے۔ اس سے نہ صرف کسانوں کا معیار زندگی بڑھتا ہے بلکہ "زیادہ غلہ اگاؤ" کی مہم کو بھی تقویت ملی ہے۔ جو کہ عالمی غذائی کمی کی بدولت مزید اہمیت کی حامل ہو گئی ہے۔ یہ قرضہ معمولی سود کے ساتھ ششماہی قسطوں میں واپس کیا جاتا ہے۔

حکومت نے تقاوی قرضوں کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۱۱٫۵۰٫۰۰٫۰۰۰ روپے کی رقم کی منظوری دی ہے۔ جس میں سے ۱۱۰٫۹۵٫۰۰۰٫۰۰ روپے کی رقم کمشنروں کے حوالے کی گئی ہے۔ تقریباً ۱۰۶٫۰۰٫۰۰۰٫۰۰ روپے کی رقم تقاوی قرضوں کی صورت میں کسانوں کے درمیان تقسیم کرنے کے لئے ڈپٹی کمشنروں کو دی گئی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق جولائی ۱۹۶۷ء اور دسمبر ۱۹۶۷ء کے درمیان ۶۹ کنوئیں کھودے گئے ہیں اور ۷ ٹیوب ویل لگائے جا چکے ہیں۔

اصلاحات

حقوق ملکیت اور مال گذاری کی شرح کے دوبارہ تعین کے سلسلے محکمہ مالیات کئی اصلاحات کر رہا

ہے - ۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران شیخوپورہ، لس بیلا، ڈیرہ غازی خاں، قلات، چگئی، لورالائی (لورالائی اور موسیٰ خیل کی تحصیلیں) تروب (فورٹ سنڈیمن تحصیل) کوہاٹ، ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور ضلع ہزارہ کے علاقوں میں اصلاحات کی گئی ہیں اور نئے مالی سال میں بھی ہزارہ، لوری اور موسیٰ خیل کی تحصیلوں کے علاوہ متذکرہ بالا تمام علاقوں میں اصلاحی پروگرام پر عمل درآمد ہوتا رہے گا۔ سیٹلمنٹ افسران نے ان علاقوں میں زمینوں کی پیمائش کا کام مکمل کر لیا ہے اور اب وہ اصلاحات سے متعلق متفرق کاموں کی تکمیل کے سلسلے میں مصروف کار ہیں۔

قلات ڈویژن کو مکمل طور پر صوبے کے باقی ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لانے کے لئے اصلاحی کام مکمل ہو چکا ہے۔ جب کہ بھاگ۔ مستنگ۔ گنداوہ جھل مگسی تحصیل میں کام جاری ہے اور ۱۹۷۰ء تک ان اضلاع میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

ضلع لس بیلا کے سروے اور پیمائش اراضی کے کام کے لئے سروے ڈیپارٹمنٹ سیٹلمنٹ سٹاف کی امداد کر رہا ہے۔ چنانچہ اس کام کو جلد ہی نپٹا دیا جائے گا۔

بارکھاں، جمین اور کہلو کی تحصیلوں اور ماری بگٹی کے علاقوں میں مالگذاری کی اصلاحات کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ سیٹلمنٹ افسر نے ۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران فورٹ سنڈیمن تحصیل میں کام شروع کر دیا ہے جس کے اختتام پر گکر خورسان تحصیل میں کام کا آغاز کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ محکمہ مالیات نے ۱۹۶۸-۶۹ء کے دوران حیدر آباد اور خیر پور کے اضلاع میں مالگذاری کی اصلاحات جاری کرنے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ اس سلسلے میں انتظامیہ کی اجازت بھی حاصل کر لی گئی ہے۔ چنانچہ ۴ ڈپٹی کلکٹر اور ۱۶ مختار کار شیخوپورہ میں ضروری تربیت حاصل کر رہے ہیں اور وہ یکم جولائی ۱۹۶۸ء سے اپنا کام سنبھال لیں گے۔ ایسے علاقے اب بھی موجود ہیں جن میں اصلاحات ہونا باقی ہیں اور جن علاقوں میں پہلے اصلاحات جاری کی گئی تھیں ان میں از سر نو اصلاحات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ریونیو بورڈ نے اس سلسلے میں ایک ہمہ گیر اصلاحی پروگرام مرتب کیا ہے اور جلد ہی ان پر عمل درآمد ہو گا۔

قوانین اصلاحِ اراضی

۱۹۶۷-۶۸ کے دوران مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں میں قوانین اصلاح اراضی کو مربوط کرنے کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا گیا۔ مغربی پاکستان لینڈ ریونیو ایکٹ ۱۹۶۷ء کا نفاذ ایک اہم کارنامہ تھا۔ اس نئے قانون سے صوبہ مغربی پاکستان میں رائج شدہ لینڈ ریونیو سے متعلق قوانین میں اہم ترمیمیں ہوئیں اس قانون کی رُو سے شمالی اور جنوبی زون میں حقوق ملکیت میں موجود فرق ختم کیا جائے گا۔ چنانچہ اس سلسلے میں سندھ کے زمینداروں کو وہ حقوق ملکیت عطا کئے جائیں گے جو پنجاب میں زمینداروں کو پہلے ہی سے ملے ہوئے ہیں۔

مالگذاری ریکارڈ کو مربوط شکل دی جائے گی اور مالگذاری کے تعیّن کے لئے تمام صوبے میں یکساں سسٹم اختیار کیا جائے گا تاکہ مالکان اراضی پر ٹیکسوں کا یکساں بوجھ پڑے۔ چنانچہ اس سلسلے میں سوائے ضلع جیکب آباد کے سب ڈویژن ناصر آباد اور قبائلی علاقے کے تمام صوبوں میں یکم جنوری ۱۹۶۸ء کو اس ایکٹ کا اجرا ہوا۔ مغربی پاکستان قوانین مالگذاری اور مغربی پاکستان قوانین تعیّنِ مالگذاری شائع کر دیئے گئے ہیں تاکہ رائے عامّہ کا پتہ چل سکے اور درج ذیل بندوبست اراضی سے متعلقہ قوانین کو یکساں کرنے کے لئے صوبائی اسمبلی کی منظوری کا انتظار ہے۔

مغربی پاکستان انتقال اراضی
اور
زرعی قرضوں کے بل

زرعی معیشت کو تحفظ دینے اور چھوٹے زمینداروں کو مہاجنوں کے ظلم سے بچانے اور انتقال اراضی کے لئے اس بل کے تحت مناسب اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور قرض دار اور قرض خواہ دونوں کے حقوق کا تحفظ ہو سکے گا۔

سرکاری زمین کی آبادکاری
(مغربی پاکستان ترمیمی بل)

سندھ مالگزاری قوانین ۱۸۷۹ء کی رو سے سرکاری زمین کے بندوبست و انتظام کے سلسلے میں شرائط موجود نہیں تھیں۔ لیکن اس قانون کو بعد میں پاکستان کا مالگزاری ایکٹ ۱۹۶۷ء کے تحت منسوخ کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح سرکاری اراضی (پنجاب) کی آبادکاری کا ایکٹ مجریہ ۱۹۱۲ء میں بھی سرکاری اراضیوں کی گرانٹ اور بندوبست کی مکمل شرائط موجود تھیں۔ چنانچہ اسی قانون کو تمام صوبہ مغربی پاکستان میں لاگو کر دیا گیا ہے۔

کورٹ فیس

متذکرہ بالا قوانین کے علاوہ کورٹ فیس بل (ترمیم مغربی پاکستان) کے تحت کورٹ فیس کو معقول حد تک لایا گیا ہے اور فیس کو اعشاری نظام کے مطابق کیا گیا ہے۔ حکومت مغربی پاکستان کے احکام کے مطابق آئینی کمیشن کی بھی تشکیل کی گئی ہے۔ جس کی رپورٹ پر بل پر مزید غور و خوض کیا جائے گا۔

پری امپشن

پری امپشن قوانین کو یکساں بنانے کے لئے ایک بل بنایا گیا ہے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس بل پر ابھی غور و خوض نہ کیا جائے جب تک کہ مالگزاری، مزارعت، انتقال زمین اور آبادکاری کے قوانین صوبائی اسمبلی میں منظور نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح کے مندرجہ ذیل قوانین میں بھی ترمیمیں کی جا رہی ہیں۔

مزارعت

مروجہ قوانین مزارعت میں بھی نظر ثانی کی جا رہی ہے تاکہ نظام مالگزاری کو مضبوط بنیادوں پر

قائم کیا جاسکے تاکہ زمینداروں اور مزارعین کے درمیان جھگڑوں کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ وزراء کی کونسل ان قوانین سے متعلق ترامیم کو جلد ہی آخری شکل دے دے گی۔

حصول آراضی

حصول اراضی ایکٹ مجریہ ۱۸۹۴ء کو از سر نو تشکیل دینے کے لئے ترمیمی بل تشکیل دیا جارہا ہے۔ اور محکمہ قانون کے مشورے سے اس بل کو آخری شکل دی جائے گی۔

اشتمالِ اراضی

یکم جولائی ۶۶ء سے ۳۱ دسمبر ۶۷ء کے دوران مجموعی طور پر ۸۹ مالگزاری کے علاقوں کی ۱۷۶،۳۶۲ ایکڑ زمین میں اشتمالِ اراضی کا کام کیا گیا۔

یہ رقبہ ۶۲۰۹۸۹ ٹکڑوں میں منتشر تھا جن کو اشتمال اراضی کے بعد ۲۷،۸۵۹ پلاٹوں میں منتقل کر دیا گیا۔ ان میں ٹیوب ویل ٹریکٹر اور کاشت کے دوسرے مشینی طریقے استعمال کئے گئے اور اشتمال اراضی کے بعد ۳۶،۲۶ ایکڑ بنجر رقبہ پر پہلی بار کاشت کی گئی۔

اس کے علاوہ مالگزاری کے علاقوں کو مثالی دیہات بنانے کے لئے کھیل کے میدانوں، سکولوں قبرستانوں اور پکے راستوں کی سہولتیں بھی مہیا کی گئیں۔

خوراک

محکمۂ خوراک کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ اناج کی فراہمی اور اس کی تقسیم کا انتظام کرے ملک میں محفوظ ذخیروں کا بندوبست کرے اور مشرقی پاکستان بھیجنے کے لئے اعلیٰ قسم کے اور درمیانے قسم کے چاول بھی فراہم کرے۔ یہ محکمہ چاول کو بیرُنی ممالک میں بھیجنے کا بھی ذمہ دار ہے۔

اس محکمے نے اجناس خوردنی کے سلسلے میں آزاد تجارت کا اصول اپنایا - اور صرف سرحدی علاقوں میں اجناس کی نقل و حمل پر محدود پابندی روا رکھی گئی۔ صوبہ میں محفوظ ذخیروں سے جاری ہونے والی گندم اور ملوں سے فروخت ہونے والے آٹے کے نرخ مقرر کئے۔

کارکردگی

اس محکمہ کے کام کی وسعت کا فصلوں کی حالت سے گہرا تعلق ہے۔ خوراک کی کمی کے اوقات میں یہ محکمہ اجناس کی تقسیم کا بندوبست کرتا ہے تاکہ صارفین اپنی ضروریات مناسب قیمتوں پر حاصل کر سکیں۔ نیز فصل کٹنے کے ایام میں یہ محکمہ فالتو اناج کے ذخیروں کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ تاکہ صارفین کو فصل کی کمی کے دنوں میں انہی ذخیروں سے اناج مہیا ہوتا رہے۔

شہری آبادی کے بڑھنے کے رجحان اور فی کس آمدنی کے اضافہ سے دوسرے اجناس کی نسبت گندم کی مانگ بڑھ گئی ہے۔ اس کی وجہ سے ضروری ہو گیا ہے کہ محکمہ خوراک صوبہ میں گندم کے فاضل ذخائر کا انتظام کرے تاکہ گندم کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہو سکے۔

خوراک کی کمی

۶۸-۱۹۶۷ء میں خاص اجناس کی مجموعی پیداوار ۷۲۶۱۵ لاکھ ٹن ہوئی اس میں سے

مویشیوں کی خوراک۔ اجناس کا ضیاع اور بیجوں کے لئے ۴۶ر۱۳ لاکھ ٹن نکالنے اور ۲۶۰۰ لاکھ ٹن چاول مشرقی پاکستان کو مہیا کرنے اور دوسرے ممالک کو برآمد کرنے کے بعد ۵۵ء۰۹ لاکھ ٹن اجناس ملک کی ضروریات کے لئے بچ گیا۔ ۱۹۶۸ء میں آبادی کا تخمینہ ۵ر۱۲ر۷۰۰۸ نفوس لگایا گیا تھا جبکہ گندم اور دیگر اجناس خوردنی کی ضروریات کا تخمینہ ۱۲۶۸ اونس فی کس روزانہ کے حساب سے ۱۶۹۲۰۰ ٹن ہوا۔ اس طرح زیر تبصرہ سال میں ۱۱۲ لاکھ ٹن خوراک ہماری ضروریات سے کم ہے۔

غذائی صورتِ حال

غذائی صورتِ حال سے جنگی سطح پر نمٹا جا رہا ہے۔ ۶۷-۱۹۶۶ء میں گندم کی پیداوار ۲۶۶ء۴ لاکھ ٹن زیادہ ہوئی جبکہ پچھلے سال صرف ۳۸ء۵۴ لاکھ ٹن ہوئی۔ زیر تبصرہ سال کے شروع میں گندم کی قیمتیں زیادہ رہیں۔ کیونکہ گندم کا پچھلے سال ذخیروں میں زیادہ محفوظ نہ تھی جو ضروریات پوری کر سکتی۔ چنانچہ حکومت نے مختلف ذرائع اختیار کئے تاکہ گندم اور گندم کا آٹا مناسب قیمتوں پر صارفین کو مہیا کیا جائے اور منڈی کی قیمتوں میں بھی استحکام پیدا ہو۔ اس مدت میں درآمدی گندم، سورگم اور مکئی کراچی سے بذریعہ سپیشل ٹرین صوبہ کے دور دراز علاقوں میں پہنچائی گئی۔

گندم کی پالیسی

حکومت اس پالیسی پر عمل پیرا ہے کہ کاشتکاروں سے ۱۷ روپیہ فی من کے حساب سے جتنی بھی گندم ملے خرید لی جائے۔ اور اس مقصد کے لئے صوبہ بھر میں ۲۰۰ سے زائد گندم خریدنے کے مراکز کام کر رہے ہیں۔

۶۷-۱۹۶۶ء میں ۴ر۸۰۸ ٹن ملکی گندم اور ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۶۹ر۶۲۵ر۴ ٹن گندم خریدی گئی۔ موجودہ سال میں تخمینہ شدہ طلب اور رسد کے خلاء کو پورا کرنے کے لئے ۱۲۷۵ لاکھ ٹن اجناس جن میں ۹۷۹ر۷۳ر۱۱ ٹن گندم ۵۴۷۵۲ ٹن مکئی۔ ۶۱۸۳۴ ٹن سورگم ہے درآمد

کی گئیں

آٹے کی پسائی

دسمبر ۱۹۶۶ء میں گندم کے آٹے کی مقدار بڑھانے اور اس کا معیار برقرار رکھنے کے لئے میدہ نکالنے پر جو پابندیاں لگائی گئیں تھیں انہیں جاری رکھا گیا۔ اور راولپنڈی۔ لائل پور۔ لاہور اور کراچی میں دیہی آٹے کی چکیوں اور ملوں کو ۳ فیصد میدہ نکال کر آٹا تیار کرنے کی اجازت دی گئی۔ دیہی اور شہری علاقوں میں درآمدی گندم اور اس کے آٹے، مکئی اور سورگم کی تقسیم کے لئے ۷،۶۴۲ راشن ڈپو اور فیئر پرائس شاپس کا بندوبست کیا گیا۔

تجارتی اجناس کی مندرجہ ذیل قیمتیں مقرر کی گئی۔

(۱) گندم	=	۱۷،۳۷	روپے فی من	
(۲) گندم کا آٹا	=	۱۸،۷۵	روپے فی من	
(۳) درآمدی مکئی	=	۱۴،۸۷	" "	
(۴) سورگم	=	۱۵،۷۵	" "	" ۱۸ر نومبر ۱۹۶۷ء تک
		۱۶،۳۲	"	۱۹ر " " "

۱۱۰ر۹۵۸ ٹن گندم، ۱۴۸ر۹۵ ٹن مکئی۔ ۷۵۷۰۴ ٹن سورگم دیہی علاقوں میں تقسیم کی غرض سے راشن ڈپوؤں اور آٹا پیسنے کی چکیوں کو مہیا کیا گیا۔

اجناسِ خوردنی کی نجی تجارت

کھلی مارکیٹ میں گندم کی کمی کے باوجود گندم اور گندم کے آٹے کی نقل و حمل پر کوئی خاص پابندی عائد نہیں کی گئی۔ صرف سرحدی علاقوں اور فرنٹیر ریجن میں بذریعہ سڑک گندم لے جانے پر معمولی سی پابندی لگائی گئی۔

اہم اجناس کی مختلف منڈیوں میں قیمتوں اور ان کی رسد کے بارے میں معلومات حاصل کرنیکے لئے صوبہ میں تقریباً ۱۹۰ مارکیٹنگ انٹیلی جنس سنٹرز کام کرتے رہے۔

کھلی مارکیٹ میں گندم کی قیمتیں

۶۸-۱۹۶۷ء میں ملکی گندم کی قیمتوں میں کمی کا رحجان دیکھنے میں آیا اور فصل کاٹنے کے ایام میں گندم کی قیمتیں اُن علاقوں میں جہاں گندم زیادہ ہوتی ہے، عام طور پر ۱۶ روپے فی من سے ۱۸ روپے فی من تک قائم رہیں اور جہاں گندم کم پیدا ہوتی ہے اُن علاقوں میں گندم کی قیمتیں زیادہ سے زیادہ ۱۸ روپے فی من سے ۲۰ روپے فی من تک رہیں۔

طریقہ ہائے انسداد سمگلنگ

اجناس کو ملک سے باہر غلط راستوں سے لے جانے کی نگرانی کے اقدامات سخت کردیئے گئے۔

چاول

صوبائی محکمہ خوراک نے مرکزی زون کو اعلیٰ قسم کا چاول برائے برآمد اور جنوبی ریجن سے مشرقی پاکستان کو جوشی اور کنگنی چاول مہیا کرنے کے لیے مہیا کیا۔ جو چاول مہیا کیا گیا اس میں اعلیٰ چاول مجموعی طور پر ۲،۷۹۹،۲۴ ٹن اور موٹا چاول ۵۹،۷۴۵،۰ ٹن تھا جس کی مالیت تقریباً ۲۱ کروڑ اور ۱۱ کروڑ بالترتیب ہوتی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق چاول کی برآمد سے ۲۷ کروڑ کے زرمبادلہ کی بچت ہوئی۔ کسانوں کو معقول معاوضہ اور تحفظ دلانے کے لئے یہ طے ہوا کہ ۶۸-۱۹۶۷ء میں باسمتی چاول کی رائج شدہ قیمت ۳۱ روپے فی من سے بڑھا کر ۶۹-۱۹۶۸ء میں ۳۸ روپے فی من کردی جائے۔ جبکہ پرمل، بیگمی اور جوشی چاولوں کی قیمتیں سابقہ سطح پر برقرار رہنے دی گئیں اری چاول کی قیمت بھی ۱۹ روپے فی من مقرر کردی گئی۔

چینی

۶۸-۱۹۶۷ء میں کھانڈ کی پیداوار میں کافی کمی رہی۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں مغربی پاکستان میں گنا بیلنے کے موسم میں شکر کے کارخانوں نے تقریباً ۳۴۲۶ لاکھ ٹن شکر پیدا کی جبکہ سالانہ ضرورت ۲۶۲۰ لاکھ ٹن تھی۔ شکر کی تقسیم پر سے کنٹرول اکتوبر ۱۹۶۶ء میں اٹھایا گیا تھا مگر اُسے دوبارہ ۲ ماہ کے لئے نافذ کیا گیا تاکہ صارفین اپنی ضروریات کے لیے شکر کو معمولی قیمتوں پر حاصل کر سکیں۔

غلہ کی ذخیرہ اندوزی

ملک کو غذائی لحاظ سے خود کفیل بنانے کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہوگیا ہے کہ فالتو پیداوار کو محفوظ رکھنے کے لئے بھی اقدامات کیے جائیں۔

گوداموں کی تعمیر دو منصوبوں کے تحت ترقی پا رہی ہے۔ جن میں ایک اڈیشنل سٹوریج اکوموڈیشن ہے جس میں ۱۳۵۰۰۰ ٹن غلہ ذخیرہ کیا جا سکتا ہے دوسرا ڈس ٹائپ گوداون ہیں جس میں ۱۴۸۰۰۰ ٹن غلہ ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔

سال رواں کے آخر میں جب یہ دو سکیمیں تکمیل پائیں گی تو حکومت کے پاس سات لاکھ ٹن غلہ محفوظ رکھنے کا انتظام ہو جائے گا۔ جس سے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران جبکہ اچھی فصلوں کی بدولت اجناس کی پیداوار میں بہت اضافہ ہونے کی توقع ہے۔

اناج کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید تین نئی سکیمیں کی تیار کی جا رہی ہیں جن میں ۲۲۵۰۰۰ ۳ ٹن اناج رکھنے کی گنجائش ہو گی۔ ان اسکیموں کے مکمل ہونے کے بعد مغربی پاکستان میں اناج کو ذخیرہ کرنے کی سہولتوں میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔

قدرتی آفات

حکومت بورڈ آف ریونیو کے ایک ممبر کو بحیثیت ریلیف کمشنر مقرر کرنے کا اعلان کر چکی ہے اس کے فرائض سیلاب، آگ، ٹڈی دل، قحط اور زلزلوں جیسی قدرتی آفات میں امداد مہیا کرنا ہے۔ ریلیف کمشنر کو مغربی پاکستان فلڈ کمیشن کا بلحاظ عہدہ چیئرمین بھی مقرر کیا گیا ہے۔

قدرتی آفات زدہ لوگوں کو ہدایاتِ قائمہ کے مطابق رعایت اور امداد مہیا کی جاتی ہے اور ضرورت کے وقت گورنر مغربی پاکستان کے ریلیف فنڈ میں سے امداد دی جاتی ہے۔ گورنر ریلیف فنڈ کا چیئرمین گورنر خود ہوتا ہے جبکہ ریونیو ممبر اس کا وائس چیئرمین ہوتا ہے۔

امدادی اقدامات

سابقہ موسم برسات کے آخر میں کراچی اور حیدرآباد ڈویژن کے کچھ حصے میں معمول سے زیادہ بارشیں ہوئیں۔ کراچی میں جو سیلاب آیا اس نے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے مقامی ندی نالوں میں سیلاب آنے سے نشیبی علاقے بری طرح متاثر ہوئے اور ان ندی نالوں کا پانی سمندر کے مد و جزر کی وجہ سے سمندر میں نہ گر سکا تو پھر یہ پانی پیچھے کی طرف پھیلنے لگا اور اس علاقے کی صورت حال مزید نازک ہو گئی۔ مختلف مقامات پر پانی ۳ فٹ سے ۱۲ فٹ تک کھڑا ہو گیا اور اس کی وجہ سے ۲۱ آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں ۲۰،۰۰۰ کنبے بے گھر ہو گئے۔ اور ۱۲۰۰۰ جھگیاں پانی میں بہہ گئیں۔ اس کے علاوہ دوسری عمارتوں کو بھی کافی نقصان پہنچا۔

حیدرآباد ڈویژن کے نشیبی علاقوں میں بھی کافی مکانات منہدم ہوئے۔ اس کے علاوہ بدین، ٹنڈو محمد خاں اور حیدرآباد ڈویژنوں کے دوسرے علاقوں سے بھی مویشیوں اور فصلوں کو کافی نقصان پہنچنے کی اطلاعات آئیں۔ ضلع ٹھٹھہ میں خاص طور پر شاہ بندر سب ڈویژن اور ٹھٹھہ سب ڈویژن کے کچھ

محکمہ صنعت

عمومی

حکومتِ مغربی پاکستان نے ۱۳ر مارچ ۱۹۶۵ء سے واہ اور رودہڑی میں ایسوسی ایٹڈ کمپنیز لمیٹڈ کی دو سیمنٹ فیکٹریاں اپنی تحویل میں لے لی ہیں۔

یہ فیکٹریاں ناظمِ محکمۂ صنعت و تجارت حکومت مغربی پاکستان کی سرپرستی میں عبوری طور پر ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۶ء تک کام کرتی رہیں۔ ۱۳ر ستمبر ۱۹۶۶ء سے حکومت مغربی پاکستان نے ایک انتظامی بورڈ بنادیا جو چیئرمین، مینجنگ ڈائرکٹر ایک ناظم محکمۂ خزانہ پر مشتمل ہے

کارکردگی

اس کے باوجود کہ دونوں فیکٹریوں کی مشینیں پرانی اور فرسودہ تھیں اور ان کی پیداوار کو بڑہانے میں مختلف رکاوٹیں حائل تھیں مثلاً برقی رو کی کمی اور گیس کے تسلسل میں رخنے۔ پھر بھی اس ادارہ کی پیداوار اور فروخت پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ اچھی ہوگئی۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں اس ادارہ نے بہت زیادہ سیمنٹ فروخت کرکے نفع حاصل کرنے کا ریکارڈ قائم کردیا۔

خصوصی مصنوعات

اس ادارہ نے ملک کی بڑھتی ہوئی معاشی ترقی اور خصوصی ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں ایک خاص قسم کا سیمنٹ رائج کیا۔

اس سیمنٹ کی صنعت کے معیار کو امریکی اور برطانوی معیار کے ہم پلہ کرنے کے لئے بڑی تحقیق اور چھان بین کی گئی ہے۔

ان مصنوعات میں سلفیٹ ریزسٹنگ سیمنٹ خاص ہے۔ یہ ہمارے ملک میں پہلی مرتبہ روہڑی فیکٹری میں تیار کیا گیا ہے اور ہمارے ملک میں بہت زیادہ استعمال ہونے لگا ہے اور بیرونی خریدار اس کی مکمل تسلی اور اطمینان کے بعد بہت زیادہ مقدار میں بیرونی ممالک کو بھیجا جانے لگا ہے۔

ریپڈ ہارڈنگ سیمنٹ فوری اور ہنگامی کاموں کے لئے بہت اچھا ثابت ہوا ہے۔ جیسے پلوں کی مرمت، ہوائی اڈے کی تعمیر اور بجلی گھر وغیرہ، واہ فیکٹری سے یہ سیمنٹ تجارتی مقاصد کے لئے کثیر مقدار میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے خاص قسم کے سیمنٹ پر جیسے لو ہیٹ سیمنٹ (ڈیم اور ماس کنکریٹ کے لئے) ہائی الومینا سیمنٹ (ری فریکٹری لائننگز کے لئے) اور آئل ول سیمنٹ جو تیل کے کنوؤں کی گہری بورنگ میں کام آتا ہے، تجربات ہو رہے ہیں۔

توسیع

حکومتِ پاکستان نے ان دونوں فیکٹریوں کی بحالی اور توسیع کے لئے ایک منصوبہ بنایا ہے اوساکا (جاپان) کی ایک کمپنی مسرز ہٹاچی شپ بلڈنگ اینڈ انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ سے ایک معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں تاکہ واہ اور روہڑی فیکٹریوں کے لئے سیمنٹ بنانے کی مشینیں اور دوسرے فالتو پرزے ۵، ۶ ین کی قیمت پر درآمد کئے جا سکیں۔

یہ توقع کی جاتی ہے کہ ۱۹۷۰ء تک ان فیکٹریوں کی توسیع اور تجدید مکمل ہو جائے گی جس سے سالانہ پیداوار ۲۶۸۰ لاکھ ٹن سے بڑھ کر ۶۶۴۰ لاکھ ٹن ہو جائے گی اور اس منصوبہ پر تخمیناً ۵۶.۷۰ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔

مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن

اگرچہ یہ پرانی بات دکھائی دیتی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ دس سال پہلے جب پاکستان دنیا کے نقشے پر ظہور پذیر ہوا تو اس کی بے سروسامانی کی حالت یہ تھی کہ یہاں نہ تو کپڑا بنتا تھا نہ کاغذ نہ پن نہ ڈبیاں۔ حتیٰ کہ صابن اور ٹوتھ برش تک کے بنانے کا انتظام نہ تھا۔ مگر آج ہم ان تمام چیزوں بلکہ کئی اور چیزوں میں بھی خود کفیل ہیں۔

پی آئی ڈی سی کو جب دو شاخوں میں تقسیم کیا گیا تو اس کی مغربی پاکستان کی شاخ نے جولائی ۱۹۶۲ء سے علیحدہ طور پر کام شروع کیا اور صنعتی میدان میں ترقی کی رفتار بڑھانے کے لئے جامع پروگرام بنایا۔ اس نے پرائیویٹ صنعتوں کو امداد دی اور جہاں مناسب ہوا اپنے تکمیل شدہ پراجیکٹ پرائیویٹ ایجنسیوں کے حوالے کر دیئے۔

فرائض اور منصوبے

مغربی پاکستان صنعتی کارپوریشن کے ذمہ درج ذیل صنعتیں ہیں:۔

پٹ سن، کاغذ، بورڈ اور نیوز پرنٹ، بھاری انجینیرنگ (لوہے اور فولاد کا کام) جہاز سازی، ادویات، کھاد، چینی، سیمنٹ، کپڑا، رنگ و روغن، کوئلہ، سمندری ماہی گیری، جنگلات کی اشیاء، صنعتی نمکیات اور چکنی مٹی کی اشیاء۔ اس کے علاوہ کارپوریشن سوئی گیس کی ترقی کے لئے بھی کوشاں ہے اور اندرون ملک اور باہر کے ممالک کے مختلف صنعتی اداروں کو فنی مشورے کی سہولتیں بھی فراہم کرتی ہے۔

سرمایہ

کارپوریشن کے لئے سرمایہ حکومت اپنے سالانہ بجٹ کے ذریعے مہیا کرتی ہے اس کے علاوہ کارپوریشن کو عالمی بنک کی وساطت سے کنسورٹیم ملکوں سے قرضے ملتے ہیں یا چند ممالک اسے براہ راست مشینیں برآمد کرتے ہیں۔ کارپوریشن اندرون ملک اور بیرون ملک عوام سے بھی فنڈ حاصل کرتی ہے اس سلسلے میں حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان حاصل کردہ رقوم پر ۱۹۵۵-۶۶ء میں ۲ فیصد، ۱۹۶۶-۶۷ء میں ۳ فیصد اور ۱۹۶۷-۶۸ء میں ۴ فیصد اور ۶۸-۶۹ء اور اس کے بعد کی رقوم پر ۴¾ فیصد سود ادا کیا جائے۔ چنانچہ کارپوریشن مختلف پراجیکٹوں سے وصول شدہ آمدن سے حکومت کو ان حاصل کردہ رقوم پر خاص شرح سے سود ادا کرتی ہے اس سلسلے میں کارپوریشن نے حکومت کو ۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران ۵۲-۱۹۶۵ء لاکھ روپے سود ادا کیا۔

تیسرا پنجسالہ منصوبہ

کارپوریشن کی ترقیاتی سرگرمیوں کا یہ مقصد ہے کہ تیسرے پنجسالہ منصوبے میں ۳۲۳ ۹ ۸۵ ملین روپے کی لاگت کے منصوبے مکمل کئے جائیں۔ اس پنجسالہ منصوبے میں جو سکیمیں شامل کی گئی تھیں ان میں سے بہت سی بالکل نئی تھیں چنانچہ اب تک بہت سی بھاری صنعتیں یا تو لگائی جا چکی ہیں یا بیرونی امدادی ممالک سے فنی اور معاشی گفت وشنید کے بعد لگائی جانے والی ہیں۔

پاک مشین ٹول فیکٹری اور ہیوی مکینکل کمپلکس پر کام تیزی سے جاری ہے جب کہ ہیوی الیکٹریکل کمپلکس اور کالاباغ فولاد کارخانہ۔ ہائی پریشر پائپ۔ امونیم سلفیٹ فرٹیلائزر کی بڑی صنعتیں قائم کی جانے والی ہیں۔

تکمیل شدہ صنعتیں

کارپوریشن اب تک ۱۷۱۸۹۵ ملین روپے کے اخراجات سے ۴۸ صنعتیں قائم کر چکی ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے کام پر عملدرآمد کر رہی ہے۔ جس کی ای سی اور این ای سی نے اپریل ۱۹۶۷ء میں منظوری دی تھی۔ پراجیکٹ کے زیر غور یہ ہے کہ ۲۹۷۰۰ ٹن امونیم نائٹریٹ اور ۱۶۵۰۰ ٹن یوریا سالانہ پیدا کیا جائے جس کے تحت ۶۰ ٹن امونیا پلانٹ قائم کیا جا رہا ہے جو ۶۸-۱۹۶۷ء کے آخر میں پلانٹ کام شروع کر دے گا۔

امونیم سلفیٹ نائٹریٹ کھاد پراجیکٹ ملتان ۶۰۰،۰۰۰ من امونیم سلفیٹ نائٹریٹ پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جو کہ ۷۰،۵۰۰ ٹن امونیم سلفیٹ کے برابر ہے اور اس پر ۲۸۳ء۱۶ ملین سرمایہ لگے گا۔ سی ڈی ڈبلیو پی نے جنوری ۱۹۶۸ء میں اس سکیم کی منظوری دے دی ہے اور اب یہ سکیم ای سی اور این ای سی کے زیر غور آئے گی۔ اب حکومت کے ایک فیصلے کے مطابق اس سکیم کو داؤد خیل سے ملتان منتقل کیا جا رہا ہے۔

کارپوریشن نے پاک امریکن کھاد فیکٹری، داؤد خیل اور کیمیکل کھاد فیکٹری لائل پور کی سکیموں کی توسیع کا منصوبہ بنایا ہے۔ پاک امریکن کھاد فیکٹری کے سول انجینیرنگ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ تعمیرات کا کام جاری ہے اور خیال ہے کہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے مالی سال کے دوران مکمل ہو جائے گا اور یہ پلانٹ ۶۹-۱۹۶۸ء کے دوران کام باقاعدگی سے شروع کر دے گا۔ کیمیائی اور کھاد کی سکیموں کا مقصد ۱۸۰۰۰ ٹن سپر فاسفیٹ کی مقدار بڑھا کر ۵۴۰۰۰ ٹن سالانہ کرنا ہے۔ گندھک کا تیزاب اور سپر فاسفیٹ پلانٹ اور متعلقہ سول انجینیرنگ کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس یونٹ کے لئے پلانٹ اور مشینری پہنچ چکی ہے اور تعمیراتی کام شروع ہے اور ۶۸-۱۹۶۷ء کے اواخر تک پلانٹ کام شروع کر دے گا۔

دھریالہ پوٹاش کھاد فیکٹری

دھریالہ (پہلا مرحلہ)

ای سی اور این ای سی نے ۱۹ جون ۱۹۶۶ء کو دھریالہ پوٹاش کھاد فیکٹری کی سروے سکیم کی منظوری

دے دی تھی۔ مغربی پاکستان صنعتی کارپوریشن نے ۵ء۲ ملین روپے کی لاگت سے اس کے پہلے مرحلے کا منصوبہ منظوری کے لئے ۹ر نومبر ۱۹۶۳ء کو پیش کیا تھا اس سلسلے میں ٹی-۵۰۰-بی ٹاٹپ ڈرلنگ اور دھریالہ میں دوسرے سازوسامان کی فراہمی کے لئے رومانیہ کی میسرز انڈسٹریل ایکسپورٹ تجارٹ سے معاہدہ ہوچکا ہے۔

پاکستان مشین اور ٹول فیکٹری لانڈھی

اس فیکٹری میں اُفقی زاویہ قائمہ بناتے ہوئے اور ہر جگہ استعمال ہونے والے پرزے اور اسکے علاوہ گیر باکس اور مختلف ڈائی کاسٹنگ اور خورجنگ کا کام ہوگا۔ یہ فیکٹری ایک شفٹ میں ۵ء۴ ملین روپے کے اور دوہری شفٹ میں ۹۰ ملین روپے کی مالیت کے اوزار تیار کرے گی۔ اس پراجیکٹ پر خرچ کا تخمینہ ۱۱۶ء۲۰ ملین روپے لگایا گیا ہے۔

اوپن ایئر سٹور روڈ اور بیرونی تعمیرات کا کام ۹۹ فی صد مکمل ہوچکا ہے۔ اس کے علاوہ سٹاف بلڈنگ اور گیٹ کیپروں کی بلڈنگ کی تعمیر بھی ختم ہوچکی ہے۔ تربیتی ادارہ بھی تکمیل کے مراحل طے کرچکا ہے اور خیال ہے کہ فیکٹری ۱۹۶۸-۶۹ء کے دوران کام شروع کردے گی۔

ہیوی مکینیکل کمپلیکس ٹیکسلا

اس کارخانے کے منصوبے کو چین کے تعاون سے نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ منصوبہ کو حکومت کی منظوری کے لئے اپریل ۱۹۶۶ء کو پیش کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت قائم ہونے والے کارخانہ میں سمینٹ اور چینی کے کارخانوں کے اوزار، سفری کرین، ریلوے کا سامان، سڑک کی تعمیر کا سامان اور لوہے کا دیگر سامان تیار ہوگا۔ اس کارخانہ میں ۱۴۵۰۰ ٹن وزن کی مختلف اشیاء تیار ہوں گی جن کی مالیت ۶۱ء۲۵ ملین روپے ہوگی۔ اس کے علاوہ کارپوریشن ایک ہیوی مکینیکل کمپلیکس اسکے ساتھ قائم کرے گی جس پر خرچ کا تخمینہ ۱۴۳ء۵۴ ملین روپے ہے۔

بجلی کے سامان کی بھاری فیکٹری
ٹیکسلا

اس بھاری فیکٹری کے قائم کرنے کا منصوبہ مغربی پاکستان صنعتی کارپوریشن نے ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران مکمل کیا - اس میں ترمیم کر کے کل اخراجات کا تخمینہ ۱۴۳ء۸۷ ملین روپے لگایا - ترمیم کردہ منصوبے کی سی ڈی ڈبلیو پی نے دسمبر ۱۹۶۷ء میں منظوری دے دی - یہ منصوبہ اب روس کی شراکت سے قائم کیا جا رہا ہے - وہ اس منصوبے کی معاشی اور فنی پہلوؤں پر غور کر رہے ہیں - جب بھی تمام تفصیلات مکمل ہو گئیں تو اس وقت تعمیری کام کا آغاز کر دیا جائے گا -

اس بھاری صنعت کے قیام سے ان دو ملکوں میں نئی اور مفید شراکت کا آغاز ہو گا - سویت روس کی ان مرکزی صنعتوں میں شراکت ملکی معیشت میں دُور رس کامیابی کی حامل ہو گی اور پاکستان کو معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل بنا دے گی - اس منصوبے میں ۲۱ کروڑ روپے کی لاگت کی مالی امداد اور اعلیٰ پیمانے کی فنی امداد کی ضرورت ہو گی -

امید ہے کہ دونوں پراجیکٹوں کی تکمیل مجوزہ وقت کے اندر اندر ہو جائے گی - اور ۷۱--۱۹۷۰ء کے دوران یہ پراجیکٹ اپنے کام کا آغاز کر دے گا - یہ جب مکمل ہو جائے گا تو امید ہے کہ ۱۲ کروڑ کے زرمبادلہ کی بچت ہو گی -

کالاباغ فولاد کا کارخانہ
کالاباغ

کالاباغ فولاد کا کارخانہ جو ملک کی بڑی صنعتی مراکز میں سے ایک ہو گا پروگرام کے مطابق ۸۱۵۰۰۰ ٹن رولڈ سٹیل پراڈکٹس بنائے گا اور اس میں ملکی خام دھات استعمال کی جائے گی - یہ کارخانہ سالانہ ایک ملین ٹن اشیاء بنائے گا اور چوتھے منصوبے میں کام شروع کر

دے گا۔ اس کی مصنوعات سے ۲٫۷ کروڑ سالانہ زرمبادلہ کی بچت ہوگی۔

چین کی شراکت سے مکمل ہونے والی بھاری میکینکل فیکٹری اور فولاد کے کارخانے سے ۱۵٫۰۰۰ ٹن مشینری بنائی جائے گی جس میں چینی کے مکمل پلانٹ، سیمنٹ اور ریلوے بلٹس، میڈیم سیکشن مرچنٹ بار اور وائر راڈ اور اسی قسم کا دوسرا سامان بنایا جائے گا۔ فرانس، مغربی جرمنی اور آسٹریا نے بھی کالا باغ فولاد کے کارخانے کے پہلے مرحلے میں شرکت کی خواہش ظاہر کی ہے۔

کارپوریشن نے کالا باغ کے معدنی لوہے سے فولاد کا کارخانہ قائم کرنے کی سکیم بنائی ہے اور روسی حکومت نے اس کارخانے کو قائم کرنے میں فنی اور مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مالی اور فنی امور سے متعلق رپورٹ پر کارپوریشن اور روس کے ماہرین کے مابین ایک معاہدہ ہوگیا ہے۔

سیمنٹ کا کارخانہ

ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد (پانچواں اور چھٹا کلن) کی توسیع کا کام جون ۱۹۶۸ء کو مکمل ہوچکا ہے اور جو سالانہ ۶ لاکھ ٹن سیمنٹ بنائے گی۔ پراجیکٹ کی استعداد ۸٫۱۰ لاکھ ٹن سالانہ ہوگی۔ پراجیکٹ پر ۷٫۹۸ ملین روپے کا خرچ آئے گا۔

جنرل ریفریکٹری لمیٹڈ لانڈھی

کارپوریشن نے ریفریکٹری پلانٹ لانڈھی (کراچی) کو جدید پیمانے پر لانے کا کام شروع کردیا ہے اور جنوری ۱۹۶۵ء میں کارپوریشن نے حیدرآباد ٹرسٹ سے یہ صنعت اپنی تحویل میں لے لی ہے۔ منصوبہ ہے کہ ۴٫۵۴ ملین روپے کی لاگت سے یہ پراجیکٹ ۱۰٫۰۰۰ ٹن فائر برکس پیدا کرے گا۔

جہاز سازی کی صنعت

کراچی جہاز سازی کی صنعت کے پہلے حصے کے کام کے نصف کو ۳۲ ملین روپے کے خرچ سے

مکمل کیا جا رہا ہے۔ یہ ادارہ سال میں ۱۲،۰۰۰ ڈی ڈبلیوٹی وزن کے تین جہاز مکمل کرے گا۔ جن میں دوسری ضروری سہولتیں بھی ہوں گی۔ جب جہاز مکمل کر دیئے جائیں گے تو ان میں نشستوں اور خشک ڈیک کا انتظام بھی ہو گا "تاکہ موجودہ دور کی ضروری سہولتیں بہم پہنچائی جائیں"۔ کے ایس ای ڈبلیو میں سفروڈیل گریفائٹ آئرن کاسٹنگ کا کام بھی زوروں پر ہے۔ اس یونٹ پر ۱۰۸۳ ملین روپے کا خرچ آئے گا اور سالانہ ۳۰۰ ٹن ہائی کاسٹ آئرن کی پیداوار ہو گی اس کے علاوہ کراچی جہاز سازی کی صنعت سے ملحق ایک پائپ سپننگ پلانٹ لگایا جا رہا ہے۔ جس کی سالانہ پیداوار ۵۰۰، ٹن پائپ ہو گی۔

کوئلے کی کانیں

کارپوریشن کے تحت دگڑی، شیرگ کے کوئلے کی کانوں سے متعلق سکیمیں چل رہی ہیں۔ دگڑی کان کی سکیم کے تحت ۱۰ء۳۸ ملین کے خرچ سے ۱۰۰۰ ٹن کوئلہ روزانہ نکالا جانا تھا۔ اگرچہ ۵۰۰ ٹن روزانہ کوئلے کی پیداوار جون ۱۹۶۸ء تک حاصل کرنی تھی مگر دسمبر ۱۹۶۷ء میں اتنی ہی مقدار میں کوئلہ نکالا جانے لگا۔

شیرگ کوئلے کی کان سے ۶۹ء۲۷ ملین روپے کی لاگت سے ۴۵۰ ٹن کوئلہ روزانہ حاصل کرنا تھا اور یہ منصوبہ ۱۹۶۹ء تک مکمل ہونا تھا مگر اب ایک سال پہلے ہی مطلوبہ پیداوار حاصل ہونے لگے گی۔

ہائی پریشر سٹیل پائپ برائے گیس
اور
دوسری مصنوعات کی صنعتیں

کارپوریشن نے گیسوں کے لئے ہائی پریشر سٹیل پائپ اور دوسری ضروری مصنوعات کے لئے

۴۵۸۱ ملین کی لاگت سے کوٹڑی کے نزدیک ایک پلانٹ قائم کرنے کی سکیم بنائی ہے۔ جس میں ۲۴۰۰۰ ٹن کے ہائی پریشر سٹیل پائپ بنائے جائیں گے۔

کارپوریشن نے نئے قصبوں میں توسیع گیس کے لئے ۲۰ ملین روپے کے سرمائے سے ایک اور سکیم مرتب کی ہے۔ اس میں سے سرف شکارپور، کوٹڑی اور حیدرآباد میں تقسیم گیس کی سکیم ۲۴ء۶ کی لاگت سے منظور ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں سروے کا کام مکمل ہو چکا ہے جس پر محکمہ ریلوے اور آتش گیر مادوں کا محکمہ غور کر رہا ہے۔

چھوٹی اور گھریلو صنعتیں

مرکزی حکومت نے صنعتی ترقیاتی قانون مجریہ ۱۹۶۰ء کے تحت ایسے صنعتی اداروں کی ترقی کی ذمہ داری قبول کی جن میں کام کرنے والوں کی تعداد ۵۰ یا اس سے زائد تھی۔

پہلے پنجسالہ منصوبے سے قبل صنعتی پالیسیوں کا مقصد یہ تھا۔ کہ چھوٹی صنعتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے کئی قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ان میں سے خاص طور پہ ٹیکسوں میں کمی اور درج ذیل کی سہولتیں بھی شامل تھیں۔

۱۔ دستی کھڈیوں پر تیار شدہ کپڑے کو ایکسائز ڈیوٹی سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔

۲۔ بجلی کی کھڈیوں کو جن میں چار یا اس سے کم کھڈیاں نصب ہوں انھیں بھی مندرجہ بالا مراعات دی گئیں۔

۳۔ ایسی گھریلو صنعتیں جن کی سالانہ پیداوار کی مالیت ۲۶۰۰۰ روپے یا اس سے کم ہو انھیں بکری ٹیکس سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

اس قسم کی سہولتوں کی وجہ سے گھریلو صنعتوں کو پنپنے کے مواقع فراہم ہوئے اور دستی کھڈیوں کی صنعت بہت ترقی کر گئی۔ کچھ عرصہ بعد جب سوتی دھاگے کی تقسیم اور قیمتوں پر کنٹرول نافذ کیا گیا تو اس قسم کی بے شمار کھڈیاں بیکار ہو گئیں چنانچہ ۱۹۵۵ء میں ان صنعتوں سے متعلق تحقیق کرنے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس نے تحقیق کے بعد انکشاف کیا کہ اس قسم کی ۶۲۳۵ کھڈیاں مغربی پاکستان میں نہ چل رہی ہیں لیکن ان سے آمدن بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے۔ جب سوتی دھاگے پر سے کنٹرول ہٹایا گیا تو اس وقت بہت سی دستی کھڈیوں نے کام کرنا ختم کر دیا تھا اور صرف وہی کھڈیاں قائم تھیں جو خاص قسم کی مصنوعات تیار کرتی تھیں۔

حکومت نے ریشمی کپڑے کی صنعت سے متعلق بھی رعائتی پالیسی اختیار کی ریشمی کپڑا بنانے والی کھڈیوں کے لیے بہت سے لائسنس جاری کیے چنانچہ اس صنعت نے شروع میں بہت ترقی کی لیکن کچھ عرصے کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ ان صنعتوں کے پنپنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں مندرجہ بالا مراعات نسبتاً کم مہیا کی جائیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں۔ جب ریشمی کپڑے کی صنعت کو بونس پالیسی کے تحت کر دیا گیا تو ایسے بہت سے صنعتی ادارے بند ہو گئے اور صرف آدھا درجن کے قریب صنعتیں باقی رہیں۔

پہلے پنجسالہ منصوبہ میں گھریلو صنعتوں کی ترقی کے لئے جو اسکیمیں مرتب کی گئیں اُن کے لئے ۲۵ ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔ اس پالیسی کے تحت ۲ چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشنیں۔ ایک کراچی کے فیڈرل ایریا میں اور دوسری اور کسی مقام پر قائم ہونا تھی۔ لیکن صرف کراچی کی کارپوریشن قائم ہو سکی جو صرف کاریگروں اور دستکاروں کو خام مال مہیا کرنے کا کام سرانجام دیتی تھی۔

گھریلو صنعتوں کی ترقی سے متعلق کام کا آغاز صحیح طور پر دوسرے پنجسالہ منصوبہ منصوبہ میں کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت ایک جامع ترقیاتی پروگرام ۹۵ ملین روپے کی لاگت سے مرتب کیا گیا (اس لاگت میں اُن اسکیموں کا خرچ شامل نہیں ہے۔ جو قبائلی علاقے، آزاد کشمیر، شمالی علاقوں میں جاری تھیں یا جن سکیموں کی تکمیل کی وزارتِ صنعت براہ راست طور پر ذمہ دار تھی) اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے چھوٹی صنعتوں میں سرمایہ کاری کے لئے ایک اپنا الگ پروگرام بنایا جس کے لئے ۹۲ ملین روپے مختص کئے گئے جن میں ۵۸ ملین روپے کا زرمبادلہ بھی شامل تھا۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کی طرح دوسرے پنجسالہ منصوبہ میں بھی چھوٹوں صنعتوں کی کارپوریشن کی تشکیل کی سفارش کی گئی تھی۔ چنانچہ یہ کارپوریشن ۱۹۶۰ء میں قائم ہوئی۔ اس کے دو سال بعد کراچی کی کارپوریشن کو بمعہ اس کارپوریشن کے مغربی پاکستان صنعتی کارپوریشن میں مدغم کر دیا گیا اور بعد میں ان کا علیحدہ شعبہ چھوٹی صنعتوں کے ڈویژن کے نام سے وجود میں آیا جو دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے اواخر تک قائم رہا۔

[illegible]

یہاں آئی۔ڈی۔اے کے تحت ۶،۵ ملین اسٹرلنگ کے قرضے کا ذکر ضروری ہے جو گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے صنعتی علاقوں کے لئے اور چار تربیتی اداروں کی تشکیل کے لئے مہیا کیا گیا۔ دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے دوران اس قرضے کے استعمال کی رفتار سست رہی مگر کارپوریشن کے قائم ہونے کے بعد اس قرضہ کو پوری طرح استعمال میں لایا گیا۔

مندرجہ بالا کارپوریشن ان صنعتی اداروں کے علاوہ کئی دیگر اداروں کو بھی امداد دیتی ہے۔

دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران ایک اور اہم کام سروس سنٹر کا قیام تھا۔ اس پروگرام کے تحت چھوٹی صنعتوں سے متعلق سرمایہ کاری میں رہنمائی کے لئے چھوٹی صنعتوں کا ایک ادارہ لاہور میں قائم کیا۔ اس کے علاوہ سات سروس سنٹر قائم کئے گئے جن میں سے دو انجنیئرنگ کے ادارے، گوجرانوالہ اور کراچی میں اور دو کپڑے کی صنعت سے متعلق ادارے ملتان اور کراچی میں اور باقی تین اداروں میں سے ایک ایک کٹلری کا نظام آباد میں کھیلوں کے سامان کے متعلق سیالکوٹ میں اور سرامکس کا ادارہ گجرات میں قائم کیا گیا۔ یہ مراکز تحقیق، تربیت اور اوزاروں کی فراہمی کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ اس نوعیت کے اداروں پر سال رواں میں ۲۱۰ لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کی گئی۔

کارپوریشن، تربیت، تحقیق اور مشورہ وغیرہ جیسی خدمات کا کوئی معاوضہ نہیں لیتی یہ صرف سامان کی قیمت لیتی ہے۔

۱۹۶۵-۶۶ء کے دوران میں کارپوریشن کو مختلف سامان کی فروخت سے ۳،۶۱ لاکھ روپے اور ۶۷-۱۹۶۶ء میں ۱۰،۰ لاکھ روپے حاصل ہوئے۔

کارپوریشن دستکاریوں کی ترقی کی بھی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ اس نے دستکاریوں سے متعلق پروگرام کو نئے سرے سے ترتیب دیا تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔ لاہور میں دستکاریوں کا مرکز ایک اہم ادارہ ہے۔ حکومت نے ایک پروگرام کے تحت مختلف دستکاریوں کے مراکز کی تشکیل نو کا کام شروع کیا چنانچہ لاہور کے مرکز میں ڈیزائن ریسرچ شاپ کا اضافہ کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء سے اسی مرکز نے ۸۱۷ مختلف اقسام کے نمونے اور ۵۲۲ فوٹو ٹائپ ڈیزائن مہیا کیں۔ چنانچہ دستکاریوں کے نمونوں میں جو اصلاح

ہوئی ہے اس سے ملکی اور غیر ملکی فروخت میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔

اس کے علاوہ کارپوریشن نے سابقہ ایس آئی-ڈی/ڈبلو-پی آر آئی-ڈی-سی کے ۱۲ دستکاری کے ترقیاتی مراکز کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ یہ مراکز ڈیرہ اسماعیل خاں، راولپنڈی، مری، لاہور، ملتان، بہاولپور، خیرپور، ہالہ، کوئٹہ، لورالائی اور قلات میں واقع ہیں۔ کارپوریشن نے مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعہ ان مراکز کی مزید اصلاح کی :-

۱- ۶۶-۱۹۶۵ء میں ۸۱ تربیت پانے والوں کی تعداد کو بڑھا کر ۶۷-۱۹۶۶ء میں ۱۰۵ کر دیا گیا۔

۲- تربیت پانے والوں کو عملی کام سے روشناس کرانے کے لئے پروڈکشن یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

۳- ان اداروں کو لیبارٹری کے طور پر استعمال کیا جانے لگا تاکہ مختلف فنی کاموں میں عمدہ طریق عمل وضع ہو سکے۔

اس وقت مغربی پاکستان میں ۹ دستکاریوں کی دکانیں بمقام سوات، پشاور، راولپنڈی، لاہور، ملتان، حیدرآباد اور تین کراچی میں قائم ہیں۔ انہوں نے دستکاریوں کی صنعت کو فروغ دینے میں اچھا کردار ادا کیا ہے۔

قالین سازی کی صنعت گھریلو صنعتوں میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس سے دو کروڑ روپے سالانہ کا زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ قالین سازی کی صنعت کی ترقی کا انحصار زیادہ سے زیادہ کاریگروں، نمونہ سازوں اور قالینی سوت کی فراہمی پر ہے۔ چنانچہ کارپوریشن ۱۰ قالین کے مراکز بمقام پشاور، گوجر خاں، بہاولپور، لیہ، ڈی-جی خاں، حیدرآباد، ٹھٹھی، ننکی، اچمن اور بنوں میں قائم کر چکی ہے جہاں کاریگر تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کارپوریشن نے اس صنعت سے متعلق مرتب کردہ پروگرام میں مزید ترامیم کی ہیں۔ تاکہ ان اداروں کی کارگردگی بڑھ سکے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

١- ٦٥-١٩٦٤ء میں تربیت پانے والے افراد کی تعداد ١٣٠ تھی۔ جبکہ ٦٧-١٩٦٦ء میں ان کی تعداد تجاوز کرکے ١٥٢ ہوگئی۔

٢- پشاور، گوجرخاں، ڈیرہ غازی خاں اور حیدرآباد کے مراکز کو پروڈکشن یونٹ میں تبدیل کردیا گیا اور ہر ایک میں ٥٠ کھڈیوں کو نصب کیا گیا۔ ان مراکز سے ٦٧-١٩٦٦ء کے دوران میں ٥ لاکھ روپے کی مالیت کی مصنوعات تیار کرنے کا اندازہ ہے۔

٣- مرکزی دفتر کے مارکیٹنگ ونگ کی وساطت سے اس صنعت سے متعلق سامان کو یکمشت خریدنے کا انتظام کیا گیا۔

٤- لاہور کے دستکاری مراکز میں قالین کے نمونہ سازی کا شعبہ قائم کیا گیا۔

گذشتہ بیس ماہ میں قالینوں کی برآمد کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ ٦٦-١٩٦٥ء کے دوران میں ١٢٦٦ ملین روپے کی مالیت کی قالینیں برآمد کی گئیں۔ موجودہ سال ان کی برآمد سے ٤٠ ملین روپے حاصل ہونے کی توقع ہے۔

کم ترقی یافتہ علاقوں میں اس صنعت کے فروغ کے لئے کارپوریشن نے کئی مراکز قائم کئے۔ ان مراکز میں اُون کے مراکز بمقام مستونگ اور جرید (دادی کاغان) اپٹی اور ڈگ نیٹ کے مراکز، سوات اور دیر میں کپڑے کا مرکز موضع ارمار نزد پشاور، ظروف سازی کا مرکز بمقام لسونگری نزد بنّی، چٹائی کا مرکز بمقام کوٹ اُدو، لکڑی اور لوہے کا مرکز بمقام بنّی شامل ہیں۔ یہ مراکز ہر سال ٩٥ تربیت یافتہ کاریگر فراہم کرتے ہیں۔ کارپوریشن تقریباً ٥٠٠ کاریگر اور فنکار ہر سال مہیا کرتی ہے۔ تربیت کے دوران مختلف کاریگر دو ملین روپے کی مالیت کا سامان تیار کرتے ہیں۔

گھریلو دستکاریوں کی ترقی کے سلسلے میں کارپوریشن مختلف قسم کا خام مال برآمد کرتی ہے اور اسے مختلف اداروں فنکاروں اور کاریگروں کے پاس فروخت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کارپوریشن مختلف صنعتی اداروں کا سروے بھی کرتی ہے اور ہر ایک کیلئے خام مال اور پرزوں کی تعداد مقرر کرتی ہے۔

نجی اداروں میں صنعتی ترقیات

۱۹۶۵-۶۸ء کے دوران نجی اداروں میں صنعتی ترقیات کی رفتار نہایت حوصلہ افزا رہی تیسرے پنجسالہ منصوبے کی مدت میں ان اداروں سے متعلق صنعتوں میں نہ صرف مطلوبہ مقاصد کے مطابق ترقی ہوئی بلکہ ان صنعتوں کے پھیلاؤ کی موجودہ رفتار ہر لحاظ سے اطمینان بخش ہے۔ چنانچہ اب تک درج ذیل صنعتوں میں پنجسالہ منصوبے کے دوران تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

شکر

سگریٹ

کپڑے کی مل

پٹ سن کی مصنوعات

ڈناٹیلون کے کپڑے کی مل، کیمیائی ترکیب سے کپڑے کی تیاری

موزے بنیان کی صنعت

چھپائی و اشاعت

رنگ سازی کے بنیادی ادارے

ادویات سازی

صابن اور مصفی اشیاء

مخصوص تیل

اوزار وغیرہ

دستی اوزار

تار مصنوعات

(بوئلرز۔ پیپر یسرز) گرم پانی کے ظروف وہوا اور گیس کے دباؤ ڈالنے والے ظروف

ٹرانسفارمر

برقی مصنوعات

مشینی گاڑیاں

سرجری طبی اور دندان سازی کے اوزار

صنعتی شعبوں کے ضابطے

مغربی پاکستان میں متعدد ادارے پہلے ہی چلائے جا رہے تھے۔ جن میں سے باہر سے خام مال درآمد کرنے والے ۹۲ اداروں کو لائیسنسوں کی سہولتیں دے کر باضابطہ کیا گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) ملیں	=	۱۰
(۲) انجنیئرنگ	=	۳۹
(۳) کیمیائی اور خوراک	=	۲۳
(۴) مختلف صنعتیں	=	۱۰
میزان	=	۹۲

صنعتی پیداوار

دوران سال صنعتی اداروں کی پیداوار میں قابل تعریف حد تک اضافہ ہوا ہے اور پیداوار کے اس بڑھتے ہوئے تناسب سے صوبے کی ضروریات نہ صرف پوری ہوئیں بلکہ برآمدات میں بھی اضافہ ہوا

صنعتی سروے

نظامتِ صنعت صنعتی اداروں کی کارکردگی کا مسلسل جائزہ لیتی رہتی ہے تاکہ ان صنعتوں کے لئے درآمد

کئے جانے والے خام مال کی ضروریات کا اندازہ ہو سکے اور یہ بھی معلوم ہو سکے کہ ان میں پیداوار بڑھنے کی کتنی استعداد ہے۔ اس نظامت نے دوران سال مختلف صنعتوں کی کارکردگی کا جو جائزہ لیا۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) ۱۹۰۰ شعبوں پر مشتمل ۳۰۵ صنعتوں کا موجودہ پیداوار اور ۷۰۵ شعبوں پر مشتمل ۵۹ صنعتوں کا استعداد کی بنیاد پر جائزہ لیا گیا۔

(ب) ۱۲۹ نئی صنعتوں کے قیام کے لئے سروے جماعتوں کی تشکیل کی گئی۔ اس جائزے کا کام ۶۹-۱۹۶۸ء کے دوران مکمل ہوگا۔

(ج) مندرجہ ذیل صنعتوں کے جائزہ کی تفاصیل مرتب کی جا رہی ہیں:-

صنعتیں		یونٹوں کی تعداد	
(۱) مشینوں کے پرزے	=	۲۰	کارخانے
(۲) برقی آلات و متعلقہ اشیا	=	۲۹	"
(۳) منجن	=	۶	"
(۴) تہ ہو جانے والے اور سخت ٹیوبیں ایلومینیم کے کیپ	=	۴	"
(۵) ویلڈنگ	=	۴	"
(۶) پارچہ جات کی رنگائی چھپائی	=	۱۰۲	"
(۷) چھاپہ خانے	=	۱۰۰	"
(۸) عینکوں کے فریم	=	۱۶	"
(۹) ریڈیو کے پرزے جوڑنا	=	۹	"
(۱۰) بلیڈ۔ ریزر وغیرہ	=	۵	"
(۱۱) گوند وغیرہ	=	۴	"
(۱۲) شیشے کی صنعت	=	۲۱	"

(د) ۵۴۱۶ صنعتوں کو سروے کے فارم دیئے گئے۔

(ہ) ۸۵۹ صنعتی کارخانوں کے لئے سروے کارڈ تیار کئے گئے۔

(و) ۵۱۰ صنعتی کارخانوں کو جو بند پڑے تھے یا جن کا کام تسلی بخش نہ پایا گیا، صنعتی فہرست سے خارج کر دیا گیا۔

اس پالیسی کے نتیجے میں ۳ کروڑ روپے کے زرمبادلہ کی بچت ہوئی۔

صنعتی علاقے

حکومت نے ۴۳۹.۰۰ لاکھ روپے کی لاگت سے چھ صنعتی علاقے قائم کرنے کی منظوری دی۔ تاکہ کم ترقیاتی علاقوں میں بڑے اور درمیانے درجہ کی صنعتوں کو ترقی دی جا سکے۔ یہ علاقے ۱۹۷۰ء کے اواخر میں مکمل ہوں گے۔ نیشنل اکنامکس کونسل کے ترجیحی پروگرام کے مطابق جہلم، رحیم یار خاں اور سرگودھا میں صنعتی علاقوں کے قیام کے منصوبوں کو فی الحال ملتوی کر دیا گیا ہے۔

۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران جن دوسرے صنعتی علاقوں کو قائم کیا جا رہا ہے ان کی نگرانی کا مختصر خاکہ مندرجہ ذیل ہے:۔

صنعتی علاقہ پشاور

اس صنعتی علاقہ کے قیام پر اخراجات کا تخمینہ ۶۲ لاکھ روپے ہے۔ اس منصوبہ کا ایک تہائی کام مکمل ہو چکا ہے۔ ۱۹۶۷-۶۸ء کے آخر تک اس علاقہ کے ۸۶۸ ایکڑ رقبہ کی ترقیات پر ۲۲.۴۲ لاکھ روپے صرف ہوئے۔

صنعتی علاقہ ملتان

اس صنعتی علاقے کے قیام پر اخراجات کا تخمینہ ۸۴ لاکھ روپے ہے۔ اس علاقہ کے تحت ۱۴۱۰

ایکڑ رقبہ کی ترقیات پر ۶۸-۱۹۶۷ء کے آخر تک ۳۰٫۳۸ لاکھ روپے صرف ہوئے۔

صنعتی علاقہ سکھّر

اس سکیم کا رقبہ ۱۰۶۷ ایکڑ ہے۔ اس پر ۷۳ لاکھ ۴۰ ہزار روپے لاگت آئے گی۔ مبلغ ۲۴٫۵۲ لاکھ روپے کی لاگت سے سکیم کا ایک تہائی حصہ پہلے ہی مکمل کر لیا گیا ہے۔

نئی سکیمیں

اس کے علاوہ حکومت نے مزید درمیانے درجہ کے ۲ صنعتی علاقوں کے قیام کی منظوری دی ہے جن میں سے ایک کورنگی (کراچی) میں پیٹرو کیمیکل کمپلیکس قائم کرنے کے لئے دوسری شیخوپورہ میں جس میں ۱۳۰۰ ایکڑ رقبہ کو ترقی دی جائے گی مبلغ ۱۳۶٫۳۱ لاکھ روپے کے اخراجات ہوں گے۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام

۶۸-۱۹۶۷ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت نظامتِ صنعت و حرفت نے مندرجہ ذیل سکیموں کو ترقی دی۔

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ اور عرصہ تکمیل	۶۸-۱۹۶۷ء کیلئے جو رقم مختص کی گئی		
			سرمایہ	آمدن	کل رقم (لاکھوں روپوں میں)
	جاری سکیمیں				
۱	مغربی پاکستان کی معیار پرکھنے کی تنظیم	۱۰٫۲۶ لاکھ روپے برائے ۷۰-۱۹۶۹ء	۰٫۴۰	۱٫۴۰	۱٫۸۰
۲	گورنمنٹ انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری متعلقہ ورکشاپ کی تنظیم نو	۲۴٫۲۴ " "	۶٫۰۰	۲٫۰۰	۸٫۰۰
۳	صنعتی علاقہ سکھّر	۳٫۴۰ " "	۱۰٫۰۰	-	۰٫۰۰

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ اور عرصہ تکمیل	۱۹۶۷-۶۸ء کیلئے جو رقم مختص کی گئی: سرمایہ	آمدن	کل رقم (لاکھ روپوں میں)
۴	صنعتی علاقہ پشاور	۲۰ء۶۲ لاکھ روپے برائے ۱۹۷۰ء	۱۸ء۰۰	—	۱۸ء۰۰
۵	صنعتی علاقہ ملتان	۸۴ء۰۰ " " " سنہ ۱۹۷۰ء	۱۵ء۰۰	—	۱۵ء۰۰
۶	صنعتی علاقہ جہلم	۹۱ء۰۰ " " " سنہ ۱۹۷۰ء	۲۰ء۰۰	—	۲۰ء۰۰
۷	صنعتی علاقہ رحیم یار خاں	۶۲ء۲۰ " " سنہ ۱۹۷۰ء	۵ء۰۰	—	۵ء۰۰
۸	صنعتی علاقہ سرگودھا	۶۲ء۲۰ ———	۵ء۰۰	—	۵ء۰۰
۹	صنعتی تعلیم کے لئے وظائف	———	—	۰ء۲۷	۰ء۲۷
۱۰	اندرونی اور بیرونی سیوریج اور سینٹری نظام کی تعمیر	———	—	۰ء۳۲	۰ء۳۲
۱۱	گورنمنٹ ڈول سپننگ اور ڈیولپمنٹ و ٹریننگ سنٹر جھنگ	۱۰ء۰۰ " " سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء		۸ء۰۰	۸ء۰۰
	میزان	۳۸۰ء۳۰	۷۹ء۴۰	۱۱ء۹۹	۹۱ء۳۹
	نئی سکیمیں				
۱	گورنمنٹ ڈیوننگ اور فنشنگ سنٹر شاہدرہ کی تنظیم نو و توسیع	۳ء۰۰ " " سنہ ۱۹۶۸-۶۹	۲۱ء۵۰	—	۲۱ء۵۰
۲	صنعتی علاقہ کورنگی کراچی برائے پیٹرو کیمیکل کمپلیکس	۲۵ء۰۰ " " سنہ ۱۹۷۳-۷۴	۳۰ء۰۰	—	۳۰ء۰۰
۳	صنعتی علاقہ شیخوپورہ	۱۰۰ء۰۰ " " سنہ ۱۹۷۳-۷۴	۷ء۵۰	—	۷ء۵۰
۴	صدر دفتر سے متعلقہ عمارت کا انہدام اور اسکی جگہ پر سہ منزلہ عمارت کی تعمیر	۵ء۳۸ " " سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء	۵ء۳۸	—	۵ء۳۸

نمبر شمار	سکیم کا نام	تخمینہ اور عرصہ تکمیل	۶۸-۱۹۶۷ء کیلئے جو رقم مختص کی گئی: سرمایہ	آمدن	کل رقم لاکھوں میں
۵	صدر دفتر کی بارکوں کا انہدام اس کی جگہ پر سہ منزلہ عمارت کی تعمیر	۳٫۸۹ لاکھ روپے برائے سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	۳٫۸۹	-	۳٫۸۹
۶	صدر دفتر کی کینٹین کے سامنے خالی قطعہ میں سہ منزلہ عمارت کی تعمیر	۳٫۰۰ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	۳٫۰۰	-	۳٫۰۰
۷	ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ صنعت و حرفت پشاور ریجن پشاور کے دفتر میں چھ کمروں کی تعمیر	۰٫۵۴ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۵۴	۰٫۵۴
۸	ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ صنعت و حرفت پشاور ریجن پشاور کے دفتر میں شوروم بشمولہ گیلری، سیل شاپ سپرنٹنڈنٹ کا دفتر معہ بیت الخلا اور چوکیدار کے کمرہ کی تعمیر	۰٫۵۱ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۵۱	۰٫۵۱
۹	گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ سنٹر شاہدرہ میں لائبریری کے تین کمروں کی تعمیر	۰٫۳۰ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۳۰	۰٫۳۰
۱۰	ویونگ فیکٹری میں موجود پرائمری سکول میں ایک اضافی کمرہ کی تعمیر	۰٫۱۲ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۱۲	۰٫۱۲
۱۱	ڈائنگ سیکشن میں چار سکرین پرنٹنگ میزوں معہ حرارت کے انتظام کی تعمیر	۰٫۱۲ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۱۲	۰٫۱۲
۱۲	چھوٹے چھوٹے کام (غیر رہائشی)	۰٫۶۲ " " سنہ ۶۸-۱۹۶۷ء	-	۰٫۶۲	۰٫۶۲
	میزان	۳۹۴٫۴۸	۷۱٫۲۷	۲٫۲۱	۷۳٫۴۸

اشیاء کی فراہمی

محکمہ صنعت و تجارت کے شعبہ رسد نے سرکاری محکموں اور نیم خود مختار اداروں کی معرفت مختلف اشیاء فراہم کرنے کا کام جاری رکھا۔ فروری ۱۹۶۸ء کے آخیر تک چار کروڑ روپے کی مالیت کی اشیاء بشمول ۵۰ء۱ کروڑ روپے کا درآمد شدہ مال خریدا گیا۔ جو اشیاء خریدی گئیں ان میں سے کچھ (بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی) ۱۵۸۰ اور امریکی قرضہ کے تحت اور کچھ اشیاء کے تبادلہ کے تحت حاصل کی گئیں۔ زیر تبصرہ سال کے دوران کل ۱۲ء۱۰ کروڑ روپے کی مالیت کے سامان کی خریداری ہونے کی توقع ہے۔

برآمدات

مغربی پاکستان میں تیار شدہ مال کی برآمدات میں بہت اضافہ ہو چکا ہے۔ پاکستان میں یکم جولائی ۱۹۶۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۶۸ء تک کی کل مجموعی ۴۸ء۱۱۲۹ ملین روپے کی برآمدات مغربی پاکستان سے ہوئیں جب کہ اس مدت میں پاکستان کی کل برآمدات ۶۹ء۲۳۱۳ ملین روپے کی مالیت کی تھیں۔

مخصوص ادارے

محکمہ صنعت و حرفت اور کامرس کی نظامت کے تحت جو مخصوص ادارے چل رہے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ سنٹر شاہدرہ۔

(۲) گورنمنٹ وولن۔ سپننگ ویونگ ڈیویلپمنٹ کم ٹریننگ سنٹر جھنگ

(۳) گورنمنٹ کارپٹ ڈیویلپمنٹ سنٹر لاہور

(۱) گورنمنٹ ویونگ اینڈ فنشنگ سنٹر شاہدرہ

زیر تبصرہ سال کے دوران ۳۸ طلباء نے ویونگ میں ڈپلوما کورس مکمل کیا۔ ۲۳ طلباء نے پارچہ جات کی

رنگائی کے فورمین شپ کا کورس مکمل کیا۔ اس کے علاوہ یکم جولائی ۱۹۶۷ء سے ۲۹ فروری ۱۹۶۸ء کے دقفے کے دوران اس ادارے میں ۳۵،۰۰۶،۸۰۰ گز کپڑا تیار ہوا جس کی فروخت مالیت ۱۶،۵۰،۸۱۰،۰۰۰ روپے تک جا پہنچی۔

رنگ سازی کے شعبے میں ۲۱،۸۰،۲۶۰ پونڈ کپڑے اور ریشہ کی چھپائی اور رنگائی وغیرہ کی گئی۔

(۲) گورنمنٹ وول سپننگ ویونگ ڈیویلپمنٹ اینڈ ٹریننگ سنٹر جھنگ

یہ ادارہ اون میں سپننگ اور ویونگ کی تکنیکی تعلیم و تربیت مہیا کرتا ہے۔ سال زیر تبصرہ کے دوران ۱۱ طلباء نے ۲ سالہ ڈپلوما کورس کی تربیت حاصل کی اور ۷ طلباء نے فنی مہارت میں ایک سالہ کورس کی تربیت حاصل کی۔

(۳) گورنمنٹ کارپٹ ڈیویلپمنٹ سنٹر لاہور

اس ادارے میں قالین بُننے کی تربیت دی جاتی ہے۔ دوران سال تبصرہ ۱۳ طلباء نے سرٹیفکیٹ کے ایک سالہ کورس کی تربیت حاصل کی۔ اس کے تجارتی شعبے میں کُل ۲۵،۰۰۰،۰۰ روپے کے قالین فروخت ہوئے۔

علاوہ ازیں محکمہ صنعت و حرفت کی نظامت کے تحت مغربی پاکستان ٹیکسٹائل ٹیکنالوجی لائل پور کے مسائل کی دیکھ بھال کی جا رہی ہے۔

ضمیمہ

صنعتی پیداوار دوران سال ۱۹۶۷-۶۸ء

(دوران سال ۱۹۶۷-۶۸ء یکم جولائی ۱۹۶۷ء تا اپریل ۱۹۶۸ء)

بڑی صنعتوں میں پیداوار کا خاکہ مندرجہ ذیل ہے

نمبر شمار	مدات/ اشیاء	پیداوار، کارخانے	یکم جولائی ۱۹۶۷ء تا اپریل ۱۹۶۸ء
۱	ٹیکسٹائل۔ پارچہ جات	۰۰۰ مربع گز	۱۰۸،۰۳،۶۰ روپے

نمبر شمار	(مدات) اشیاء	پیداوار، کارخانے	عرصہ یکم جولائی ۱۹۶۸ء تا [illegible]
۲	سوتی دھاگہ	۰۰۰ پاؤنڈز	۳،۹۸،۲۳۵ روپے
	کاغذ اور گتہ		
۳	گتہ	ٹن	۶،۲۰۲ روپے
۴	ریشم اور ریشمی کپڑا	۰۰۰ مربع گز	۴۷،۰۹۹ روپے
۵	سائیکل، ٹائرز، ریڈیوز	۰۰۰ نمبر	۲،۹۹۹ / ۹۲،۱۵۰ روپے
۶	سگریٹ	ملین میں	۱۵،۸۳۶ روپے
۷	ماچس	۰۰۰ گرس ۴۰و۵۰-تیلیوں ڈبے	۵۲۵ روپے
۸	خوردنی تیل اور اس کی مصنوعات	ٹن میں	۶،۴۰،۶۴۵ روپے
۹	سمندری نمک	۰۰۰ ٹن	۲۸۱ روپے
۱۰	کھانڈ، شکر	ٹن	۲،۳۹،۸۹۱ روپے
۱۱	**کھاد**		
	(الف) یوریا	ٹن	۳۹،۳۶۳ روپے
	(ب) سپر فاسفیٹ	ٹن	۶،۱۸۰ روپے
	(ج) امونیم سلفیٹ	ٹن	۴۰،۴۰۸ روپے
۱۲	**کیمیائی اشیاء**		
	(الف) سوڈا ایش	ٹن	۳۹،۳۳۹ روپے
	(ب) کاسٹک سوڈا	ٹن	۱۵،۹۴۸ روپے
	(ج) سلفیورک ایسڈ	ٹن	۱۵،۹۶۰ روپے
	(د) کلورین گیس	ٹن	۱،۲۳۹ روپے
۱۳	سیمنٹ	۰۰۰ ٹن	۱،۰۶۰۳ روپے

نمبر شمار	(مدات) اشیاء	پیداوار، کارخانہ	پیداوار عرصہ یکم جولائی ۱۹۶۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۶۸
۱۴	سیفٹی ریزر وبلیڈز	۰۰۰ نمبر	۵۹۹،۹۳،۱ روپے
۱۵	رنگ سازی کا روغن	اگیلن	۴۹۳،۴۰،۹ روپے
۱۶	الکوہل - بیوریجز اور سپرٹ		
	(ا) سپرٹ	لنڈن پروف گیلن	۹۰۸،۸۶،۵۴ روپے
	(ب) الکوہل بیوریجز	// //	۱۱۰،۵۲،۴ روپے

ضمیمہ نمبر ۲

مغربی پاکستان میں تیار شدہ مال کی برآمدات
از یکم جولائی ۱۹۶۷ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۶۸ء

اشیاء صرف

۰۰۰ روپوں میں

نمبر شمار	اشیاء صرف	قیمت
۱	اناج سے بنی ہوئی اشیاء مثلاً آٹا - دلیا وغیرہ اور پھلوں اور سبزیوں سے تیار شدہ اشیاء	۱،۸۳۱
۲	پھلوں کو محفوظ کرنا اور ان سے متعلق اشیاء	۶۹
۳	تازہ سبزیاں - اور اُن کو تازہ رکھنا - محفوظ کرنا - معہ خشک سبزیاں - آلو شلغم مُولی - گاجر - موٹی جڑ والی سبزیاں اور دوسری خوردنی سبزیاں۔	۲۲۸
۴	شکر اور شہد	۳،۸۰۷

... روپوں میں

نمبر شمار	اشیاء صرف	قیمت
۵	سبزیاں مولی۔ گاجر۔ شلغم۔ آلو کو محفوظ کرنا۔ این سی ایس کے تحت ہوا بند ڈبوں میں بند کرنا	۹۲۱
۶	مویشیوں کا چارہ (جس میں پسا ہوا اناج شامل نہیں)	۱۵٫۴۳۹
۷	غذا سے متعلق مصنوعات (این۔سی۔ایس)	۳٫۰۲۸
۸	کھانڈ کی مٹھائیاں اور کھانڈ کی دوسری مصنوعات	۳٫۳۵
	مشروبات اور تمباکو	
۹	الکوہل سے بنے ہوئے مشروبات	۷۹۹
۱۰	تمباکو	۱۲٫۳۶۶
۱۱	تیار شدہ تمباکو	۸٫۰۲۷
۱۲	الکوہل کے بغیر مشروبات	۱۱۷
	ایندھن کے علاوہ غیر خوردنی خام مال	
۱۳	تیلوں کے بیج۔ مثلاً مونگ پھلی، ناریل وغیرہ	۲٫۱۶۰
۱۴	ٹیکسٹائل کے لئے ردی مال۔ دھجیاں۔ ردی کپڑے	۱۳۹
۱۵	معدنی ایندھن۔ چکنا کرنے والے ایندھن اور ان سے متعلقہ مال	۲۳٫۹۹۰
۱۶	ادویات	۲۱٫۱۷۸
۱۷	چمڑا	۵۶٫۶۰۰
۱۸	چمڑا تیار کرنے والی اشیاء یا مصنوعی چمڑا	۱٫۰۶۱۴
۱۹	ربڑ کا مال	۴۲۳

اسشیائے صرف ۰۰۰ روپوں میں

نمبر شمار	اسشیائے صرف	قیمت
۲۰	کاغذ اور گتہ کی اشیاء	۱۸۴
۲۱	کاغذ اور گتہ	۱۰۹
۲۲	ٹیکسٹائل کا دھاگہ و ڈوریاں	۱۵۲،۱۹۴
۲۳	تنگ اور خاص کپڑوں کے علاوہ ٹیکسٹائل میں بنا ہوا کپڑا	۱۳۲۵۴۳
۲۴	ٹیکسٹائل میں دوسری قسم کا کپڑا	۴۵۸۴۳
۲۵	تلہ - لیس - کڑھائی وغیرہ	۴۶۱
۲۶	ٹیکسٹائل کا خاص قسم کا کپڑا اور متعلقہ مصنوعات	۱،۴۴۰
۲۷	ٹیکسٹائل میں مکمل ہونے والی اشیاء	۱۷،۲۲۸
۲۸	آٹا محفوظ کرنے والے موٹے کپڑے	۲۳،۵۹۹
۲۹	لکڑی، سمینٹ اور دوسرا تعمیری سامان	۸،۴۷۵
۳۰	موتی گری - زر دوزی گری اور اوپیڑنا	۹۵۳
۳۱	کیل - پیچ - نٹ اور متعلقہ سامان	۳۴۸
۳۲	این - ای - ایس کے ڈھانچے اور اُس کے حصوں کو مکمل کرنا۔	۱۷۷
۳۳	چھری - کانٹے - چمچ وغیرہ	۲،۳۴۲
۳۴	گھریلو سازو سامان	۱،۵۲۰
	مشینری اور ٹرانسپورٹ کے آلات	
۳۵	بجلی کے علاوہ پاور جنریٹنگ مشینری	۹۵۱
۳۶	دھات بنانے والی مشینری	۲۶۳

... روپوں میں

نمبر شمار	اشیائے صرف	قیمت
۳۷	خاص صنعتوں کے لئے مشینیری	۲۷۵
۳۸	بجلی اور فنی حصوں کے علاوہ مشینیری اور اس کے اجزاء	۵۶۵
۳۹	الیکٹرک مشینیری اور سوچ اور گیئر وغیرہ	۳۴۷
۴۰	بجلی کی تقسیم اور منتقلی کے آلات	۳،۸۵۴
۴۱	ٹیلی کیمونی کیشن کے آلات	۵۹۷
۴۲	گھریلو بجلی کے آلات	۱،۲۳۸
۴۳	جہاز اور کشتیاں	۱۹۶
۴۴	موٹروں کے علاوہ دوسری گاڑیاں	۱۴۱
۴۵	سڑک پر چلنے والی موٹر گاڑیاں	۱۸۵
۴۶	دوسری بجلی کی مشینیری اور آلات	۵۹۳
	متفرق تیار ہونے والی اشیاء	
۴۷	سینٹری۔ نل۔ ہیٹروں۔ روشنی کے جوڑے والے آلات و پرزے	۵۷۸
۴۸	کپڑے	۹،۵۵۹
۴۹	سائنسی اور ڈاکٹری اوزار اور سامان	۸،۶۴۰
۵۰	چھپا ہوا سامان	۱،۲۳۷
۵۱	میوزک کے آلات و متعلقہ ضروری اشیاء (ریکارڈ۔ پروڈیوسرز)	۵۷۴
۵۲	پلاسٹک کی مصنوعات	۴۱۷
۵۳	بچوں کے جھولے۔ کھلونے۔ کھیل کود کا سامان	۱۶،۱۴۲

اشیائے صرف

... روپوں میں

نمبر شمار	اشیائے صرف	قیمت
۵۴	سامانِ طباعت و تحریر	۵۴۳
۵۵	سونے، چاندی کے زیورات	۱۳۳
۵۶	این - ای - ایس - اشیاء	۱۰،۱۱۷
۵۷	اشیاء صرف (جو قسم کے لحاظ سے تخصیص شدہ نہیں)	۳،۱۸۳
۵۸	جفت سازی	۱۹،۵۸۶
۵۹	تیار شدہ نلیں	۴۹۲
۶۰	فرنیچر سازی	۱۸۴
۶۱	سفری بیگ تھیلے وغیرہ	۸۷۵

صنعتی عدالت

صنعتی جھگڑوں سے متعلق قانون کی ترمیم اور تصحیح کے لئے مغربی پاکستان کی حکومت نے ۱۹۵۹ء آرڈی نینس (ایل ڈی آئی) منسوخ کر کے ۸ مارچ ۱۹۶۸ء کو صنعتی جھگڑوں سے متعلق آرڈی نینس نافذ کیا۔ صنعتی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ۱۹۵۹ء کے ایل۔ ڈی۔ آئی آرڈی نینس کے تحت ایک کمیٹی قائم ہوئی اس قسم کے جھگڑوں کو اس طرح طے کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے انہیں مصالحاتی افسر کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور اگر وہ مقررہ وقت کے اندر دونوں فریقین کے مابین تصفیہ طے کرانے میں ناکام ہو جائے تو وہ ناکامی کا سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ چنانچہ جس فریق کے پاس یہ سرٹیفکیٹ ہوتا ہے وہ اس جھگڑے کو طے کرانے کے لئے صنعتی عدالت میں مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔ جو کہ متذکرہ آرڈی نینس کے سیکشن ۷ کے مطابق اس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔

اس سال کے آغاز ہی میں صنعتی عدالت میں اس آرڈی نینس کی مختلف دفعات کے تحت نئی اقسام کے ۱۴۴ مقدمات دائر کئے گئے۔ جن میں ۷ مقدمات رجسٹریشن سے متعلق تھے اور ایک مقدمہ کرمنل پینل کوڈ کی دفعہ ۱۵۱ کے تحت دائر کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس سال کے دوران جن صنعتی جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے عدالت سے رجوع کیا گیا وہ مندرجہ ذیل صنعتوں سے تعلق رکھتے تھے۔

(۱) پورے صوبہ میں پاکستان ویسٹرن ریلوے کی ذمہ داریاں۔

(۲) پشاور، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، راولپنڈی، لاہور، سرگودھا، ملتان، بہاولپور، کوئٹہ اور قلات کے ڈویژنوں کی روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن۔

(۳) ملتان، بہاولپور اور سرگودھا ڈویژنوں میں تمام دوسری صنعتیں۔

سال رواں کی پہلی چوتھائی میں عدالت نے متذکرہ آرڈی نینس کے تحت مختلف شعبوں کی ۵۲ درخواستوں کا تصفیہ کیا جبکہ اسی مدت میں ۱۰۸ انئی درخواستیں موصول ہوئیں۔

فرائض

یہ عدالت مغربی پاکستان ٹریڈیونین آرڈیننس ۱۹۶۸ء کے تحت اپیلیں بھی سنتی ہے۔

یہ عدالت ملازمتوں کے ۱۹۶۵ء کے آرڈیننس کے تحت لاہور میں انفرادی قوت کی عدالت کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اس کا دائرہ عمل صوبہ بھر میں پشاور، ڈیرہ اسمٰعیل خاں، کوئٹہ، ملتان، لاہور راولپنڈی، بہاولپور، سرگودھا، قلات کے ڈویژنوں اور ڈاکخانہ، ٹیلیفون اور مغربی پاکستان ریلوے تک پھیلا ہوا ہے۔

اسٹیشنری اور چھاپہ خانہ

صوبائی حکومت کی پرنٹنگ اور سٹیشنری کا شعبہ تمام صوبے کی ضروریات پوری کرتا ہے یہاں سے مختلف اقسام کے فارم، سٹینڈرڈ اور نان سٹینڈرڈ فارم، اکاؤنٹ اور خزانے کے فارم اور سپیشل فارم اور دوسرے مختلف قسموں کے رجسٹر مہیا کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کی تمام تصنیفات گزٹ، کتابچے اور کوڈ و بجٹ وغیرہ کی کتابیں شائع کی جاتی اور انھیں متعلقہ محکموں اور عوام کو مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف قسموں کے رجسٹر اور فارم چھاپ کر لوکل باڈیز اور یونین کونسلوں کو قیمتاً دیئے جاتے ہیں طلباء کے فائدے کیلئے ٹیکسٹ بک بورڈ نے کتابیں چھاپنے کا کام اسی محکمے کے سپرد کیا ہے اور یہ محکمہ پچھلے چھ سال سے پرائمری اور مڈل کلاسوں کے لئے کتابیں شائع کر رہا ہے۔

کتابیں چھاپ کر نمائندوں کو دی جاتی ہیں جو اپنے اپنے علاقے میں تمام صوبے میں دوکانداروں اور طلباء کے ہاتھوں بیچتے ہیں۔ طلباء کی دشواریوں کو مد نظر رکھ کر لاہور، پشاور کراچی، بہاول پور، خیرپور اور کوئٹہ میں سیل ڈپو کھولے گئے ہیں۔

اس مندرجہ بالا کام کے علاوہ یہ محکمہ گورنمنٹ کی منظور شدہ سالانہ رقوم کے مطابق مختلف محکموں کو تمام قسم کی سٹیشنری، کاغذ، سٹرا بورڈ اور ڈرائنگ کا سامان وغیرہ مہیا کرتا ہے۔ علاقائی چھاپہ خانوں کے علاوہ سٹیشنری کا سامان تمام مغربی پاکستان میں حکومت کے نیم خود مختار اداروں اور یونین کونسلوں کے دفاتر کو قیمتاً مہیا کیا جاتا ہے۔

یہ محکمہ درج ذیل چھاپہ خانوں، سٹیشنری دفاتر اور سیل ڈپوؤں پر مشتمل ہے۔

۱۔ مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس، سیل ڈپو، بک ڈپو لاہور

۲ - صوبائی سٹیشنری آفس لاہور
۳ - مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس سٹیشنری آفس، سیل ڈپو کراچی -
۴ - مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس، سٹیشنری آفس سیل ڈپو پشاور
۵ - مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس، سٹیشنری آفس، سیل ڈپو، بہاول پور
۶ - مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس - سٹیشنری آفس - خیرپور
۷ - مغربی پاکستان گورنمنٹ پریس، سٹیشنری آفس، سیل ڈپو منٹگمری
۸ - مغربی پاکستان گورنمنٹ سیل ڈپو - کوئٹہ

فارموں کی چھپائی اور سامان تحریر کی تمام صوبے میں ترسیل بہت مشکل کام ہے۔ مگر اس محکمہ کی تنظیم اور کارکنوں کی اہلیت اور کارگزاری اور ناظم طباعت و سامان تحریر کے تکنیکی مشورہ کی روشنی میں تمام کام خوش اسلوبی سے چل رہا ہے۔ اور تمام صوبہ کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

عوام کو حکومت کی سرگرمیوں سے روشناس کرانے کے لیے نئی پالیسی کے مطابق ہفتہ وار قومی اردو گزٹ کا اجرا عمل میں آتا ہے۔ جس میں اہم اعلانات اور عوام کی معلومات اور دلچسپی کا کافی سامان ہوتا ہے۔

حکومت مغربی پاکستان نے گورنمنٹ پریس بہاولپور میں توسیع کرنے اور فارم پریس لاہور کو کوٹ لکھپت میں منتقل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ جہاں ایک نئی ڈسٹرکٹ جیل تعمیر ہوئی ہے۔ گورنمنٹ پریس بہاولپور کی توسیع کے ساتھ چھاپہ خانہ کی کارکردگی بڑھ جائے گی۔ اور مختلف محکموں کی طرف سے سامان کی فرمائش خاطر خواہ پوری کی جا سکے گی۔ اس کے علاوہ فارم پریس کی کوٹ لکھپت کو منتقلی سے فارموں کی چھپائی اور ترسیل بھی بڑھ جائے گی۔ اور تب حکومت کے تمام محکموں کی فارموں اور رجسٹروں کی مانگ بھی احسن طریقے سے پوری ہو جائے گی۔

سرگودھا میں پرنٹنگ پریس کا قیام بھی زیر غور ہے۔ اور جب یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا تو قومی چھاپہ خانوں پر کام کا بوجھ بھی ہلکا ہو جائے گا۔ اور ان کی کارگردگی پر بھی خاصہ اثر پڑے گا۔ پچھلے سال سپیریل گودام لاہور مکمل ہو چکا ہے۔ اور فارم پریس کی منتقلی عمل میں لائی جا رہی

ہے۔ امید ہے کہ اس سال یہ کام بھی مکمل ہو جائے گا۔ سرگودھا میں نئی پرنٹنگ پریس کی تنصیب کی منظوری کا انتظار ہے۔ جونہی حکومت کی طرف سے اجازت دے دی گئی۔ فوراً اس کام پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ پرنٹنگ پریس بہاول پور کی توسیع کے لئے زمین خرید لی گئی ہے۔ اور اس پر کام جلد ہی شروع ہونے والا ہے۔

جو آجروں اور مزدوروں کے درمیان بہتر تعلقات قائم کرنے میں ممد ثابت ہو سکیں اور مزدوروں کے مسائل سمجھنے کے لیے اقدامات کرنا شامل ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران (۳۱ فروری ۱۹۶۸ء تک) اس ادارہ نے ۵ کورسوں کا انتظام کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) لیبر ایڈمنسٹریشن اور صنعتی تعلقات سے متعلق دو ماہ کا چھٹا تربیتی کورس۔

(۲) ۱۰ ہفتوں کا ساتواں تربیتی کورس برائے لیبر ایڈمنسٹریشن اور اس سے متعلقہ موضوعات

(۳) لیبر ایڈمنسٹریشن اور صنعتی تعلقات سے متعلق ایک ماہ کا ریفریشر کورس۔

(۴) مزدوروں کے معاوضہ کے قانون مجریہ ۱۹۲۳ء سے متعلق ایک ہفتہ کا ریفریشر کورس۔

(۵) اوزان اور پیمائش سے متعلق موضوعات پر دو ہفتہ کا ریفریشر کورس۔

گذشتہ سال ۱۰۸ افراد نے اس ادارہ میں تربیت حاصل کی تھی جن میں سے ۱۸ مزدوروں کے نمائندے تھے۔ اور ۱۳ ٹریڈ یونین کے نامزد کردہ افراد تھے۔ ۶۸ سرکاری افسران اور عملے کے افراد اور ۹ غیر سرکاری افراد تھے۔

مصالحت

نظامت کے مصالحتی افسروں نے آجروں اور مزدوروں کے درمیان صنعتی تنازعات کے پُر امن تصفیہ کے لئے قابلِ ستائش کوششیں کیں۔ صنعتی کارکنوں نے اس عرصہ میں ۱۴۴ مرتبہ ہڑتال کی اور صوبے کے مختلف اداروں میں ۴ مرتبہ کارکنوں نے کام پر نہ جانے کا اعلان کیا۔ مصالحتی کوششوں کی وجہ سے بیشتر ہڑتالیں ختم ہو گئیں اور کارکنوں نے کام پر جانا شروع کر دیا۔ اس کے علاوہ مصالحتی افسروں کو ہڑتال کے ۱۴۴ نوٹس موصول ہوئے جن میں سے ۱۴۸ واقعات کا محکمہ کے مصالحتی افسروں کی انتھک مساعی کے باعث پُر امن طور پر تصفیہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ مصالحتی افسران نے مصالحتی کوششیں بارآور نہ ہونے پر فریقین کو ناکامی کے ۲۱۸ سرٹیفکیٹ جاری کیے تاکہ وہ قانون کے تحت صنعتی عدالتوں سے

انصاف حاصل کر سکیں ہڑتال کے نوٹس میں ۱۶۶ واقعات میں صنعتی تنازعات کی سماعت روک دی گئی یا قانونی سقم اور دیگر وجوہ کی بنا پر کارکنوں کے نمائندوں نے اپنے نوٹس واپس لے لئے۔

ٹریڈ یونین ایکٹ ۱۹۲۶ء

مغربی پاکستان میں ٹریڈ یونینوں کے رجسٹرار نے زیر تبصرہ سال میں ۳۲ ٹریڈ یونینوں کو رجسٹر کیا ساتھ ہی ساتھ ٹریڈ یونین ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کرنے پر ۲۹ ٹریڈ یونینوں کے اجازت نامے منسوخ کئے اس کے علاوہ تین کو منتشر اور ایک کو بحال کیا۔ صوبے میں رجسٹرڈ ٹریڈ یونینوں کی کل تعداد ۷۴۶ تک پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ میں کارکنوں کی ۱۱ فیڈریشنیں بھی ہیں جن میں سے دو کراچی ریجن میں رجسٹر کی گئی ہیں۔

معدنی ذخائر کی نظارت

اس نظارت کا سربراہ چیف انسپکٹر ہوتا ہے ان کا کام معدنی ایکٹ ۱۹۲۳ء کے مطابق انتظام کرنا اور اس قانون کو نافذ العمل کرنا ہے۔ یہ قانون مزدوروں کے تحفظ، صحت اور بہبود کے لئے ہوتے ہیں۔ مزید برآں یہ قانون عملے کی تقرری اور کارکردگی کے انتظام و انصرام کے لئے بھی سہولتیں فراہم کرتے ہیں اور معدنی ذخائر کی جانچ پڑتال اور اس کے انتظامی معاملات پر بھی اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تین انسپکٹروں اور ایک چیف انسپکٹر نے بھی اس سال سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز آرڈی نینس ۱۹۶۱ء

روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز آرڈی نینس ۱۹۶۱ء ٹرانسپورٹ ورکروں کے اوقات کار دوسری شرائط ملازمت کو باضابطہ بناتا ہے۔ اس آرڈی نینس کے تحت کام کا زیادہ سے زیادہ

وقت ایک دن میں ۹ گھنٹے مقرر کیا گیا ہے اور ہفتہ وار آرام کرنے کے اوقات کار کی صراحت کی گئی ہے
اس کے علاوہ روڈ ٹرانسپورٹ کے کارکنوں کو پوری تنخواہ پر سال میں ۱۴ دن کی رخصت بھی مل سکتی ہے۔

اس قانون کے تحت ٹرانسپورٹ کے کارکنوں کی ملازمتوں کا تحفظ بھی ہوتا ہے کسی بھی ملازم کو وجوہ نوٹس دیئے اور سبب بتائے بغیر نہ تو نوکری سے نکالا جا سکتا ہے اور نہ برطرف کیا جا سکتا ہے۔ سات لیبر افسر اور آٹھ اسسٹنٹ لیبر افسران کو اس آرڈی نینس کے قوانین پر عمل درآمد کرانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

کم از کم اجرتوں کے بورڈ نے ٹرانسپورٹ انڈسٹری کے ملازمین کی تنخواہیں مقرر کر دی ہیں اور اس کی دیکھ بھال کے لئے لیبر افسر (ٹرانسپورٹ) بھی مقرر کر دیئے ہیں تاکہ وہ معلوم کریں کہ اس انڈسٹری کے ملازمین کو قانون کے مطابق تنخواہ بھی مل رہی ہے کہ نہیں اگر کوئی قانون کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ دورانِ سال مختلف لیبر افسر اپنے فرائض کو بحُسن و خوبی ادا کرتے رہے ہیں۔

ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء (باب چھٹا الف)

آئین میں ترمیم ہونے کی وجہ سے اس ایکٹ کے ریلوے سے متعلق شقوں کی عمل درآمد کا کام مرکزی حکومت سے مغربی پاکستان نظامتِ بہبودِ عمال کو منتقل کر دیا گیا ہے چنانچہ محکمہ محنت کے علاقائی سربراہوں اور لیبر اور اسسٹنٹ لیبر افسران کو یہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں کہ وہ اس بات کا جائزہ لیتے رہیں کہ ریلوے کے سربراہ کہاں تک ان قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔

قوانینِ روزگار

ان قوانین کا اطلاق اوقات اور تقسیم کار پر ہوتا ہے ۔ ان قوانین پر عمل درآمد کرانے کے لئے

جو افسران مقرر ہوئے ہیں وہ ریلوے اسٹیشنوں پر جا کر ریلوے ملازمین سے ملتے ہیں اور اُن کی مشکلات کے جائزہ کی تفصیلات کو لکھتے ہیں۔ تاکہ ان پر ضروری کارروائی ہو سکے۔

زیر تبصرہ سال میں اُن افسروں نے ۰۰۰ ریلوے اسٹیشنوں کی انتظامیہ کا معائنہ کیا اور معائنے کے دوران جو بے قاعدگیاں یا بدعنوانیاں دیکھنے میں آئیں ریلوے انتظامیہ کو ان کی بابت مطلع کیا تاکہ ان کا ازالہ ہو سکے۔

اجرتوں کی ادائیگی کا ایکٹ

یہ ایکٹ ریلوے ملازمین کی اجرتوں کی ادائیگی کو باقاعدہ اور باضابطہ بناتا ہے۔ معائنہ کرنے والے افسر ادائیگی کے دفتر میں کارکنوں کی تنخواہوں کے بلوں کی جانچ پڑتال کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ واقعی اُن کی اجرتیں مل گئی ہیں اور ان کی تنخواہوں سے جرمانے اور نقصانات کی رقوم کاٹ لی گئی ہیں۔ یہ افسران کئی مقامات پر ملازمین سے رابطہ بھی قائم کرتے ہیں تاکہ اُن کی مشکلات کا ازالہ کیا جا سکے۔ ان افسران کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ جائزہ لیں کہ ریلوے کے ٹھیکیداران بھی اس قانون کی پابندی کرتے ہیں۔

بچوں کی ملازمتوں کا ایکٹ

معائنہ کرنے والے افسران اس بات کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں کہ ریلوے میں کوئی کم سن بچہ ملازم نہ رکھا گیا ہو اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

معائنہ کے دوران یہ اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ ریلوے ملازمین کو قانون کے تحت مقررہ سہولتیں فراہم ہوتی رہیں۔

دفتر روزگار

اس وقت ۱۸ دفتر روزگار کام کر رہے ہیں جو بے روزگار لوگوں کو ملازمتیں حاصل کرنے

مدد دیتے ہیں۔ سنہ ۱۹۶۷ء کے دوران حصول ملازمت کی ۰۰۰ ۲۹ درخواستوں کا اندراج کیا گیا امیدواران میں ۲۸۱۵۴ سابق فوجی اور ۴۷۱ ،۵ خواتین شامل تھیں۔ اسی مدت میں دفتر روزگار نے ۳۱ ،۶۷ افراد کو ملازمتیں دلائیں جن میں ۵۵ ،۵ سابق فوجی اور ۱۶۰۶ خواتین شامل تھیں۔ اس سال مختلف اداروں نے ۶۸۹۵۸ آسامیوں کے پُر کرنے کے سلسلے میں دفتر روزگار سے رجوع کیا ان میں سے ۳۸۹۲۶ آسامیاں سرکاری محکموں سے متعلق تھیں اور ۳۲ ۰۰ ۳ نجی اداروں سے تعلق رکھتی تھیں۔

افرادی قوت کا جائزہ

زیر تبصرہ سال میں ایسے اداروں میں جن میں ملازمین کی تعداد ۲۰ یا اُس سے زائد تھی اُن کا جائزہ لیا گیا۔ اور اس طرح چھ ہزار اداروں میں افرادی قوت کا جائزہ لیا گیا اس کے علاوہ مغربی پاکستان میں پیشہ ورانہ تکنیکی تربیت کی سہولتوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔

انتظامیہ نے مختلف اداروں کے عملے کی بارہویں جائزہ رپورٹ شائع کی ہے۔ یہ رپورٹ بین الاقوامی سطح پر بھی پسند کی گئی ہے۔ افرادی قوت کا جائزہ زیادہ تر ان موضوعات سے متعلق تھا۔

۱۔ سابق بے روزگار فوجیوں کی پڑتال۔

۲۔ سابق فوجیوں کی مختلف شعبوں میں کھپت۔

۳۔ انجینئروں کی پڑتال۔

۴۔ زراعت سے متعلق بے روزگار افراد۔

۵۔ تکنیکی تربیت یافتہ افراد کی منافع بخش ملازمتیں۔

۶۔ شہری منصوبہ بندی کی آسامیاں۔

۷۔ بڑے بڑے اداروں میں تربیت یافتہ سپروائزروں اور منتظموں کا جائزہ۔

ٹیکنیکل تربیت کا شعبہ

نظامت بہبودِ عمال کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ مختلف صنعتوں

میں تربیت یافتہ افراد کی فراہمی کے لئے مختلف لوگوں کو تربیت کی سہولتیں بھی بہم پہنچائے۔ صنعتی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ صنعتوں کی توسیع کے ساتھ ساتھ تربیت یافتہ افراد بھی ملتے رہیں۔ گذشتہ دس سال میں مختلف تکنیکی تربیتی اداروں کی تنظیم نو کی گئی اور کئی دوسرے نئے ادارے قائم کئے گئے اس اسکیم کے تحت کراچی مغلپورہ۔ گلبرگ۔ لاہور، پشاور کے تربیتی اداروں کو نئے سرے سے منظم کیا گیا اور ان کی توسیع کی گئی۔ نیز حیدر آباد، ملتان، رحیم یار خاں اور جہلم میں ایسے ہی تربیتی مراکز قائم کرنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کراچی

یہ تربیتی مرکز ہر قسم کے جدید آلات اور ساز و سامان سے مزین ہے اس مرکز کی اپنی عمارت ہے جس میں ورکشاپ۔ تعلیمی کمرے، دفاتر، ہوسٹل، اور ملازمین کے لئے رہائشی کوارٹر موجود ہیں۔ اس تربیتی مرکز میں ۴۵۰ کُل وقتی کورسز، ۲۰۰ جز وقتی شام کے کورسز اور ۲۵ انسٹرکٹروں کے کورسز جاری کرنے کی گنجائش ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر مغلپورہ (لاہور)

اس مرکز کی از سر نو تنظیم اور اس میں وسعت پیدا کرنے کے لئے مغربی جرمنی کی امداد سے ایک اسکیم تیار کی گئی ہے جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے اور اس کی تکمیل پر ۳۷ لاکھ روپے خرچ ہو گا۔ پاکستانی انسٹرکٹروں کی ایک جماعت کو مغربی جرمنی میں تربیت دی گئی اس مرکز کی بڑی عمارت کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں ۸۲ امیدواروں کو تربیت کے لئے اس مرکز میں داخل کیا گیا اور جولائی ۱۹۶۸ء میں اس مرکز نے پورے طور پہ کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (پشاور)

اس ادارہ کی ۲۷ لاکھ روپے کی لاگت سے تنظیم نو کی جا رہی ہے۔ اضافی ورکشاپ

اور انتظامیہ کی عمارت کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ یہ منصوبہ اسی سال مکمل ہو جائے گا اور اس میں ۲۵۰ امیدوار تربیت حاصل کر سکیں گے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (حیدر آباد)

اس ادارہ کے قیام کے لیے نیدرلینڈ کی حکومت سے سامان اور ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں اس منصوبے پر ۳۷ لاکھ روپے لاگت آئی اور اس تربیتی ادارہ میں جولائی ۱۹۶۸ء سے کام شروع ہو گیا ہے۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر گلبرگ (لاہور)

اس تربیتی مرکز کی وسعت اور تنظیم نو کی اسکیم پر ۲۰ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ اس مرکز کا ابتدائی کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ مرکز موجودہ پنجسالہ منصوبے کے دوران میں کام کرنے لگے گا۔

ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر (جہلم)

یہ مرکز ۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا جا رہا ہے جس میں سابق فوجیوں کو تربیت دی جائیگی۔ اس مرکز کا ابتدائی کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ مرکز ۱۹۷۰ء تک کام شروع کر سکے گا۔ اس مرکز کی تعمیر کے بعد مغربی پاکستان میں ہر سال ۱۴۰۰ افراد کے بجائے ۳۰۰۰ افراد کی تربیت کا انتظام ہو سکے گا۔

کوئلے کی کانوں کے مزدوروں کی فلاحی تنظیم

کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والوں کی فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ ۱۹۴۷ء میں نافذ کیا گیا تھا جس کے تحت یہ فلاحی تنظیم بھی وجود میں آئی اس تنظیم میں کوئلے کی صنعت سے وابستہ افراد کی فلاح

بہبود کے لئے کئی اسکیمیں جاری ہیں۔

طبی سہولتیں

اس وقت دو ہسپتال چوہا سیدن شاہ راولپنڈی ڈویژن میں اور سنجی ڈھئی۔ قلات ڈویژن میں کام کر رہے ہیں جن میں سے ہر ایک میں دس بستروں کی گنجائش ہے یہ ہسپتال ایکسرے، جراحی کے ذریعہ علاج اور دیگر طبی امداد کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں ان ہسپتالوں میں گشتی شفا خانے بھی موجود ہیں۔ تاکہ میڈیکل آفیسر انچارج دور افتادہ کان کنی کے علاقوں کا دورہ کر کے کارکنوں کو طبی سہولتیں بہم پہنچائیں اس کے علاوہ اس تنظیم نے بمقام آرہ ضلع جہلم میں ایک ڈسپنسری قائم کی ہے۔

تعلیمی سہولتیں

سورنگ اور سنجی ڈھئی کے مقامات پر اسکول کھولنے کے بعد جنوبی خطہ میں پرائمری اسکولوں کی تعداد ۵ ہوگئی ہے اس کے علاوہ شارغ کے پرائمری اسکول کو مڈل اسکول کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ اسی طرح شمالی خطہ میں تکروال کے لڑکوں کے مڈل اسکول کو ہائی اسکول کا اور اسی مقام پر لڑکیوں کے پرائمری اسکول کو مڈل کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ راولپنڈی ڈویژن میں ڈنڈوت کے مقام پر ایک پرائمری اسکول برائے طالبات کھولا گیا ہے ان اسکولوں میں کارکنوں کے بچوں کو نہ صرف مفت تعلیم دی جاتی ہے بلکہ انھیں لکھائی پڑھائی کا تمام سامان بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

اس مالی سال کے دوران ۵۰ روپے ماہانہ کے حساب سے سات وظائف انٹرمیڈیٹ کے طلباء کو اور دس روپے ماہانہ کے حساب سے ۱۲ وظائف مڈل اور ہائی اسکولوں کے طلباء کو جاری کئے گئے۔ تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے پر کل ۲۲ ۶۳۶ روپے خرچ کئے گئے۔

کھیل اور تفریح

تفریح کے مرکز بمقام ڈنڈوت میں مختلف کھیلوں کی سہولتیں مہیا ہیں۔ یہاں ریڈیو

بھی موجود ہے اور ایک لائبریری بھی ہے ۔ اس لائبریری کو ایک ہزار روپے کی نئی کتابیں مہیا کی گئی ہیں ۔ اس مرکز میں مزدوروں کی بیویوں کو مختلف قسم کی دستکاریوں کی بھی تربیت دی جاتی ہے ۔

ارزاں نرخ کی دکانیں

کارکنوں کو ارزاں قیمتوں پر اناج مہیا کرنے کے لئے حکومت آجروں کو اس بات پر آمادہ کرتی رہتی ہے کہ وہ اُنہیں ارزاں نرخوں پر اجناس خوردنی مہیا کرنے کا انتظام کریں ۔ آجر حکومت کی مقررہ قیمت پر گندم کارکنوں کو مہیا کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسری چیزیں مثلاً گھی، صابون، کپڑا اور تیل وغیرہ بھی کارکنوں کو ارزاں قیمت پر مہیا کرتے ہیں ۔ اب تک ۲۱۰ آجروں نے سستے نرخ کی دکانیں کھول رکھی ہیں ۔

کم سے کم اُجرتوں کا بورڈ

مغربی پاکستان میں کم سے کم اُجرتوں کا بورڈ مُجریہ ۱۹۶۱ء زیر دفعہ ۳ کے تحت ایک چیئرمین ایک آزاد رکن اور دو ممبروں پر مشتمل ہے یہ بورڈ ملازمین اور کارندوں کی نمائندگی کے لئے فروری ۱۹۶۲ء میں قائم ہوا تھا۔

عالمی ادارہ محنت کی سفارش ۳۰ کے مطابق بین الاقوامی معاہدہ کو پورا کرنے کے پیش نظر جس میں شریک ممالک کو کم سے کم اُجرتیں مقرر کرنے پر زور دیا گیا ہے حکومت پاکستان نے کم سے کم اُجرتوں کا قانون نافذ کیا تھا۔ جب بورڈ کو کسی صنعت میں کم از کم معاوضات پر غور و خوض کرنا ہو۔ تو حکومت کو دو مزید اضافی ممبر یعنی ایک متعلقہ صنعت کے آجروں کا اور دوسرا کارندوں کے نمائندے کی حیثیت سے مقرر کرنا پڑتے ہیں۔

سیر حاصل اعداد و شمار جمع نہ ہونے کی صورت میں بورڈ کو یہ اعداد و شمار جمع کرنے کے لئے ایسے مقدمات کی جو کم سے کم اُجرتوں کے بارے میں ہوں تفصیلاً جانچ پڑتال کرنا پڑتی ہے۔

عمال کی کارکردگی کا جائزہ لینے، مزدور جن حالات کے تحت کام کرتے ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنے اور صوبے کے مختلف حصوں میں مزدوروں کے معاوضوں میں فرق کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے بورڈ کے ارکان کو صوبہ کا وسیع دورہ کرنا پڑتا ہے۔

۱۹۶۲-۶۶ء کے دوران بورڈ نے حسب ذیل صنعتوں کے بارے میں سفارشات مکمل کیں اور حکومت مغربی پاکستان کی طرف سے ان کی منظوری دے دی گئی۔

(۱) سٹیل ری رولنگ۔

(۲) موٹر روڈ ٹرانسپورٹ۔

(۳) سوتی کپڑے کی صنعت (صرف غیر تربیت یافتہ کاریگر)

(۴) برف سازی۔

(۵) شکر سازی۔

(۶) اونی کپڑے کی صنعت (صرف غیر تربیت یافتہ کاریگر)

(۷) ریشم اور ریشمی دھاگے۔

(۸) چمڑے کی اشیاء

(۹) پلاسٹک کی اشیاء

(۱۰) روئی دھنکنا اور گانٹھیں بنانا۔

(۱۱) سٹیل ری رولنگ (بھٹیوں پر کام کرنے والوں کے لئے مزید الاؤنس کی سفارش)

(۱۲) دھات:۔ (زیادہ تر برتن سازی کے متعلق)

زیر تبصرہ سال کے دوران بورڈ نے حسب ذیل اشیاء کے بارے میں تحقیقات کی۔

(۱) بناسپتی گھی اور خوردنی تیل۔

(۲) سیمنٹ۔

(۳) برف سازی:۔ (نظر ثانی)

(۴) شکر سازی:۔ (نظر ثانی)

(۵) سوتی کپڑے کی صنعت:۔ (تمام کارندوں کے لئے)

(۶) اونی کپڑے کی صنعت:۔ (تمام کارندوں کے لئے)

(۷) بجلی کا سامان۔ برقی پنکھوں کو شامل کر کے۔

(۸) سٹیل انجینئرنگ۔

مواصلات و تعمیرات

تیسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران مغربی پاکستان کے محکمہ ہائی وے نے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

سال ۱۹۶۸ء میں اس پروگرام کی وسعت اور پالیسی میں نمایاں تبدیلی کی جائے گی۔ ابتدا میں دور دراز علاقوں کو شہروں سے ملانے کے لئے زیادہ سے زیادہ سڑکیں تعمیر کرنے پر زور دیا گیا اور ان سڑکوں کی تعمیر کے لئے سستے طریقے اپنائے گئے۔ یہ سڑکیں صرف وزنی گاڑیوں اور ہلکی آمدورفت کے بوجھ کو برداشت کرنے کے قابل تھیں۔ چونکہ مروجہ پالیسیوں کا مقصد زیادہ سے زیادہ سڑکیں بچھانا تھا اس لئے ان سڑکوں کی تعمیر کے وقت ان کے زیادہ معیاری اور دیرپا ہونے پر زیادہ توجہ نہ دی گئی۔

گذشتہ دس سال میں ملکی معیشت میں ترقی کی رفتار میں کافی اضافہ ہوا۔ زراعت اور صنعت کے شعبوں میں بھی نمایاں ترقی ہوئی۔ مصنوعات، محنت اور دیگر اشیاء کی نقل و حمل بھی بتدریج بڑھتی رہی اور زرعی و صنعتی پیداوار اور خاص طور پر گندم۔ گنا اور شکر کی مصنوعات میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ زندگی کے مختلف شعبوں کی ترقی اور پھیلاؤ کا آمدورفت کی سہولتوں پر اثر پڑا اور جو سڑکیں نقل و حمل کا کم بوجھ برداشت کر سکنے کے قابل تھیں وہ وزنی اسباب کی ترسیل کے لیے غیر تسلی بخش ثابت ہوئیں۔ اس کے علاوہ جن علاقوں میں یہ سڑکیں بچھائی گئی تھیں وہ بہتر طریقے سے آبپاش نہ تھے۔ لیکن یہاں کے آبپاشی کے نظام کو وسعت دی گئی تو یہ علاقے سیم و تھور کے مسئلے سے دوچار ہو گئے جس کی وجہ سے زمین کی قوت پیداوار میں انتہائی کمی آ جاتی ہے چنانچہ ان شدید مسائل سے دوچار ہونے ... اس سلسلے میں تجربات سے یہ بات واضح ہوئی کہ جب تک ہر پہلو سے مناسب منصوبہ بندی نہ کی جائے اور حفاظتی تدابیر نہ اختیار کی جائیں۔ سڑکوں کی مزید تعمیر بہتر نتائج کی حامل نہ ہوگی اور اگر تعمیر شدہ سڑکوں کو بچانے کے ...

مناسب پیش بندی نہ کی گئی تو سیم وتھور آمد ورفت کے راستوں کی تباہی کا باعث بن جائے گی۔ اس طرح پہلے سے بچھی ہوئی سڑکوں کی دیکھ بھال اور صحیح طریقوں سے نئی سڑکوں کا بچھانا موجودہ پالیسی کی بنیاد ہے۔

پروگرام

ایک شاہراہ عظیم کے بچھانے کے منصوبے پر جو کراچی سے حیدرآباد۔ ملتان۔ لاہور، راولپنڈی اور پشاور سے ہوتی ہوئی طورخم تک جائے گی عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اس کی دو رابطہ شاہراہیں ایک لاہور سے لائل پور براستہ شیخوپورہ اور دوسری شیخوپورہ سے خوشاب براستہ سرگودھا تک بچھائی جائیں گی۔ کراچی سے حیدرآباد تک سڑک کا حصہ تیسرے پنجسالہ منصوبے کے سال زیر تبصرہ میں زیر تعمیر ہے۔ اس کی تعمیر کے بعد کراچی سے حیدرآباد کے فاصلے میں تقریباً ۲۰ میل کی کمی واقع ہو جائے گی۔

یہ شاہراہیں بیرونی امداد سے بچھائی جائیں گی۔ موجودہ سال کے دوران (۶۹-۱۹۶۸ء) کراچی کو حیدرآباد سے ملانے والی سڑک کے لئے ۳۶۰ لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ اور خیال ہے کہ منصوبہ کے مطابق یہ سڑک ۱۹۶۹ء کے اختتام تک مکمل ہو جائے گی۔

مندرجہ ذیل گوشوارہ سال زیر تبصرہ کے دوران نئی سڑکوں کی تعمیر میں ترقی اور اس کے علاوہ پہلے سے موجود سڑکوں کو وسعت دینے اور مرمت کرنے کے منصوبوں کی نشان دہی کرتا ہے۔

	سڑکوں کی تعمیر		مستقبل کے منصوبے	
	۶۶-۱۹۶۵ء	۶۷-۱۹۶۶ء	۶۸-۱۹۶۷ء	۶۹-۱۹۶۸ء
	میل	میل	میل	میل
۱۔ نئی سڑکوں کی تعمیر	۱۲۷	۱۹۵	۱۱۵	۱۱۳
۲۔ تعمیر شدہ سڑکوں کی مرمت، وسعت / مزید ترقی	۷۰	۹۲	۹۹	۲۳۲

آر سی۔ڈی شاہراہ

پاکستان میں آر سی ڈی کے تحت بچھائی جانے والی شاہراہ کا کل فاصلہ ۸۱۸ میل ہے۔ اس سڑک کے بچھانے کا کام پہلے پنجسالہ منصوبہ کے دوران ہی میں شروع کر دیا گیا تھا۔ سڑک کی تعمیر کا کام مختلف جگہوں پر تیزی سے جاری ہے کراچی سے کوئٹہ تک چار سو میل لمبی پختہ سڑک پر ۱۲۰ میل تک تارکول بچھا دی گئی ہے اس شاہراہ کے لئے ۶۹-۱۹۶۸ء کے مالی سال کے دوران دو کروڑ روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے اور یہ سڑک ۱۹۷۲ء تک مکمل ہو جائے گی۔

پُل

شاہراہوں کی منصوبہ بندی کے علاوہ کئی پلوں کو بھی تعمیر کیا جا رہا ہے اُن میں بعض کے لئے بیرونی امداد مہیا کی گئی ہے اور بعض اپنے وسائل ہی سے مکمل کئے جا رہے ہیں۔ ان اسکیموں میں سے چیچا وطنی کے مقام پر دریائے راوی پر پل کی تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے اس کا افتتاح وزیر مواصلات و تعمیرات نے ۷ مارچ ۱۹۶۸ء کو کیا تھا۔ دریائے کابل پر جہانگیرہ کے مقام پر، دریائے لیاری پر کراچی کے مقام پر اور دریائے راوی پر لاہور کے نزدیک پل بھی مکمل ہو چکے ہیں اور آمد و رفت کے لئے کھول دیئے گئے ہیں۔

منصوبہ بندی

حکومت پاکستان اس پر غور کر رہی ہے کہ کراچی اور پشاور کے درمیان ایک شاہراہ عظیم بنائی جائے جس کے ساتھ دو رابطہ شاہراہیں ہوں ایک لاہور سے لائل پور براستہ شیخوپورہ اور دوسری شیخوپورہ سے خوشاب براستہ سرگودھا۔ یہ شاہراہیں مکمل ہونے پر کراچی کو پشاور سے براستہ حیدر آباد، ملتان، لاہور اور راولپنڈی ملا دیں گی۔ جبکہ دو رابطہ شاہراہیں لاہور کو لائل پور اور خوشاب کو براستہ سرگودھا ملائیں گی۔ منصوبہ بندی اور تعمیر کے لئے اس بڑی سکیم کو مندرجہ ذیل سات حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

شاہراہ کا نام	لمبائی	تخمیناً لاگت (روپے کروڑوں میں)
(۱) کراچی تا حیدرآباد	۸۹	۲۶ء ۱۰
(۲) حیدرآباد تا ریتی	۲۴۵	۲۴ء ۲۵
(۳) ریتی تا ملتان	۱۸۹	۲۰ء ۲۲
(۴) ملتان تا لاہور	۲۰۵	۵۸ء ۱۵
(۵) لاہور تا لائل پور براستہ شیخوپورہ	۸۳	۷۷ء ۸
(۶) شیخوپورہ تا خوشاب براستہ سرگودھا	۱۰۹	۸۶ء ۱۷
(۷) لاہور تا پشاور براستہ راولپنڈی	ابھی ابتدائی جائزہ نہیں لیا گیا	

مندرجہ بالا شاہراہوں کا ابتدائی جائزہ لے لیا گیا ہے۔ اب حکومت پاکستان بین الاقوامی بنک کی انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن سے قرضہ کی بات چیت کر رہی ہے۔ جس میں شاہراہوں کی تعمیر کے علاوہ فنی ضروریات کے لئے زرمبادلہ کا حاصل کرنا بھی شامل ہو گا۔ شاہراہوں سے متعلق فنی جائزہ تکمیل کے قریب ہے۔ انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی نے زرمبادلہ فراہم کر دیا ہے۔ شیخوپورہ سے خوشاب براستہ سرگودھا ایک شاہراہ کی تعمیر دریائے چناب پر طالب والا کے نزدیک اور دریائے جہلم پر خوشاب کے نزدیک دو بالائی پلوں کی تعمیر بھی اس منصوبہ میں شامل ہے۔

انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن سے جس قرضہ کے سلسلے میں بات چیت جاری ہے اس سے لاہور سے طورخم تک براستہ راولپنڈی اور پشاور، ایک شاہراہ کی تعمیر کے منصوبوں کے سلسلے میں فنی جائزہ کے اخراجات بھی پورے کئے جائیں گے۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے

مختصر تاریخ

۱۳ مئی ۱۹۶۱ء میں پاکستان ویسٹرن ریلوے معرضِ وجود میں آئی تھی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ سے پہلے برصغیر پاک وہند میں سب سے لمبی ریلوے لائن نارتھ ویسٹرن ریلوے تھی جس کی کُل لمبائی ۶۸۹۰ ہزار میل تھی۔ آزادی کے بعد اس ریلوے لائن کا تقریباً ۱۸۹۱ میل لمبا حصہ ہندوستان کو ملا اور ۴۹۹۹ میل لمبا ٹکڑا پاکستان کے قبضہ میں آیا۔ جس میں سابق صوبہ سندھ کے ۳۱۸ ریلوے میٹر گیج میل کو شامل کر کے کل لمبائی ۵۳۱۷ میل ہو گئی۔ اب یہ لمبائی ۵۳۳۵ میل ہے۔

عمومی بیان

پاکستان ویسٹرن ریلوے ملک کے مغربی حصہ میں اپنا کام انجام دیتی ہے۔ یہ حکومت کی ملکیت ہے اور اس کا انتظام وانصرام حکومت خود کرتی ہے۔ یکم جولائی ۱۹۶۲ سے مرکزی حکومت نے پاکستان ریلوے کا سارا انتظام صوبائی حکومت کی تحویل میں دے دیا۔ اس وقت سے پاکستان ویسٹرن ریلوے کا سارا انتظام ریلوے بورڈ کو سونپ دیا گیا۔ جو چیئرمین۔ نائب چیئرمین۔ ممبر مالیات اور ٹریفک ممبر پر مشتمل ہے۔

مسافروں کی آمد ورفت

ریلوے کی ۳۷٫۷ فیصد آمدنی مسافروں کے کرائے سے وصول ہوتی ہے۔ سفر میں مسافروں کی سہولت کے لئے چار درجے بنائے گئے ہیں۔ پہلا اپر کلاس ہے جو درجہ اوّل اور درجہ دوم پر مشتمل ہوتا ہے اور درمیانے درجے میں انٹر اور تھرڈ کلاس شامل ہیں۔ ریل کار

سروس تھوڑے عرصہ قبل شروع کی گئی ہے۔ اس میں صرف درجہ اوّل اور درجہ دوئم ہوتے ہیں۔

مال برداری

ریلوے کو اپنی کُل آمدنی کا ۶ء۴۵ فی صد مال برداری سے ملتا ہے اس کی آمدنی زیادہ تر درآمد شدہ مال کو کراچی کی بندرگاہ سے اندرون ملک پہنچانے اور روئی، چاول، سیمنٹ، تیل، کھالیں، نمک اور اُون وغیرہ کو باہر بھیجنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ چیزیں اندرون ملک سے کراچی کی بندرگاہ کو برآمد کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں۔ ملک میں ہمہ گیر صنعتی ترقی کی وجہ سے مال برداری کا طریقہ بہت بدل رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرون ملک ایک جگہ سے دوسری جگہ صنعتی سامان بہت زیادہ مقدار میں بھیجا جانے لگا ہے اور بیرونی ممالک سے سامان بہت کم درآمد کیا جا رہا ہے۔ زیر تبصرہ سال میں کل مال برداری میں غلّہ ۱۶ فیصد پتھر ۱۱ فیصد، کوئلہ ۶ فی صد، ایندھن کی لکڑی ۴ فیصد، سیمنٹ ۸ فیصد، پٹرولیم ۵ فیصد، کھاد ۵ فیصد اور فوجی سامان ۵ فیصد شامل رہا اور بہت سی دوسری چیزیں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجی گئیں۔

کرائے کی شرح

زیر تبصرہ سال کے دوران مال اور پارسل کی نقل وحمل کے لئے متعدد خاص اور متفابتاً ارزاں شرح مقرر کی گئی۔ اس میں درآمدی مال اور مشرقی پاکستان کو سامان بھیجنے پر سستی شرح کا طریقہ بھی شامل ہے۔ حسب معمول طالب علموں، اساتذہ، کھلاڑی ٹیموں، سیاحوں، حاجیوں، ہوائے اسکاؤٹوں، نرسوں، آل پاکستان کانفرنس کے مندوبین کے لئے عارضی ٹکٹوں کی سہولت بھی دی گئیں۔

مزدوروں کی اُجرتوں اور سامان کے نقل وحمل کی مزدوریوں میں اضافہ کی وجہ سے سامان پارسل اور مسافروں کے کرایوں میں یکم جولائی ۱۹۶۶ء سے ۵ فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح آزادی کے بعد سے ریلوے کرایوں میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔

گاڑیوں کی آمد و رفت

سال رواں گاڑیوں کی آمد و رفت کے معاملے میں کافی اہم رہا ہے۔ کیونکہ کراچی سے درآمدی اجناس بہت زیادہ مقدار میں ملک کے اندرونی حصوں میں بھیجی گئی ہیں۔

دسمبر ۱۹۶۶ء سے ۶۱۷۹۹ ویگنیں کراچی کی بندرگاہ سے سامان سے لادی گئیں۔ گزشتہ سال کی بہ نسبت ۴۳ فیصد سامان مال گاڑیوں میں زیادہ لادا گیا۔ اس طرح اس سال کراچی کی بندرگاہ سے ۲۶۲۹۷ ویگنیں کھاد، لوہا اور فولاد کی لادی گئیں۔ کھاد کی ۱۰۱۱۳ ویگنیں لادی گئیں۔ لوہے اور فولاد سے ۲۳۱۳۸ ویگنیں لادی گئیں جب کہ گزشتہ سال اس مدت میں کل ۵۶۵۶ ویگنیں سامان سے لادی گئی تھیں۔ اس طرح اس سال گزشتہ سال کی نسبت کھاد اور لوہے کے سامان کی نقل و حمل میں بالترتیب ۱۶۰ فیصد اور ۱۲۲ فیصد کا اضافہ ہوا۔ پیران غیب میں واپڈا کے قدرتی گیس پاور اسٹیشن کے ٹمل فائرنگ اسٹیشن کو بوائلرز میں تبدیل کرنے کی فوری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جلنے والے تیل کی کافی مقدار کیماڑی سے پیران غیب کو ویگنوں میں لاد کر بھیجی گئی۔ اس مقصد کے لئے واپڈا کے کھاتے میں ہر تیسرے دن اوسطاً ۱۲۰ سے ۸۰ ٹنک تیل کی اسپیشل ویگنیں بھیجی گئیں۔ اس ہنگامی دوران میں کل ۳۸۶۶ ویگنیں تیل کی پیران غیب بھیجنے کے لئے لادی گئیں اور اس مدت میں تیل کی ۶۸ اسپیشل گاڑیاں چلتی رہیں۔

ڈیزل انجن

بڑی اور چھوٹی لائنوں پر ڈیزل برقی گاڑیوں کے لئے پٹڑیاں بچھائی گئی ہیں اس سال ۲۴۰۰ ہارس پاور کے ۲۰ ڈیزل برقی انجن اور ۲۶۰۰ ہارس پاور کے انجنوں کا اضافہ ہوا جس سے ان کی تعداد ۳۱۶ سے بڑھ کر ۳۳۷ ہو گئی۔

ڈیزل انجنوں کی مرمت کے لئے سہولتیں

اس سال مختلف ورکشاپوں میں ڈیزل انجنوں کی مرمت کی سہولتوں میں مزید اضافہ ہوا۔ ۱۰۰ ڈیز

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھے جن کی کارکردگی آزمائش کے بعد نہایت تسلی بخش ثابت ہوئی - اس لئے ۳۴ ریل کاروں اور ۹۲ ٹریلروں کی خریداری کا آرڈر جاپان کو بھیج دیا گیا۔

ویگن سازی

اس سال ۱۲۹۰ ویگنیں مرکزی مکینکل ورکشاپ مغلپورہ میں تیار کی گئیں جن میں ۱۱۱۵ ڈھکی ہوئی ۲۰۰ کھلی ہوئی، ۴۰ بریک وین، ۷۰ چوڑی لائنوں پر چلنے والی تیل کی ویگن، ۲۵ ویگن اونچی دیواروں والی اور تین ویگن پٹرول والی شامل ہیں۔ یہ سب ویگنیں لائنوں پر چلانے کے لئے دیدی گئی ہیں ان میں سے ۸ ڈھکی ہوئی، ۴ مویشی لادنے والی، ۹ لکڑی لادنے والی ویگنیں وغیرہ جو الگ الگ پرزوں میں درآمد کی گئی تھیں انہیں حیدرآباد کے ورکشاپ میں مرمت کرکے لائنوں پر چلنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

کیرج سازی

اس سال ۸ = ۱۴ چوڑی لائنوں پر چلنے والی گاڑیاں جن میں دو موٹر ٹرکس (چار پہیوں والی) اور ۶ ریفریجریٹر وین شامل ہیں مغلپورہ مرکزی مکینکل ورکشاپ میں تیار کی گئیں اور ان کو مختلف لائنوں پر چلنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

ورکشاپ کی اہم سرگرمیاں

ورکشاپ میں مختلف اقسام کی جدید مشینیں نصب کی گئی ہیں ان میں سے اینڈریکس صنعتی نقل پذیر ایکس رے یونٹ جسے مغلپورہ کی مرکزی لیبارٹری میں نصب کیا گیا ہے بہت ہی اہم ہے جس کا کام بنتی ہوئی ویگن اور کیرج کے چھوٹے چھوٹے حصوں کی جانچ پڑتال کرنا ہے۔ مغلپورہ کے اسٹیل شاپ سے متعلق قابل ذکر بات یہ ہے کہ وہ فولاد اور لوہے اور دیگر فولادی سامان میں ملاوٹ کے اجزاء کو الگ کرنے کی خودکار مشینری بھی نصب ہے۔

ورکشاپ کی توسیع

مغلپورہ مرکزی مکینیکل ورکشاپ کی توسیع اور یہاں ہونے والے کام میں توازن پیدا کرنے کے لئے ۵۸ء کروڑ روپیہ کے خرچ کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب تک ڈیزل ریل کار کے شیڈ کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے۔

راولپنڈی کے مرکزی ڈیزل انجن شاپ کی تعمیر کے لئے ۳،۷ء کروڑ روپیہ منظور کیا جا چکا ہے اور کام کی ابتدا پینٹ شاپ اور عملے کے لئے کوارٹروں کی تعمیر سے ہو چکی ہے۔ حیدر آباد کے کیرج اور ویگن شاپ کی تجدید کے لئے ۱۱ء کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جو سوائے سیمنٹ کنکریٹ فلورز کے علاوہ تمام مکمل ہو چکی ہے۔ حیدر آباد میں نئے میٹر گیج، کیرج اور ویگن شاپ کی تعمیر ۳۲ء کروڑ روپے سے ہو رہی ہے جس کے خاص خاص اور ضمنی شیڈوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔

راولپنڈی کے قریب اسلام آباد میں ایک کیرج فیکٹری قائم کی جا رہی ہے جس میں سالانہ ۱۵۰ مسافر گاڑیوں کے ڈبے اور ۱۵۰۰ ویگن کے خاص خاص حصے بھی بنائے جا سکیں گے۔ اس منصوبے کی مئی ۱۹۶۷ء میں منظوری دی جا چکی ہے۔ اس فیکٹری اور اس کے ملازمین کے رہائشی مکانات کی تعمیر کے لئے زمین بھی حاصل کر لی گئی ہے اس منصوبے کے ابتدائی کام شروع کئے جا چکے ہیں اور خاص خاص شیڈوں کی تعمیر کے سلسلے میں بنیادی کام بھی مکمل کئے جا چکے ہیں۔ توقع ہے کہ اس فیکٹری کی تعمیر چار سال میں مکمل ہو جائے گی اور آئندہ تین سال میں یہ فیکٹری ۱۵۰ مسافر گاڑیوں کے ڈبے بنانے لگے گی۔

اس منصوبے پر تخمیناً ۱۰ء۸ کروڑ روپے خرچ ہوں گے جس میں سے ۵۱ء۳ کروڑ روپے زر مبادلہ ہوگا۔

جب اس فیکٹری میں سالانہ ۱۵۰ مسافر گاڑیاں بننے لگیں گی تو کل خرچ میں سے ۳۵ء۲ کروڑ روپے بچت ہونے لگی اور ۲۹ء۲ کروڑ روپے زرِ مبادلہ کی بھی بچت ہونے لگے گی۔

یہ اندازہ ہے کہ اس فیکٹری کے قیام سے جتنی بھی بچت ہو گی اس سے تین سالوں کے دوران خرچ شدہ زرمبادلہ کی ادائگی ہو سکے گی اور پانچ سالوں میں اس سلسلے میں خرچ ہونے والے تمام زرمبادلہ کی ادائگی بھی ممکن ہو جائے گی۔

پٹڑیاں

اس سال ۵۴ میل لمبی پٹڑیاں اور ۷۵ میل تک سلیپروں کو تبدیل کیا گیا۔ لالہ موسیٰ اور کراچی کے درمیان پٹڑیوں کو اس لئے تبدیل کیا جا رہا ہے تاکہ گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی ضرورت پوری ہو سکے اور ان کی رفتار میں اضافہ ہو۔ ۹۰ پونڈ (بی-ایس-ایس) پرانی پٹڑیوں کی بجائے ۱۰۰ پونڈ (آر-ای) کی نئی پٹڑیاں بچھانے کی وجہ سے گاڑیوں کی فی گھنٹہ رفتار ۶۰ سے ۷۵ میل کی جا سکے گی۔ اب تک کراچی اور لالہ موسیٰ کے درمیان ۴۴ میل تک ۱۰۰ پونڈ کی پٹڑی بچھائی جا چکی ہے۔

سکھر میں کنکریٹ کے سلیپر بنانے کی فیکٹری بنائی جا رہی ہے جہاں سالانہ ۲۰۰،۰۰۰ سلیپر تیار ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس فیکٹری نے جون ۱۹۶۷ء میں آزمائشی کام شروع کر دیا ہے۔ اس فیکٹری کے قیام سے ریلوے کو بہت زیادہ زرمبادلہ کی بچت ہو گی۔

کراچی سرکلر ریلوے

اس کی تعمیر کے پہلے مرحلے میں ڈرگ روڈ اور ڈرگ کالونی اسٹیشن کو وزیر مینشن سے ملایا گیا۔ یہ لائنیں جنوری ۱۹۶۳ء میں مال گاڑیوں کے نقل و حمل کے لئے کھول دی گئیں اور ۱۰ نومبر ۱۹۶۴ء سے انہیں مسافر گاڑیوں کے لئے بھی کھول دیا گیا۔ کراچی شہر اور وزیر مینشن کو ملانے والی سرکلر ریلوے کے انتظامات کے دوسرے مراحل کی ابتدا بھی ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں اہم کام یہ ہے کہ پرانے ماڑی پور روڈ پر کنکریٹ کا پل بنایا جائے۔ توقع ہے کہ دوسرے مرحلے کا کام ۱۹۶۸-۶۹ء کے اواخر تک مکمل ہو جائے گا۔

سکھر چینل برج کی تعمیرِ نو

روہڑی، کوئٹہ سیکشن میں دریائے سندھ کے سکھر چینل برج پر ایک نیا ریلوے پُل تعمیر کرنے کی بھی تجویز ہے اس پُل کا ڈھانچہ جو ۲۸۰×۱، ۲۳۰×۱ اور ۹۰×۱ فٹ گرڈ ستونوں پر مشتمل ہے مکمل ہوچکا ہے۔ امید ہے کہ یہ پُل ۱۹۶۸ء تک پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

ریل لنک

کشمور اور کوٹ اڈو کا درمیانی فاصلہ ۱۹۵ء۹۳ میل ہے، یہاں ریلوے لائن بچھانے پر ۱۶ء۹۹ کروڑ روپے کے اخراجات کا اندازہ ہے تجویز یہ ہے کہ اس منصوبے کی تکمیل جلد کی جائے تاکہ اسی سال اس ریلوے لائن پر مال گاڑیاں چلنے لگیں۔ اس کے علاوہ اس لائن پر ضمنی کام بھی اس سال مکمل ہوجائیں گے اور ان لائنوں پر مسافر گاڑیاں چلنے لگیں گی۔

اس منصوبے کی تکمیل کے بعد کوئٹہ، کراچی اور پشاور کے درمیان ایک متبادل لائن بچھائی جائے گی جس کا مقصد یہ ہے کہ دریائے سندھ کی دوسری طرف کے علاقوں میں بھی صنعتی اور اقتصادی ترقی ہو۔ یہ رابطہ لائن ساڑھے تین سال تک تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

اسلام آباد ریل لنک

اس منصوبے کی منظوری ہوچکی ہے اور اس پر تقریباً ۲ء۱ کروڑ روپے خرچ آئے گا۔ یہ ریل لنک اسلام آباد کو بڑی لائن سے ملائے گی تاکہ ملک کے دارالحکومت اسلام آباد کی بڑھتی ہوئی آبادی کو آمدورفت کی بہتر سہولیات میسر ہوسکیں۔

الیکٹرک ٹرینوں کے لئے نئی پٹڑیاں

پاکستان ویسٹرن ریلوے نے مین لائن پر لاہور، خانیوال سیکشن میں الیکٹرک ٹرینوں کو چلانے

کے لئے ایک بہت عظیم منصوبہ مرتب کیا ہے۔ اس منصوبے پر تخمیناً ۸ء۱۲ کروڑ روپے خرچ آئے گا جس کی منظوری ہو چکی ہے۔ پاکستان میں برقی گاڑیاں چلانے کے منصوبے کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک برطانوی فرم کو ٹھیکہ دے دیا گیا ہے اور یہ کام جون ۱۹۶۹ء تک مکمل ہو جائے گا۔

عملے کی تربیت

پاکستان ویسٹرن ریلوے نے اپنے عملے کی باقاعدہ تربیت کو ہمیشہ اہمیت دی ہے اس مقصد کے لئے لاہور میں والٹن ٹریننگ اسکول کام کر رہا ہے جہاں نئے ریلوے ملازمین کو اپنے اپنے شعبوں کے متعلق تربیت دی جاتی ہے اس کے علاوہ عملے کے لئے ریفریشر اور پروموشن کورس بھی کرائے جاتے ہیں۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۲۷۲۵ افراد نے اس اسکول میں مختلف شعبوں کی تربیت حاصل کی ان میں اسٹیشن ماسٹر، ٹیلیگرافسٹ، کمرشل کلرک، گارڈ، ڈرائیور، یارڈ اسٹاف، ٹریفک انسپکٹر، لوکو موٹیو انسپکٹر، پرمننٹ وے انسپکٹر اور انسپکٹر آف ورکس وغیرہ شامل ہیں۔

عملے کی فلاح وبہبود

رہائشی اور تفریحی مراکز

ریلوے کے عملے کے لئے رہائشی مکانات، تفریحی سہولتیں، کھیلوں کے میدان اور اسٹیڈیم وغیرہ تعمیر کئے گئے۔ اب مجموعی طور پر ریلوے ملازمین کی رہائش کے لئے ۵۱۲۹۵ مکانات تعمیر ہو گئے ہیں جن میں کل ریلوے ملازمین کا ۳۸ فیصد حصہ رہائش پذیر ہے۔

تعلیم

انتظامیہ کی طرف سے ریلوے ملازمین کے بچوں کی تعلیم کے لئے سات ہائی اسکول اور دو پرائمری اسکول

قائم کئے گئے ہیں۔ مزید برآں ۹ اسکول قائم کئے گئے ۔جن میں ۴ اسکول لڑکیوں کی صنعتی تربیت کے لئے ہیں۔ ان کو ریلوے اسٹاف فنڈ سے مسلسل مالی امداد ملتی رہتی ہے ۔

۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران ریلوے کے زیر اہتمام اور ریلوے کی امداد سے چلنے والے اسکول کے لئے ۵۲۰۰۰۰ روپے خرچ کئے گئے اس میں سے ۳۰،۲ ہزار روپے کی رقم ریلوے اسٹاف کے فنڈ سے دی گئی ۔

ریلوے ملازمین کے دوسرے مقامات پر تبادلہ کی صورت میں ان کے بیٹوں کو رہائشی سہولیت فراہم کرنے کے لئے لاہور اور کراچی میں دو ہوسٹل قائم کئے گئے ہیں جن میں پچاس افراد رہ سکتے ہیں ۔توقع ہے کہ موجودہ تعلیمی سال میں ہی یہ ہوسٹل رہائشی مقاصد کے لئے کھول دیئے جائیں گے ۔

کھیل اور تفریح

ریلوے اسپورٹس بورڈ وائس چیئرمین کی سرکردگی میں ریلوے کی سالانہ تفریحی اور اسپورٹس سے متعلق پروگرام مرتب کرتا ہے ۔ یہ پروگرام جس میں مقابلے کے مختلف کھیل شامل ہوتے ہیں جو مختلف ڈویژنوں ، علاقوں اور اسٹیشنوں کے مابین منعقد ہوتے رہتے ہیں جس کا انتظام خاص طور سے ریلوے ویلفیر اسٹاف کے سپرد ہوتا ہے محکمہ جاتی سرگرمیوں کے علاوہ ریلوے نے قومی اور بین الاقوامی سطح کے مقابلے کے کھیلوں میں پوری طرح حصہ لیتا ہے ۔

سالِ رواں کے دوران بین الاقوامی سطح کے مقابلے کے کھیلوں میں ہاکی ، نٹ بال ، ویٹ لفٹنگ ، کشتی ، باسکٹ بال ، بیڈمنٹن ، کرکٹ ، گالف اور باڈی بلڈنگ کی ٹیموں میں ریلوے کے ۳۱ افراد شامل کئے گئے ۔جنہوں نے ۵ طلائی اور ۳ نقرئی تمغے کشتی ، باڈی بلڈنگ اور ہاکی کے مقابلوں میں حاصل کئے ۔ یہ دعویٰ آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ کھیل کے میدان میں بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی کامیابی ۵۰ فیصد ریلوے کی مرہونِ منت ہے ۔

امداد باہمی کے قرضوں کی سوسائٹی

پاکستان ریلوے کی امداد باہمی کے قرضوں کی سوسائٹی نے ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران اپنے ۳۴۶۵ ملازموں کو ۲۳۴۰۰۰۰ روپے قرض دیئے۔ یہ سوسائٹی ریلوے کے عملے کو کم منافع پر قرض دیتی ہے۔

ریلوے کے متعدد اسٹیشنوں پر کوآپریٹو اسٹور قائم ہیں جن میں روزمرہ ضروریات کی چیزیں اور کپڑا بھی فروخت ہوتا ہے جن کی قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ ریلوے ملازمین کو یہ بھی سہولت ہے کہ وہ ان اشیاء کی قیمتیں ماہانہ آسان قسطوں پر ادا کریں۔ یہ کوآپریٹو اسٹورز سامان کے سلسلے میں خود کفیل ہوتے ہیں اور ان کا انتظام کمیٹیوں کے سپرد ہے۔ یہ کمیٹیاں ریلوے کی انتظامیہ کے نامزد اور حصص کے خریداروں کے منتخب شدہ اراکین پر مشتمل ہیں۔ ان کے علاوہ ایک مرکزی کوآپریٹو اسٹور لاہور میں قائم ہوا ہے جس کے تحت ریلوے کی پانچ علاقائی شاخیں راولپنڈی، ملتان، کوئٹہ، کراچی اور سکھر میں بھی قائم ہوئی ہیں۔ جن کو لاہور کے مرکزی کوآپریٹو اسٹور سے سامان اور چیزیں وغیرہ مہیا کی جاتی ہیں۔

مرکزی اسٹور کو حکومت نے بلا منافع ۶۰۹۰۰۰ روپے کی امداد دی اور اسٹور کے اپنے ممبروں نے حصص کے ذریعے ۸۱۵۱۶ روپے جمع کئے۔

عملے کے لئے فلاحی فنڈ

ریلوے کی آمدنی سے مختلف فلاحی سرگرمیوں پر عمل درآمد کے لئے عملے کے بہبودی فنڈ میں ۶۶۰۰۰۰ روپے دیئے گئے۔

ریلوے کی فلاحی تنظیم نائب چیئرمین کی سرپرستی میں کام کرتی ہے جس کی دیکھ بھال چیف پرسنل افسر اور ڈپٹی چیف پرسنل افسر (بہبود عمال) کے ذریعے ہوتی ہے اور اس کے بعد سینئر ویلفیر افسر اس کا انچارج ہوتا ہے جس کی مدد مخصوص تربیت یافتہ ملازمین کرتے ہیں۔

انتظامی کمیٹیاں

یہ کمیٹیاں ریلوے ملازمین اور ریلوے انتظامیہ کے درمیان صلح صفائی کرانے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔

ٹریڈ یونین

مندرجہ ذیل یونین کو ریلوے انتظامیہ تسلیم کرتی ہے :۔

(۱) یونائیٹڈ یونین پاکستان ویسٹرن ریلوے کے مرکز سے باہر کے ملازمین کی فلاح وبہبود وغیرہ کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

(۲) ریلوے مزدور یونین برائے ورکشاپ ۔ یہ ریلوے ورکشاپ میں کام کرنے والوں کی فلاح وبہبود کا خیال رکھتی ہے۔

دلکش تاریخی مقامات

ٹیکسلا، ہڑپہ اور موہنجوڈرو جیسے تاریخی مقامات کو جانے کے لئے پاکستان ویسٹرن ریلوے کے اسٹیشن موجود ہیں جب کہ دوسرے دُور دراز کے دلکش مقامات کی سیاحت کے لئے ریلوے کی لائنیں دُور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ پاکستان میں سیاحت کی فروغ کے لئے پاکستان ویسٹرن ریلوے نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے ۔ ریلوے نے گزشتہ چند سالوں میں ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کو بڑی آسانیاں اور سہولتیں فراہم کی ہیں۔

ذیل میں ریلوے اسٹیشنوں کا گوشوارہ دیا ہے جہاں سے مختلف تاریخی مقامات کو سیاح آسانی سے جا سکتے ہیں۔

ریلوے اسٹیشن	دلکش مقامات
جنگ شاہی	ٹھٹھہ

روہڑی اور سکھر ——— سکھر بیراج اور سنگل سپین ایوب برج جو دنیا میں اپنی لمبائی کی وجہ سے تیسرے نمبر پر ہے۔

موہنجوڈرو ——— موہنجوڈرو کے آثار قدیمہ۔

کوئٹہ ——— خانجیل، خاڈیم اور زیارت ایک بہترین صحت گاہ

ساہیوال ——— ہڑپہ کے آثار قدیمہ۔

لاہور ——— شالیمار میں مغل بادشاہوں کے باغات، باغ جناح ملکہ نورجہاں اور شہنشاہ جہانگیر کے مقبرے، بادشاہی مسجد، سنہری مسجد، وزیر خاں کی مسجد۔ شاہی قلعہ۔ عجائب گھر اور چڑیا گھر وغیرہ۔

ٹیکسلا گوتم بدھ کے زمانے کے تاریخی کھنڈرات۔

راولپنڈی مری پہاڑ اور اس کے خوبصورت مقامات اور تفریحی مقامات۔

حویلیاں وادئی کاغان جو سیاحت کے لئے بہت مشہور ہے۔

پشاور۔ لنڈی کوتل تاریخی درہ خیبر اور جمرود کا قلعہ۔

درگئی سوات، چترال اور دیر کے قدرتی مناظر۔

ٹرانسپورٹ اتھارٹی

مغربی پاکستان میں سال زیر تبصرہ سال کے دوران مشینوں کے ذریعے چلنے والی موٹر گاڑیوں کی آمدورفت کی صورتِ حال مجموعی اعتبار سے اطمینان بخش رہی۔ ان کا انتظام صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سپرد ہے۔ جو موٹر وہیکل آرڈی نینس مجریہ ۱۹۶۵ء کے تحت تمام انتظامیہ کی نگرانی کرتی ہے۔ صوبہ میں ٹرانسپورٹ سے متعلق پالیسی یہی ادارہ مرتب کرتا ہے اور ہر ایک ڈویژنل ہیڈکوارٹر کو تمام ریجنل اتھارٹیوں کے ذریعے پالیسی کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے۔ ریجنل اور صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سربراہ تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد آمدورفت کی صورتِ حال کو مزید ترقی دینے کے لئے مشورے کرتے ہیں۔

موٹر گاڑیوں کی تعداد

۱۹۶۶ء کے دوران میں مختلف قسم کی موٹر گاڑیوں کی تعداد بڑھ کر ۲۵,۳۹۱۹ ہو گئی جس میں ۳۱۶,۰۰۰,۱۰ کاریں جیپیں اور اسٹیشن ویگن بھی شامل تھیں۔ سال زیر تبصرہ کے دوران ۱۸۱۷ بسوں، ۸۱۹ موٹر گاڑی ٹیکسیوں اور ۷,۰۹۰ رکشاؤں اور ۳۰۳۵ سامان لے جانے والی موٹر گاڑیوں کا اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ سال زیر تبصرہ کے دوران ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹیوں نے اپنے متعلقہ مختلف علاقوں میں ۱۵۹ شاہراہوں پر موٹر گاڑیاں اور ٹیکسیاں چلانے کی اجازت دی۔

تادیبی کارروائی

سالِ رواں کے دوران شعبہ ٹرانسپورٹ کے علاقائی حکام نے ایسے روٹ پرمٹ رکھنے والوں اور ڈرائیوروں کے خلاف انضباطی کارروائی جاری رکھی جو عوام کو سفر کی مطلوبہ سہولتیں فراہم کرنے میں

مستثنیٰ قرار دیا جائے اور ایسی مشینوں کی درستی کے سرٹیفکیٹ چھ مہینے کی بجائے ایک سال میں جاری کئے جانے چاہئیں۔

علاوہ ازیں ایسی موٹر گاڑیوں کو سہ ماہی روڈ ٹیکس اور رجسٹریشن فیس سے پہلے ہی مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔

فرائض

روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے سرمایہ کا ناجائز طور پر ضیاع روکنے کے پیش نظر اتھارٹی نے موجودہ قانون میں چند ترامیم منظور کی ہیں جن کے تحت قانون کو مؤثر بنا کر کنڈیکٹروں کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ تاکہ وہ مسافروں سے کرایہ لینے کے باوجود ٹکٹ جاری نہ کرنے کے رجحان کو ختم کریں اور بغیر ٹکٹ حاصل کئے ہوئے مسافروں کی اعانت نہ کریں۔

رفتار کے پیمانے

ماضی قریب میں موٹر گاڑیوں کے بہت سے حادثات رونما ہوئے جو تیز رفتاری، جلد بازی اور ڈرائیوروں کی نا اہلی کی وجہ سے معرض وجود میں آئے جن کی وجہ سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے اور بہت سے لوگوں کی جانیں تلف ہوئیں۔

تجارتی موٹر گاڑیوں کی تیز رفتاری کے رجحان کو ختم کرنے کے پیش نظر ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے ایک سکیم منظور کی ہے جس کے تحت رفتار کے پیمانوں کی تنصیب کی گئی اور بسوں اور دوسری موٹر گاڑیوں میں مختلف درجوں میں تیز رفتاری، مجموعی سفر، مسافت اور ٹھہرنے کی میعاد کی پڑتال کرنے کے آلات لگائے گئے۔ رفتار پیما کو رائج کرنے سے پہلے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انہیں اب نئی بسوں میں نصب کیا جائے جو پہلی دفعہ رجسٹرڈ ہوں گی۔ البتہ جو پہلے سے موجود ہیں ان میں رفتار پیما کو ایک سال کے اندر اندر نصب کر دیا جائے گا۔

ٹرانسپورٹ مزدوروں کی مشکلات

ستمبر ۱۹۶۷ئہ میں حکومت مغربی پاکستان نے ایک کمیٹی بنائی تھی جو ٹرانسپورٹ مزدوروں کی دیکھ بھال اور ان کی بہبود کا خیال رکھتی ہے۔ یہ کمیٹی متعلقہ پارٹیوں سے اظہار خیال کرتی ہے۔ مزدوروں کے نمائندوں سے مشورہ کرتی ہے اور مختلف ٹرانسپورٹ کے مالکوں سے رابطہ رکھتی ہے۔ یہ کمیٹی ٹرانسپورٹروں کی مشکلات کی جانچ پڑتال کرتی ہے جو انہیں مختلف اوقات میں پیش آتے ہیں۔ یہ کمیٹی ان کے مسائل کا جائزہ لیتی ہے اور ایک جامع اور مفصل رپورٹ اپنی سفارشات کے ساتھ حکومت کو پیش کرتی ہے تاکہ ٹرانسپورٹ کے شعبہ کی اصلاح ہو سکے اور حکومت کمیٹی کی ان سفارشات کو منظور کر کے متعلقہ محکموں کو عملدرآمد کے لئے بھیج دیتی ہے۔

سماجی بہبود

۶۸-۱۹۶۷ء میں ترقی و بہبود کے معیار کو قائم رکھا گیا مزید براں "مثالی یتیم خانہ کے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے

علاقائی ترقی کا منصوبہ

(ا) شہروں میں علاقائی ترقی کے منصوبے

حکومت کے ان ترقیاتی منصوبوں پر رضا کارانہ طور پر کام ہو رہا ہے۔ ۱۰ نئے پراجیکٹ کھول کر ان کی کل تعداد ۱۷ ہو گئی ہے۔ اور درج ذیل گوشوارہ سے پراجیکٹوں کی ترقی کی صورت حال کا علم ہوتا ہے۔

پروگرام	۳۰ جون ۶۸ تک قائم کردہ ۱۷ پراجیکٹ	
دستکاری کی تربیت	مراکز کی تعداد	اوسطاً یومیہ حاضری
۱۔ عورتوں کے لئے سوزن کاری کے مراکز	۱۱۵	۳۲۵۳ "
۲۔ مرد اور عورتوں کے لئے دستکاری کی تربیت کے مراکز	۱۸	۶۴۰ "
پروگرام	مراکز کی تعداد	اوسطاً یومیہ حاضری
II تعلیم		
۱۔ پرائمری سکول	۴۵	۴۲۶۱

پروگرام	مراکز کی تعداد	اوسطاً یومیہ
۲ - سیکنڈری اور لوئر سیکنڈری سکول	۶	۱۱۳۱
۳ - سکول کے لڑکوں کے لئے کوچنگ کا انتظام	۱۰	۲۵۰
۴ - گونگوں اور بہروں کا سکول	۲	۷۰
۵ - مرد اور عورتوں کے لئے تعلیم بالغاں	۴۶	۱۵۶۴
۶ - دینی تعلیم	۳۰	۷۰۴
۷ - لائبریری / مطالعہ گاہ	۴۷	۲۰۶۰
III صحت		
۱ - زچہ بچہ کے مراکز	۲۳	۱۷۰۰
۲ - ڈسپنسریاں (ایلوپیتھک)	۲۶	۱۸۰۵
۳ - ڈسپنسریاں (دوسری طرح کی)	۱۴	۷۵۱
۴ - تپ دق کے کلینک	۱	۸۳
IV تفریح کے ادارے		
۱ - نوجوانوں اور بچوں کے لئے تفریح کے مراکز	۱۵۲	۳۷۶۴
۲ - بڑوں کے لئے تفریح کے مراکز	۸۲	۲۲۶۹
V متفرق		
امداد باہمی کی سوسائٹیاں	۳	۵۰۰
گرل گائڈ کے مراکز	۱	۵۰

نظامتِ اعلیٰ کی تمام کی تمام سرگرمیاں معاشرے کے استحکام اور معاشی ترقی کے لئے متعین کی گئی ہیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے نظامت نے شہری کمیونٹی کی ترقی کے لئے لاہور میں "چھوٹی گھریلو بچتیں" کے نام سے ایک تجربہ کیا ہے جس کے نتیجے میں ۲۰۰۰ سیونگ اکاؤنٹ کھولے گئے

جن کی مالیت ۵۰،۰۰۰ روپے تھی۔

(ب) دیہی طبقہ کی ترقی کے پراجیکٹ

اب تک ۱۴ پراجیکٹ یعنی ۶۷-۱۹۶۶ء میں چھ اور ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۸ کھولے جا چکے ہیں جبکہ بالغوں (مرد اور عورتوں) کے لئے خواندگی کے مراکز، مردوں کے لئے دستکاری تربیت کے مراکز، تفریحی پروگرام ڈسپنسریاں اور زچہ بچہ کے کئی مراکز پہلے سے کام کر رہے ہیں

(ج) معاشرتی و معاشی مراکز کراچی

سر دست اس مرکز کے تحت چار شعبے کام کرتے ہیں جس میں نہ صرف عورتوں کو تربیت دی جاتی ہے بلکہ عورتوں کو معاوضے پر بھی کام ملتا ہے۔

۱- نوجوانوں اور بالغوں کے لئے سگار، سیاہی اور موم بتیاں بنانے کا پیشہ ورانہ تربیتی مراکز

۲- ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۲۵۳ عورتوں نے اپنی تربیت مکمل کی اور اس وقت اس مرکز میں ۱۴۲ عورتوں زیر تربیت ہیں۔

۳- سال رواں کے دوران مرکز کی بنائی ہوئی اشیاء ۹۰۰۰ روپے میں فروخت ہوئیں جس میں تقریباً ۴۰۰۰ روپے کارکنوں کو بطور معاوضہ دیئے گئے۔

(د) انسداد گداگری

۸ مئی ۱۹۶۷ء کو ۷۵ معذور بھکاریوں کے لئے بہبود گداگری کا مرکز قائم کیا گیا۔ ان کو کار آمد شہری بنانے کے لئے دستکاری کی تربیت دی جاتی ہے۔

(ر) کراچی اور راولپنڈی میں محتاج اور مفلس عورتوں کی بہبود کے مراکز

یہاں پر عورتوں کو سوزن کاری، کھانا پکانا سکھایا جاتا ہے۔ انہیں ملازمتیں دلائی جاتی ہیں

اور کچھ لڑکیوں کی شادی کا انتظام کیا جاتا ہے کچھ شادی شدہ عورتوں اور خاوندوں کے درمیاں تصفیہ کرایا جاتا ہے۔ ان مراکز نے اب تک ۱۵۰ محتاج عورتوں کو ملازمتیں دلائی ہیں۔

بچوّں کی بہبود اور تربیّت کا ادارہ

(۱) بہبود اطفال کے لئے تربیّت

اپنے قیام سے لیکر اب تک اس ادارہ کے تحت چھ لمبی مدت کے کورس پڑھائے گئے اب ۱۷۰ بچوں کے نگرانوں کو تربیت دی گئی۔ اس میں کم مدت کے کورس بھی تھے جن میں بہبود اطفال کے ۱۲۵ ناظموں اور رضا کاروں کو تربیت دی گئی۔

ملازمت کے دوران تربیّت

ملازمت کے دوران تربیّتی شعبہ ۱۹۶۷ء میں قائم کیا گیا۔ ۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران تربیت پانے والوں کی تعداد ۳۰ ہو گئی ہے جبکہ نومبر اور دسمبر ۱۹۶۷ء میں ۲۵ سوشل ویلفیر افسروں کو تربیّت دی گئی۔ اسی سال کے دوران مئی جون میں نئے مقرر کردہ ۳۰ سوشل ویلفیر افسروں کو تربیت دینے کا اہتمام کیا گیا۔

سکول سوشل ورک پراجیکٹ

۱۔ بچوّں کی تربیت و بہبود کے لئے ضروری ہے کہ طلباء، اساتذہ، اساتذہ و والدین اور والدین و اولاد کے رشتے اور تعلق کو مضبوط کیا جائے۔

۲۔ سکول اور گھر میں ماحول کی ناسازگاری کی بناء پر جو طلبا مسائل میں گھر جاتے ہیں۔ ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے نظامت اعلیٰ نے تعلیم کی انتظامیہ کی امداد کے ساتھ ۶ سکول سوشل ورک پراجیکٹ قائم کئے ہیں۔

عورتوں اور بچوں کا مرکز سیالکوٹ

اس مرکز میں بیواؤں کو اپنے بچوں کے ساتھ رہنے کے لئے کوارٹر ملے ہوئے ہیں اور انہیں گھریلو نظام چلانے کے لئے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ اس مرکز میں محنت تعلیم اور تربیت کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں ۱۵ عورتوں کو تربیت دے کر مرکز سے رخصت کیا گیا۔ اب ان کی ۶۰ روپے اور ۸۰ روپے ماہانہ آمدنی ہے۔ عورتوں کے لئے "کام اور روزگار مرکز" اس ادارہ کے ساتھ کھولا گیا ہے۔

بے کس اور لاوارث بچوں کا مرکز

۶۸-۱۹۶۷ء میں لاوارث اور بے کس بچوں کے لئے یہ مرکز قائم کیا گیا۔

معاشرتی بہبود کی رضاکارانہ انجمنیں

عام اندازہ یہی ہے کہ اس طرح کی ۲۰۰۰ انجمنیں موجود ہیں ان میں سے ۷۷۶ انجمنیں اب تک رجسٹرڈ ہو چکی ہیں ان کی کارکردگی کو بڑھانے اور منصوبہ بندی کی سکیموں کو بہتر بنانے کے لئے نظامت اعلیٰ کافی امداد کرتی ہے۔

مثالی یتیم خانے

انجمن سلیمانیہ کی امداد سے ہائی کورٹ کے جج کی سرکردگی میں لاہور میں ایک مثالی یتیم خانہ کھولا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک ہوسٹل بھی زیرِ تعمیر ہے۔ جہاں یتیم علاقے کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ رہیں گے اور یہ سکول یتیموں اور دوسرے بچوں کی نگہداشت کرے گا۔

اس سکیم میں صرف فرق اتنا ہے کہ یتیموں کے اخراجات انجمن برداشت کرے گی جبکہ

دوسرے بچوں کے اخراجات ان کے والدین ادا کریں گے۔

اس طرح اس سکول میں دونوں طرح کے بچوں کی تعلیم اور غیر نصابی سرگرمیوں کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

کراچی میں بارش سے متاثرہ علاقوں کے لئے امدادی کام

جولائی ۱۹۶۷ء میں کراچی کو بارش اور طوفان سے کافی نقصان پہنچا۔ سماجی بہبود کی نظامت اعلیٰ نے فوراً ہی امدادی کام شروع کر دیا۔ مختلف امدادی کیمپوں میں کراچی کی انتظامیہ کی سہولت کے لئے ۲۰ سوشل ویلفیئر افسر تعینات کئے گئے۔ ان کیمپوں میں متاثرہ افراد کی تعداد ۷,۵۰۰۰ تھی۔

کراچی میں لیاری کے علاقے میں نظامت اعلیٰ نے بحالیات کا کام سنبھالا اور مقامی انتظامیہ کی اجازت سے اس علاقے میں امداد کا کام کر کے کراچی انتظامیہ کی مشکلات کو دور کیا۔

محکمہ اوقاف

محکمہ اوقاف جنوری ۱۹۶۰ء میں وجود میں آیا اور صوبہ کی وقف املاک کا انتظام اس کے سپرد کیا گیا۔ اس وقت یہ محکمہ وقف املاک کا انتظام کرتا ہے۔ اور بعض اوقات نئی جائدادیں بھی اپنی تحویل میں لیتا رہتا ہے۔

اس محکمہ کی تحویل میں دی گئی زیادہ تر املاک خستہ حالت میں تھیں اور روز بروز اس کی حالت ابتر ہوتی جارہی تھی اس لئے اُس کی مرمّت اور درستی کو اولیت اور افضلیت دی گئی ان املاک کی ہیئت کو ٹھیک اور بہتر رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ اس محکمہ کی آمدنی کو بڑھایا جائے۔ اس سلسلے میں یہ محکمہ حتی المقدور کوشش کر رہا ہے۔

وقف املاک کا کرایہ جن میں مکانات، دُکانیں اور پلاٹ وغیرہ شامل ہیں متعلقہ علاقوں میں نجی املاک کے موجودہ کرایوں کی شرح پر ازسرِنو تشخیص کیا گیا اور نذرانہ بکسوں کے اہتمام کے لئے بہتر انتظامات کئے گئے اسی لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں محکمہ اوقاف کی مجموعی آمدنی ۶۴۵۸۲۱۸ روپے ہو گئی ہے۔

اہم مرحلے

مذہبی امور کمیٹی کے ممبران وقف املاک کی بہبود اور مزاروں میں مذہبی تقریبات کے سلسلے میں

انتظامیہ کی مدد کرتے رہتے ہیں۔

تعلیم

پائلٹ پرائمری سکول بمقام مزار بر مزار میاں وڈا، مزار مادھو لال حسینؒ لاہور اور مسجد وزیر خاں ..... بہت مشہور ہیں مسجد وزیر خاں میں پائلٹ پرائمری اسکول کی نئی عمارت بنوانے کی تجویز زیر غور ہے۔

مالی امداد

حیدر آباد اور کراچی ڈویژن کے ۲۴ مدرسوں اور دارالعوام کو ۲۸۰۴۲ روپے کی مالی امداد دی گئی علاوہ ازیں مغربی پاکستان کے ضرورت مند طلباء کو بھی بہت سے وظیفے دیئے گئے۔

قرضِ حسنہ

اس سال میڈیکل اور انجینئرنگ کے ۲۶ طلباء میں ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بلا سود کے قرضوں کی صورت میں تقسیم کی گئی۔ قرضِ حسنہ دیتے وقت طلباء کی ذہنی قابلیت اور اقتصادی حالت کو خاص طور پر مدِ نظر رکھتے ہیں۔

نابینا طلباء کے لئے تدریسِ قرآن کے مراکز

لاہور، ملتان اور پشاور میں نابینا حضرات کے لئے قرآن پاک کی تدریس کے لئے مراکز کھولے گئے ہیں۔ جہاں نابینا طلباء کو مالی امداد دی جاتی ہے اور انھیں قرآن پاک، زبانِ عربی اور عام لکھائی پڑھائی کے علاوہ ریاضی کی تعلیم بریلی نظام (نابینا حضرات کے لئے ایک نظامِ تحریر و تقریر) کے مطابق دی جاتی ہے۔

لائبریریاں اور دارالمطالعے

پورے صوبے میں مختلف مقامات پر تقریباً ۱۰۱ دارالمطالعے اور لائبریریاں، مساجد اور مزاروں کی عمارتوں میں قائم کی گئی ہیں جن کے لئے قرآن پاک، حدیث، اور مشاہیر اسلام کی سوانح اور دیگر مذہبی کتب فراہم کی گئی ہیں۔

لائبریریوں میں داتا دربار لاہور کی مجوزہ لائبریری قابل ذکر ہے جو جلد ہی مکمل ہو جائے گی۔ اُس میں تقریباً ۵۰۰۰ کتب ہوں گی۔ اور پڑھنے والوں کے بیٹھنے کے لئے انتظام بھی ہو گا۔ یہ لائبریری اسلامی علوم کا تحقیقی مرکز ثابت ہو گی۔

ریویو اور تنظیمِ نو کی کمیٹی

اس کمیٹی کے اغراض و مقاصد یہ ہیں کہ وہ گذشتہ پانچ سال کے دوران میں محکمہ اوقاف کی کارکردگی اور پالیسیوں کا جائزہ لے اور ساتھ ہی ساتھ پالیسیوں کے سلسلے میں انتظام و انصرام کو بہتر بنانے کے متعلق اپنی سفارشات پیش کرے تاکہ وہ مقاصد حاصل ہو سکیں جن کے پیشِ نظر محکمۂ اوقاف وجود میں آیا تھا۔

علاقائی دفاتر کی سرگرمیاں

مرکزی و جنوبی زون ملتان، پشاور اور کراچی کی وقف املاک پر جن میں مزار اور مساجد شامل ہیں زیر تبصرہ سال کے دوران معقول رقوم مرمت اور تزئینِ نو کی صورت میں خرچ کی گئی ہیں صرف یہی نہیں ہوا بلکہ چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف کی منظوری کے بعد صوبے بھر میں علاقائی ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی ذمہ داری اس محکمے نے قبول کی ہے۔ جو ملک کی معاشی ترقی میں بہت ممد و معاون ثابت ہو گی۔

تربیتی درسگاہ

امام معلم تربیتی درسگاہ میں جو جامعہ اسلامیہ بھاولپور سے ملحق ہے نو ماہ کے دو کورس ہوتے ہیں یہاں آئمہ اوقاف کو تربیت دی جاتی ہے اس درسگاہ کی تنظیم نو ہو چکی ہے۔ محکمہ تعلیم کی جے۔ وی تربیت کے برابر اس ٹریننگ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جب سے یہ درسگاہ قائم ہوئی ہے بہت سے آئمہ اوقاف اس میں تربیت پا چکے ہیں اور اُمید ہے کہ اس ادارہ کا گریڈ بھی بڑھا دیا جائے گا۔ اور اس کو علماء کی تعلیمی درسگاہ کا درجہ دیا جائے گا۔ جہاں اُن کو مختلف مضامین کی تعلیم کے علاوہ تبلیغ اسلام کے اصول بھی سکھائے جائیں گے۔

مدرسوں اور دار العلوم کا الحاق

محکمۂ تعلیم مغربی پاکستان کی طرف سے اِن احکامات کا اجراء ہوا ہے کہ عربی اسکول (فاضل رہائی)، اور رفیق العلماء (مڈل) کے درجوں کے لئے جامعہ اسلامیہ بھاولپور کا نصاب آئندہ تعلیمی سال سے مروج کیا جائے اور جامعۂ اسلامیہ بھاولپور سے ان درجوں کا الحاق کیا جائے۔

اشاعت

ایک اسکیم یہ تیار کی گئی ہے کہ پاک و ہند کے بڑے بڑے اور مشہور بزرگانِ دین کے حالاتِ زندگی اور اُن کے افکار و خیالات کو نایاب کتب میں سے اکٹھا کر کے شائع کیا جائے تاکہ ہمارے عوام اُن کے حالات زندگی اور پاکیزہ اعمال سے روشناس ہوں اور ان پر عمل پیرا ہوں ذیل میں اُن نادر کتب کی اشاعت کی تفصیل درج ہے۔

۱۔ مکتوباتِ امام ربانیؒ۔ جنھوں نے اکبر بادشاہ کی بدعتی مذہبی پالیسی کے خلاف جد و جہد کی تھی۔

۲۔ مکتوبات سعدیہ۔

۳۔ رسائل و مکتوبات مجددیہ امام ربانیؒ۔

۴۔ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے خطبات۔

۵۔ نزہت الخواطیر کا اردو ترجمہ (پاک و ہند کے بزرگان دین کے حالات زندگی۔

(جلد نمبر ۱ تا ۴)

۶۔ بابا فریدالدینؒ کے حالاتِ زندگی اور یادداشتیں۔

۷۔ روحانی پیشوا مجدد الف ثانیؒ کی نظمیں، خطوط کے اقتباسات اور مقولے۔

۸۔ زبدۃ المقامت (جو شائع ہو رہی ہے) صوفیائے کرام کی یادداشتیں۔

۹۔ حضرت سچل سرمستؒ کے حالات زندگی۔

۱۰۔ الاوراض۔ اسلامی زہد و تقویٰ اور اخلاق و آداب کا کتابچہ۔

۱۱۔ روحانی ترون (پشتو میں بزرگان دین کے حالات زندگی پر معیاری پرچہ۔)

۱۲۔ نصاب فارسی (فارسی کے نظم و نثر کا دو جلدوں میں مجموعہ)

صحت

محکمۂ صحت کا بنیادی کام عوام کو طبی سہولتیں فراہم کرنا، ان کی بیماریوں اور دوسرے حادثات کو دُور کرنا اور ان کی صحت کی بحالی کے لئے کوشش کرنا ہے۔ اور اس سلسلے میں میڈیکل افسروں کو تربیت دینا بھی اس محکمہ کے فرائض میں شامل ہے۔

شعبۂ صحت کے لئے ۶۸-۱۹۶۷ء کے مالی سال کے دوران ۴۴۰۲۲۸ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے اس رقم سے ۱۱۷ سکیموں پر کام جاری کیا گیا اور ۵۳ نئے منصوبوں پر کام شروع کیا گیا۔

سال زیر تبصرہ میں جن بڑے بڑے منصوبوں پر کام کا آغاز ہوا اور جن منصوبوں کو مکمل کر لیا گیا ان میں انسداد ملیریا، خاندانی منصوبہ بندی، انسداد تپ دق اور ان کے علاوہ موجودہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی تعمیر اور ترقی شامل ہے۔ اس کے علاوہ ان منصوبوں میں ادویات اور اشیاء خوردنی کے تجزیہ کے لئے تجزیہ گاہیں بھی شامل ہیں۔

انسدادِ ملیریا

ملیریا کے انسدادی پروگرام کے تحت ۲۶ ضلعوں میں کام جاری ہے اور اس پروگرام سے ان اضلاع کے تقریباً ۵۵۲۰۶۴۰۳۴۴ نفوس مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پشاور، خیبر، مالا کنڈ ایجنسی اور شمالی و جنوبی وزیرستان کے سرحدی علاقوں میں بھی ملیریا کے انسداد کا کام ہو رہا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی

اس سکیم پر یکم جولائی ۱۹۶۵ء میں عمل درآمد شروع ہوا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ۱۹۷۰ء تک شرح پیدائش

۵۰ سے ۶۰ فی ہزار تک لائی جائے۔ پہلے سال صرف ۲۳ ضلعوں میں کام کا آغاز کیا گیا اور دوسرے سال سوات اور دیر کی ریاستوں اور قبائلی علاقوں میں بھی اس سکیم پر عمل درآمد شروع ہو گیا۔ اس وقت ۲۹ ضلعوں میں خاندانی منصوبہ بندی کا کام جاری ہے اور تیسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران ۳۶ ضلعوں میں خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز کھولنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

انسدادِ تپ دق

اِس وقت پاکستان میں تپ دق کا مرض قومی صحت کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ تیسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران اس مہلک بیماری کی روک تھام کے لئے ایک کروڑ ۵۵ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی اور اس بیماری کے خلاف مہم کو تین طریقوں سے عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔

(۱) دس سال تک کے بچّوں کے لئے بی سی جی کے ٹیکوں کا اہتمام کیا گیا تاکہ بیماری کے خلاف ان کی قوتِ مدافعت بڑھائی جائے۔

(۲) مرض کی ابتدائی تشخیص اور علاج کے لئے مقامی طور پر تپ دق کے کلینک قائم کئے گئے۔

(۳) بیماری کی شدّت کے دوران ہسپتالوں میں داخلہ اور علاج کی سہولتیں فراہم کی گئیں۔

بی سی جی کے ٹیکے

بی سی جی کے ٹیکوں کے پروگرام کے تحت ۱۹۶۷ء کے اختتام تک صوبہ بھر میں ۱۴۱۱۱۹۳۴ اشخاص کو ٹیکے لگائے گئے۔ ابتدا میں بی سی جی کی صرف ۱۶ گشتی ٹیمیں کام کر رہی تھیں جن کی تعداد اب بڑھ کر ۲۷ ہو چکی ہے۔

مریضوں کے لئے بستر

صوبہ بھر میں ۷ صحت گاہیں اور ۱۲ ہسپتال موجود ہیں جن میں ۲۲۸۲ بستروں کا انتظام ہے۔ اس کے علاوہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لڑکے اور ۱۰۶ لڑکوں نے ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ ۶۸ طلباء نے بی ڈی ایس کی کلاسوں میں ڈی مانٹ مورنسی کالج ڈینٹسٹری لاہور اور ڈینٹل یونٹ لیاقت میڈیکل کالج، حیدرآباد اور خیبر میڈیکل کالج پشاور میں داخلہ لیا اور ۲۹ طلباء نے امتحان پاس کیا۔ ۱۶۹ سند یافتہ ڈاکٹروں کو مختلف طبی کالجوں میں ایم بی بی ایس کے کورس کے لئے داخلہ دیا گیا۔ خیبر میڈیکل پشاور میں سوات کے طلباء کے لئے ۴۴ سیٹیں بڑھائی گئی ہیں۔ غیر ملکی طلباء کی موجودہ سیٹوں کے علاوہ صوبائی گورنر نے دوسرے ملکوں سے دوستانہ مراسم بڑھانے کے لئے ۱۱ مزید سیٹوں کی اجازت دی ہے جس میں سے ۶ ایران اور ۵ سعودی عرب کے طلباء کے لئے ہوں گی۔

۵۰ ڈاکٹر مختلف مضامین میں پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں سے ۲۵ کو غیر ممالک میں ٹریننگ پر بھیجا گیا تھا۔ سال رواں میں مختلف میڈیکل کالج کے نادار طلباء کو ۳۰۵۰۰۰ روپے کے وظائف دیئے گئے۔ لیاقت میڈیکل کالج کی توسیع و ترقی، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں بجلی کے پنکھوں کے لئے اے۔سی کرنٹ کی فراہمی اور ڈاؤ میڈیکل کالج کراچی میں کراڈسٹور بج کی تبدیلی کا کام تیزی سے جاری ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں لڑکیوں کے لئے نئے ہوسٹل کی دوسری منزل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں لڑکوں کے نئے ہوسٹل، نشتر میڈیکل کالج میں لڑکیوں کے ہوسٹل اور لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور میں جونیئر افسران کے لئے فلیٹ اور ۴۰ طلباء کے لئے ہوسٹل کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں لڑکوں کے ہوسٹل میں بجلی کے پنکھوں کے لئے اے۔سی کرنٹ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

نرسنگ سروسز

اس وقت مغربی پاکستان میں زچہ بچہ کے ۴۳۷ مراکز کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کہوٹہ، عیسیٰ خیل، شکرگڑھ، ڈگری، باغ، صوابی، وزیرآباد اور سجاول کی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ۸۵ ابتدائی دیہی صحت کے مراکز موجود ہیں۔ جہاں زچہ بچہ کے شعبے کھولے گئے ہیں اور ہر ایک میں لیڈی ہیلتھ وزیٹر کا تعین کیا گیا ہے۔

اسی طرح کے مراکز تعلیمی کالجوں میں بھی طلباء کی تربیت کے لئے موجود ہیں۔ سیالکوٹ میں ایک پرانے ہسپتال کو بھی زچہ بچہ مرکز میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ سالِ رواں کے دوران ۱۸ مراکز مزید کھولے جا چکے ہیں۔ لاہور، پشاور، حیدرآباد، کراچی اور کوئٹہ کے ۵ پبلک ہیلتھ سکولوں میں ۲۲۲ طلباء کو داخلہ دیا گیا۔ ان میں سے ۱۴۵ کو ۹۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا گیا۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ان پبلک ہیلتھ سکولوں سے ۱۹۷ لیڈی ہیلتھ وزیٹر فارغ التحصیل ہوئیں۔ ان کے علاوہ ۸۰۷ دائیوں، ۲۱۰ مڈوائفوں اور ۲۷ نرس دائیوں کو تربیت دی گئی۔ سالِ رواں کے دوران ۱۲ نرسنگ تربیتی سکولوں سے ۱۵۰ نرسوں نے تربیت مکمل کی۔ پبلک ہیلتھ سکول حیدرآباد اور پبلک ہیلتھ سکول کوئٹہ سے ملحق زچہ بچہ سنٹر کے سٹاف کی رہائشی اور غیر رہائشی عمارتیں تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہیں۔

انتقالِ خون

حکومت نے صوبائی یونٹ کو شعبہ انتقالِ خون مغربی پاکستان میں تبدیل کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اس سکیم کے تحت یہ فیصلہ ہوا کہ ۷،۰۲۵۸۳ روپے کی لاگت سے ۶ ڈویژنل انتقالِ خون کے یونٹ اور ۸ ضلعی عطیۂ خون کے مراکز قائم کئے جائیں اور اس شعبہ کے لئے عمارت جو تعمیر ہونی ہے اس کی زمین کی خریداری کے لئے ۸،۹۹۳۵ روپے کی منظوری دی گئی ہے اور سال رواں کے لئے ڈویژنل یونٹ کے آلات و سامان کی خریداری کے لئے ۳ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

لیبارٹری

غذا میں ملاوٹ کے انسداد کے لئے سالِ رواں کے دوران روہڑی میں ایک مزید لیبارٹری قائم کی گئی ہے۔ بلوچستان میں عوامی صحت کی غذائی لیبارٹری اور کوئٹہ میں غذائی تجزیہ گاہ کے سٹاف کی رہائش گاہوں کی تعمیر کا کام ترقی پر ہے۔

ادویات کی تجزیہ گاہ

معیار سے کم تر ادویات کے تجزیے کے لئے لاہور میں ڈرگ لیبارٹری زیر تعمیر ہے اور جلد ہی یہ اپنا کام شروع کر دے گی۔ تقریباً ۲ لاکھ کا سامان و آلات خریدے جا رہے ہیں۔

پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

یہ محکمہ اگست ۱۹۶۱ء میں قائم کیا گیا جس کے ذمے پانی کی بہم رسانی سروے، تحقیق و جستجو نقشہ کشی نکاسیٔ آب اور پانی کی بہم رسانی کے انتظامات تھے کراچی اور اسلام آباد کو چھوڑ کر جن کے اپنے محکمے ہیں، مغربی پاکستان کے علاقوں کی صحت و صفائی اور ترقی کا کام اسی محکمے کے سپرد کیا گیا۔ اس محکمہ کو حسب ذیل خصوصی امور سونپے گئے ہیں۔

کارکردگی

۱۔ دیہی اور شہری علاقوں میں پانی کی بہم رسانی اور نکاسیٔ آب کی منصوبہ بندی، تیاری اور تکمیل۔

۲۔ اضافی بستیوں کی تعمیر کے لیئے ایسے منصوبے جو محکمہ عمارات و شاہرات کو خصوصی ماہرین میسّر نہ آنے کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔

۳۔ دیہی ترقیاتی پروگراموں اور اس طرح کے مکمل شدہ منصوبوں کی دیکھ بھال کا کام جو بلدیاتی ادارے کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔

اس محکمہ کا سربراہ چیف انجینئر ہے اس کے ماتحت تین ڈائریکٹر ٹیکنیکل اور انتظامیہ کے افسران موجود ہیں وہ ہیڈ کوارٹروں اور فیلڈ میں کام کرتے ہیں ان میں لاہور۔ لائل پور، بہاولپور سکھر، پشاور اور حیدر آباد کے سات دفاتر شامل ہیں اور ساتھ ہی صوبہ کے مختلف قصبوں اور شہروں میں ۲۳ ڈویژن اور ۸۶ سب ڈویژن بھی شامل ہیں۔

اس وقت شہری بہم رسانیٔ آب کی ۲۷ سکیمیں، ۶ نکاسیٔ آب کی سکیمیں اور ۹۰ دیہی

بہم رسانیٔ آب کی سکیموں پر کام ہو رہا ہے۔ یہ محکمہ بلدیاتی اداروں اور کونسلوں کے لئے کافی کارآمد ثابت ہوا جن میں سپیشل سٹاف کی کمی تھی۔ ان اداروں کے لئے ۵ کروڑ اور ۵۸ لاکھ روپے کی لاگت کا کام اس محکمہ نے کیا ہے۔ اس محکمہ نے ماہرین کے مشورہ سے گوجرانوالہ، شیخوپورہ، ملتان، نوابشاہ اور حیدرآباد کے ۵ غیر ملکی امداد یافتہ پراجیکٹوں کے لئے نقشہ کشی کی جس پر ۸ کروڑ روپے لاگت آئی۔ گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے پراجیکٹوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ ملتان اور حیدرآباد میں بھی کام جلد شروع ہونے والا ہے

عظیم راولپنڈی بہم رسانی آب سکیم مرتب ہوئی جس کا مقصد راولپنڈی اور اسلام آباد کے شہریوں کے لئے ۲ کروڑ ۸۰ لاکھ گیلن پانی فراہم کرنا تھا۔ گورنر مغربی پاکستان جناب محمد موسیٰ نے ۸ جنوری ۶۸ء کو اس سکیم کا افتتاح کیا اس سکیم کے پہلے اور دوسرے مرحلے پر ۴ ۲۰ ۴ لاکھ اور ۳۵ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

لیبارٹری تجزیئے کی سہولتیں

اس محکمہ میں ایک مکمل ریسرچ لیبارٹری ڈائریکٹر سینٹری انجینئرنگ کی سرپرستی میں قائم کی گئی ہے۔ جس کے ساتھ ایک ریسرچ افسر اور تجربہ کار عملہ کام کرتا ہے تاکہ اس صوبہ میں روز افزوں تجربات اور تجزیئے کی سہولتوں کی جو مانگ بڑھ رہی ہے اس کو بحسن و خوبی پورا کیا جا سکے۔ اس سکیم کے تحت صوبہ مغربی پاکستان میں بہم رسانیٔ آب کی سکیموں کی جانچ پڑتال بھی ہوتی ہے۔ اس محکمہ کی زیر نگرانی لاہور میں تجزیاتی سیکشن کے لئے ایک ٹھوس قدم اٹھایا گیا ہے جس سے صوبہ بھر میں زیر تکمیل پراجیکٹوں میں مستعمل اشیاء کی خصوصیتوں کی دیکھ بھال کے لئے انجینئروں کا کام آسان ہو جائے گا۔ اس لیبارٹری میں پانی کے بیکٹیریائی تجزیے کے لئے ایک گشتی دستہ قائم کیا گیا ہے جو تمام جدید ساز و سامان ریلیپور فلٹر تکنیک سے آراستہ ہے۔ بہم رسانیٔ آب کی مختلف سکیموں میں اس تکنیک سے پانی کی خصوصیات کی پڑتال کی جاتی ہے۔ جو عوام کو مہیا کیا جاتا ہے۔ لیبارٹری پانی کا تجزیہ کر کے پورے صوبہ کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہی ہے اور پانی میں موجود بیماریوں کی پڑتال کر کے عوام میں وبا پھوٹنے کا سدِّباب

کر رہی ہے۔

تربیت

لیبارٹری انجینئروں کی تربیت کے لئے متواتر سہولتیں بہم پہنچا رہی ہے۔ مختلف اوقات میں اسسٹنٹ انجینئروں اور اورسیروں کو تجزیہ آب کی تربیت دینے کے لئے مختلف اوقات میں ایک ہفتے اور دو ہفتے کے مختصر تربیتی کورس قائم کئے گئے انجینئروں کو جو تدریسی علم اور عملی کام کی تربیت دی جاتی ہے وہ اس محکمہ کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

گردوپیش کی صحت وصفائی

اس پروگرام کے تحت صاف پانی کی بہم رسانی، صحت وصفائی اور نکاسیٔ آب کی سہولتیں مغربی پاکستان کی تمام بستیوں میں مہیا کی جائیں گی۔ ابتداءً اس کے لئے للیانی، وار برٹن، لالہ موسیٰ، تحصیل پشاور اور ٹنڈو جام کی نو یونین کونسلوں میں ۵ پائلٹ پراجیکٹوں پر عمل کرنے کی تجویز زیر غور آئی ہے۔ ان پر ۱۶٫۴۷٫۰۰۰ روپے لاگت آئے گی۔ حکومت سے فنڈ ملتے ہی ان پر عمل درآمد شروع ہو جائیگا۔

عمومی مشاورتی سروس

کنسلٹنگ انجینئروں کو ۱۵۵۰۸۶ لاکھ کی لاگت سے شیخوپورہ، گوجرانوالہ، ملتان، نواب شاہ اور حیدرآباد میں بہم رسانیٔ آب کے ۵ مثالی پراجیکٹ قائم کرنا ہیں ان پر کام شروع ہو چکا ہے۔ اور انجینئرنگ کے مشیروں کے معاہدے کے مطابق جون ۱۹۶۹ء میں یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائیں گے۔

فلمیں

عوام میں صفائی کی عادتیں ڈالنے اور انہیں صاف پانی کی اہمیت سے روشناس کرانے کے

لئے اب یہ محکمہ دستاویزی فلمیں بنانے کی ابتداء کر رہا ہے۔ اس سے ایک طرف تو صوبہ میں بیماریاں ختم ہوں گی۔ دوسری طرف ان بیماریوں پر عوام کی دولت کا ضیاع نہیں ہوگا۔ اور ساتھ ہی بیماریوں کی وجہ سے معذوری ختم ہوگی اور عوام کے کام کی صلاحیتیں بڑھیں گی۔

یونیسف کی امداد

یہ بین الاقوامی ادارہ دیہاتوں کے لئے بہم رسانی آب کی سکیموں میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو مالی امداد دے کر ملک کی کافی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

صحت کے مراکز، سکولوں اور ۵۰۰۰ کی آبادی سے زیادہ علاقوں میں بہم رسانی آب کی دیہی سکیموں کے لئے یہ ادارہ پائپوں اور فٹنگ کی سہولتوں کی صورت میں امداد دیتا ہے۔

اس محکمہ نے اب تک پہلے مرحلے میں ۵۴ بہم رسانی آب کی سکیمیں مکمل کرلی ہیں جن کے تحت عوام کو پینے کے لائق پانی مہیا کیا جاتا ہے۔ دوسرے مرحلے کے لئے محکمہ نے پروگرام مرتب کیا جس میں ۳۲ سکیمیں شامل تھیں اور جو یونیسف بورڈ نے منظور کر لیا تھا۔ اب تک ۸۶ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

قانون

سال رواں کے دوران اس محکمہ نے سات آرڈی ننیس نافذ کئے۔ یہ سب قوانین اور دیوانی و فوجداری قوانین سے متعلق آرڈی ننیس جو کوئٹہ، قلات ڈویژن اور سرگودھا و ملتان بورڈ کے قیام سے متعلق تھے یہ قانونی حیثیت سے بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں

نمبر شمار	سال	ضابطہ	مختصر عنوان
(۱)	۱۹۶۸	اوّل	سول پروسیجر (اسپیشل پروویژنز) آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۲)	۱۹۶۸	دوئم	قانون فوجداری (اسپیشل پروویژنز) آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۳)	۱۹۶۸	سوم	دی پنجاب کورٹ آف آرڈرز (مغربی پاکستان ترمیمی) آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۴)	۱۹۶۸	چہارم	مغربی پاکستان صنعتی تنازعات آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۵)	۱۹۶۸	پنجم	مغربی پاکستان ٹریڈ یونینز آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۶)	۱۹۶۸	ششم	مغربی پاکستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائمنٹ اسٹینڈنگ آرڈرز) آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء
(۷)	۱۹۶۸	ہفتم	مغربی پاکستان بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن (ملتان اور سرگودھا) آرڈی ننیس ۱۹۶۸ء

ایڈووکیٹ جنرل

ایڈووکیٹ جنرل کے محکمے کا خصوصیت کے ساتھ یہ کام ہے کہ کوئی بھی فوجداری مقدمہ جو صوبائی حکومت یا انتظامیہ کی طرف سے بھیجا گیا ہو اُس پہ اپنی سفارشات پیش کرے۔

ایڈووکیٹ جنرل اس محکمے کے سربراہ ہیں۔ اس محکمے کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ کسی بھی معاملے یا مقدمے کے متعلق اپنی رائے دے جو گورنر مغربی پاکستان نے مانگی ہو۔

یہ محکمہ حکومت کی طرف سے دائر کردہ تمام فوجی مقدمات کی ہر مرحلے پہ نمائندگی کرتا ہے چاہے وہ مقدمات ہائی کورٹ میں ہوں یا سپریم کورٹ میں اور یہ محکمہ ملزم کے لئے پروانۂ حاضری کے اجرا اور تحویلِ مجرمین کے مقدمات کی نگرانی بھی کرتا ہے۔

ذیل کے مقدمات میں یہ محکمہ سرکاری وکیل اور افسرانِ قانون کی حاضری کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

(۱) اس قسم کے مقدمات جو ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے ہوں جس میں صوبائی حکومت خود ایک فریق ہو

(۲) یا ایسے مقدمات جو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ہوں جن میں صوبائی حکومت اور سرکاری افسر خود ایک فریق ہوں اور جن کی پیروی خود صوبائی حکومت کر رہی ہو۔

(۳) ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ایسے مقدمات جن میں نہ تو صوبائی حکومت اور نہ ہی افسران ہاتھ ڈالنا پسند کرتے ہوں تو اس وقت حکومت کسی تیسرے فریق کی جگہ مقدمے کی پیروی کرتی ہے۔

یہ محکمہ توہینِ عدالت اور مغربی پاکستان بار کونسل ایکٹ کے قانون کے تحت عائد کردہ مقدمات کا بھی انتظام افسرانِ قانون اور سرکاری وکیل کے ذریعہ کرتا ہے جن کے متعلق ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ سفارش کی ہو۔ اور یہ محکمہ سرکاری وکیلوں کا نگرانِ اعلیٰ بھی ہوتا ہے۔ جن کی خدمات حکومت نے حاصل کی

ذیل میں جو گوشوارہ دیا گیا ہے وہ گذشتہ سال کی کارکردگی کو ظاہر کرتا ہے۔

ہائی کورٹ

مقدمات کی نوعیت	مقدمات کی میزان	جن مقدمات کا فیصلہ حکومت کے حق میں ہوا	جن مقدمات کا فیصلہ حکومت کے خلاف ہوا	مقدمات کی کل میزان جن کے فیصلے سنائے گئے۔
فوجداری مقدمات	۱۰۳۰۲	۳۵۲۷	۲۳۴۱	۵۸۶۸
عرضی دعوے اور دیوانی مقدمات	۱۲۴۷	۳۱۲	۲۰۷	۵۱۹

سپریم کورٹ

فوجداری اور دیوانی مقدمات	۱۴۷	۳۷۴	۱۸۸	۵۶۲

مندرجہ بالا گوشوارہ دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ عدالتوں میں حکومت کے حق میں مقدمات کے فیصلوں کی شرح بڑی اطمینان بخش رہی ہے۔ جن مقدمات میں عدالت ملزموں کو بری کر دیتی ہے یہ محکمہ مملکت کی جانب سے اُن پر نظرثانی کی اپیل کرتا ہے یا حکومت کو مشورہ دیتا ہے کہ کسی مقدمے کی اپیل کرنا مناسب ہے یا نہیں۔ ۱۹۶۷ء کے دوران میں اس محکمے نے ۳۲۹ مقدمات کے سلسلے میں اپنی رائے اور مشورے دیئے

پولیس

جرائم

سالِ رواں کے دوران صوبے میں نظم ونسق کی صورتِ حال کافی تسلی بخش رہی۔سمگلروں ، اشتہاری ملزموں ، مویشی چُرانے والوں اور دوسرے سماج دشمن عناصر کے خلاف سخت کارروائی کی گئی مجرموں کے خلاف خاص مہموں کے دوران ۳۰۰۸ اشتہاری ملزموں اور ۱۰۹۳ اسمگلروں کو گرفتار کیا گیا اور اسی مدت میں ۷،۳۹،۸۰۳ روپے کا مالِ مسروقہ برآمد کیا گیا۔اس کے علاوہ ۵،۹۳ مسروقہ مویشی بھی جن کی قیمت اندازاً ۸۰،۹۴،۴۷ روپے ہوتی ہے برآمد کئے گئے ۔بغیر لائسنس کے اسلحہ کو برآمد کرنے میں بڑی کوششیں کی گئیں۔ ۱۰،۳۳۱ آتشیں اسلحہ ، ۷،۳۶،۰۸ کارتوس اور ۲۰۸۲ دوسرے اقسام کے ناجائز اسلحہ کو برآمد کیا گیا۔

تفتیشی کورسز

مجموعی طور پر ۱۶۱۰ اعلیٰ پولیس افسروں نے سراغرسانی اور تفتیش سے متعلق تربیتی کورس میں شرکت کی۔بعد میں یہ تربیتی کورس ۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء کو ختم کر دیا گیا کیونکہ پاکستان پولیس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ایک سراغرسانی کے اسکول کھولنے کی سفارش کی تھی ۔ مرکزی کابینہ کی منظوری کے بعد ایک سراغرسانی اور تفتیش کا تربیتی اسکول مغربی پاکستان کرائم برانچ کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کی سرپرستی میں قائم کرنے کی منظوری دے دی گئی ہے اور لاہور میں اس اسکول نے ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء سے کام کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اس اسکول میں صوبے کے اعلیٰ پولیس افسروں کو جدید طریقۂ تفتیش جرائم کی تربیت دی جاتی ہے۔

اس کا پہلا سیشن ۱۹۶۷ء کے اواخر میں شروع ہوا تھا جس میں ۲۴ سب انسپکٹروں کو سراغرسانی کی تربیت دی گئی تھی۔

سہ ماہی رسالہ سینٹینل

مغربی پاکستان پولیس کا سہ ماہی رسالہ سینٹینل ۱۹۵۵ء سے شائع ہو رہا ہے۔ اندرون اور بیرون ملک اس کے قاریوں کا حلقہ کافی وسیع ہے۔ یہ رسالہ دلچسپ مضامین پر مشتمل ہوتا ہے جیسے اپنے قانون سے واقفیت، سراغرسانی میں سائنسی امداد، عالمی پولیس کی خبریں، کھیلیں، عدالتی فیصلے، اسلامی فلسفہ، کارٹون اور لطیفے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اس رسالے کے ہر شمارے میں دنیا کے کسی نہ کسی ملک کی پولیس کی مکمل کارگزاری کا حال ہوتا ہے۔ سینٹینل دنیا کی بہت مشہور پولیس تنظیموں سے رابطہ رکھتا ہے اور مغربی پاکستان پولیس کے ہر عہدے دار کے لئے مکمل معلومات اور ہدایات فراہم کرتا ہے اور اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ پولیس کی مکمل کارکردگی کو کتابی شکل دی جائے۔

ٹریفک

اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (ٹریفک) مغربی پاکستان، کا دفتر اکتوبر ۱۹۶۴ء میں قائم ہوا تھا۔ جب کہ ٹریفک کا کنٹرول اور گاڑیوں کی پڑتال کا کام محکمہ ٹرانسپورٹ سے پولیس کے محکمہ کو منتقل کیا گیا تھا۔ یہ دفتر صوبے بھر میں ٹریفک کو مربوط بنانے، حادثات کے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے اور گاڑیوں کی درستی کی جانچ پڑتال کرنے کا کام کرتا ہے۔ یہ دفتر ٹریفک کے بارے میں ایک پالیسی ساز ادارہ ہے اور انتظامی طور پر براہِ راست انسپکٹر جنرل پولیس کے ماتحت ہے۔ قانون کے مطابق ٹریفک کو باضابطہ بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً تمام متعلقہ افسروں کے نام ہدایات جاری کی جاتی ہیں۔

اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (ٹریفک) کی سرپرستی میں ۱۲ موٹر موبائل پٹرول انسپکٹر، اور ٹرانسپورٹ سب انسپکٹر کام کرتے ہیں جو ضلعی پولیس کے تعاون سے صوبے میں ٹریفک کے کنٹرول اور حادثات

وغیرہ کے سدّباب کے لئے انتظام کرتے ہیں۔ ان موٹر موبائل پٹرول انسپکٹر اور ٹرانسپورٹ سب انسپکٹروں نے جو چالان اور مقدمات قائم کئے اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مقدمات کی تعداد	سزا پانے والوں کی تعداد	جرمانے کی رقم کے روپے
۱۹۶۶ء	۳۸۸۴۹	۲۱۴۹۲	۶۲۴۹۸۱
۱۹۶۷ء	۴۳۹۵۸	۲۴۴۹۸	۱۰۶۶۳۴۶

یہ دفتر موٹر گاڑیوں کے ۱۹ ایگزامینروں کے کام کی بھی نگرانی کرتا ہے۔ یہ افسر اس امر کے ذمہ دار ہیں کہ وہ تمام گاڑیوں کی میکانکی موزونیت کو جانچیں اور پیشہ ورانہ لائسنسوں کے لئے امتحان لیں۔ ان افسران سے گاڑیوں کا معائنہ اور گاڑیاں چلانے سے متعلق امتحان کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں۔

سال	پڑتال کی گئی گاڑیوں کی تعداد	ڈرائیوروں کی تعداد		
		امتحان	کامیاب	ناکام
۱۹۶۶ء	۸۹۵۶۶	۱۳۳۴۸	۶۶۷۳	۶۸۷۵
۱۹۶۷ء	۸۴۱۷۳	۱۶۵۹۱	۸۳۱۴	۸۲۷۷

یہ تمام افسران اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس (ٹریفک) کے براہِ راست ماتحت ہیں جو ان افسروں کے کام کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے پورے صوبے کا دورہ کرتے ہیں اور موٹر گاڑیوں ایگزامینروں، گشتی پٹرول انسپکٹروں اور لائسنس دینے والے حکام، سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفاتر کا معائنہ بھی کرتا ہے۔

یکم جولائی ۱۹۶۰ء سے قبل لائسنس جاری کرنے یا ان کی تجدید کا کام محکمہ ایکسائز اور ٹیکسیشن کے سپرد تھا لیکن وہاں کوئی مرکزی ریکارڈ آفس نہ تھا۔ اس کام کی تمام تر ذمہ داری یکم جولائی ۱۹۶۰ء سے محکمہ پولیس کو سونپ دی گئی ہے۔ اور تمام پولیس سپرنٹنڈنٹوں کو لائسنس جاری کرنے کے اختیارات دے دیئے گئے۔ محکمہ ایکسائز اور ٹیکسیشن کے پاس سزا یافتہ لائسنس رکھنے والوں کا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ طریقۂ کار یہ تھا کہ جن ڈرائیوروں کو کبھی جرمانہ ہوتا تھا وہ لائسنس کی دوسری

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۴) میتوں کی نقل و حمل

جو پولیس ملازمین اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران فوت ہوئے ان کی لاشوں کی نقل و حمل پر ۱۴۱۲۱۱ روپے خرچ ہوئے۔

(۵) قابل ادا قرضے

(ا) مختلف پولیس افسروں اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کی بیماری، بچوں کی تعلیم اور شادی وغیرہ میں امداد کی غرض سے ۹،۲۵۰ روپے قرض دیئے گئے۔

(ب) دوسرے عارضی قرضے

اس کے علاوہ ۲۴۲ء۳۰۹۹۰ روپے عارضی قرضوں کی صورت میں پولیس کے ملازمین کو سال زیر تبصرہ کے دوران دیئے گئے۔

مغربی پاکستان پولیس رجمنٹل فنڈ

اس فنڈ سے کینٹین اور سٹور چلائے جاتے ہیں جہاں سے محکمے کے ملازمین سستے داموں روزمرہ ضروریات کی اشیاء مثلاً گندم، گھی، دالیں وغیرہ خریدتے ہیں۔

فلاحی فنڈ

پولیس کے فلاحی فنڈ کا انتظام و انصرام گروپوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ کوئٹہ اور قلات ڈویژن گروپ "اے" حیدرآباد رینج گروپ "بی"، پشاور رینج گروپ "ڈی"، کراچی رینج (کراچی) اور لاہور گروپ "سی" کے تحت ہیں جہاں متعلقہ گروپ کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس انتظام کرتے ہیں۔ ڈپٹی اور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس تنظیم بہبود و قومی رضاکار لاہور اس فنڈ کی انتظامی کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔

میں کئی اقدامات کئے گئے۔

ہ نئے کمرے ڈرائیوروں کے لئے بھی بنا دیئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ دو بہت بڑے اسٹور روم اور تین کمرے ورکشاپ کے لئے تعمیر کر دیئے گئے ہیں اور موٹر گاڑیوں کو ٹھہرانے کے لئے ایک شیڈ بھی فراہم کردیا گیا ہے۔کراچی پولیس موبائل ٹرانسپورٹ ورکشاپ کراچی کے شہر میں ایک بہت بڑی سرکاری ورکشاپ شمار ہوتی ہے۔

ایک تین ٹن وزنی ہاٹی ڈراک لفٹ پولیس موبائل ٹرانسپورٹ لاہور کے ورکشاپ میں نصب کر دی گئی ہے اور ایک نئی مشین بھی یہاں نصب کر دی گئی ہے۔جس کی وجہ سے چھوٹی موٹر گاڑیوں کی کارکردگی میں نمایاں اضافہ ہُوا ہے۔

شہری دفاع

شہری دفاع ملکی دفاع کی اہم کڑی ہے اور امن کے زمانے میں بھی قحط، زلزلے، طوفان، وبائی آتشزدگی اور قدرتی اور سماوی تباہیوں میں محکمہ شہری دفاع کی اہمیت اور ضرورت بڑھ جاتی ہے۔

بھارت سے جنگ کے دوران جو تجربات ہوئے ان کی روشنی میں شہری دفاع کی تنظیم میں فوری تبدیلیوں کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چنانچہ اس کے ڈھانچے کو تبدیل کرنے کے لئے سفارشات پیش کی گئیں اور مختلف مقاموں پر صوبائی اور مرکزی حکومت کی منظوری کے لئے زیر غور لائی گئیں۔

منتخب شہروں میں شہری دفاع کو منظم کرنے کے لئے وزیر داخلہ کی صدارت میں چیف وارڈنوں کی کانفرنس بلائی گئی۔ تنظیم نو، اور شہری دفاع کے مجاہدوں کو مراعات اور سہولتیں پہنچانے کی سفارشات متعلقہ محکموں کو بھیجی گئیں تاکہ شہری دفاع کا جذبہ بڑھے۔

عوام کو شہری دفاع سے روشناس کرانے کے لئے تربیتی کلاسیں قائم کی گئیں اور جسمانی مشقیں بھی کرائی گئیں۔ حفاظتی تدابیر کے لئے حملوں سے بچاؤ کی ترکیبیں بتائی گئیں۔ سرکاری، نیم سرکاری، خود مختار اور محکمہ صنعت و حرفت کے افسروں کو شہری دفاع کے ترقی یافتہ طریقوں کی تعلیم دی گئی تاکہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں شہری دفاع کی تنظیم قائم کرائیں اور صوبہ میں تربیت یافتہ شہری دفاع کے افسر اور انسپکٹر مل کر شہری دفاع کی موثر تنظیم قائم کرنے میں کامیاب ہوں۔

مغربی پاکستان کے فلڈ ریلیف کمشنر کے احکام پر محکمہ نے سرگودھا، ملتان، راولپنڈی سیالکوٹ اور سکھر کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں گشتی دستے بھیجے۔

اس محکمہ کے مخصوص شعبہ نے سرحدی علاقوں کے قریب رہنے والے رضاکاروں

مخصوص تربیت دی۔ انجینئروں، پولیس افسروں کو بھی تربیت دی گئی۔ اس کے علاوہ تمام صوبہ کے مختلف طلباء
شہری دفاع کی تعلیم دینے کے لئے مری میں تربیتی کیمپ لگائے گئے۔

اس محکمہ کے تحت ایک تربیتی ایمرجنسی اسٹیشن بھی قائم کیا گیا ہے جو ہمہ وقت امن کےدنوں میں بھی حادثات رونما ہونے پر اہم خدمات سرانجام دیتا ہے۔

مغربی پاکستان رینجرز

مغربی پاکستان رینجرز کا محکمہ مغربی پاکستان سرحدی پولیس کے مختلف یونٹوں کو مدغم کر کے ۱۹۵۸ء میں تشکیل ہوا جس میں ستلج رینجرز ڈیزرٹ رینجرز اور انڈس رینجرز شامل ہیں جو علی الترتیب سابق پنجاب سابق بہاولپور اور سابق سندھ کے مغربی پاکستان کے پاک و ہند کی سرحدوں کے ساتھ ساتھ مصروف عمل رہتے ہیں۔

مغربی پاکستان رینجرز کو جو کام تفویض کئے گئے ہیں ان میں اسمگلنگ کی روک تھام، پاکستان میں ناجائز طور پر داخل ہونے والوں کی روک تھام، اور سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی جان و مال کا تحفظ، سرحدی علاقوں میں گاؤں کی تنظیمات، سرحدی علاقوں میں سراغرسانی کا اہتمام و انصرام شامل ہے۔ یہ محکمہ اسمگلنگ کی نشاندہی اور روک تھام کے سلسلے میں پولیس اور دیگر محکموں سے تعاون اور رابطہ قائم کرتا ہے۔

ترقیاتی منصوبے میں ستلج رینجرز ہیڈ کوارٹر لاہور، انڈس رینجرز ہیڈ کوارٹر حیدرآباد کی تعمیر شامل ہے اور اس منصوبے میں ہر یونٹ کے لئے رہائشی اور غیر رہائشی تعمیرات بھی شامل ہیں اس پر تخمیناً ۱۵۳۵۱۸۷۰ روپے صرف ہوں گے۔ توقع ہے کہ تیسرے پنج سالہ منصوبے کے دوران ستلج رینجرز اور انڈس رینجرز ہیڈ کوارٹرز کی تعمیرات پایۂ تکمیل تک پہنچ جائیں گی اب تک کام نہایت تیز رفتاری اور تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے۔

یہ تعمیری منصوبہ مختلف مراحل پر محیط ہے اور یہ کئی سال میں مکمل ہوگا۔ ان منصوبوں کے لئے پندرہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ تجویز زیر غور ہے کہ تیسرے پنج سالہ منصوبے میں مندرجہ ذیل تعمیراتی منصوبے شامل کئے جائیں۔

(۱) سیالکوٹ ونگ ہیڈ کوارٹر کی تعمیر۔

(۲) ناروال ونگ ہیڈ کوارٹر کی تعمیر۔

(۳) پاکستان اور ہندوستان کی سرحد پہ کچی چوکیوں کی تعمیر۔

مغربی پاکستان رینجرز نے کئی موقعوں پہ لاہور اور دوسرے اضلاع میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے علاوہ امن و امان اور نظم و نسق قائم کرنے کے ضمن میں سول حکام کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اس فرض کی بجاآوری میں انھوں نے بڑی وفاداری اور دیانتداری کا مظاہرہ کیا اور بغیر کسی خاص پارٹی میں ملوث ہوئے انھوں نے بڑی غیر جانبداری سے نمایاں کردار ادا کیا۔

اِنسدادِ رشوت ستانی

محکمہ انسدادِ رشوت ستانی اُن سرکاری ملازمین کے چال چلن کے بارے میں تحقیقات کرتا ہے جن کے بارے میں حکومت، محکمے، اور قابل اعتماد ذرائع سے رِشوت ستانی اور غلط کار کردگی کی شکایات موصول ہوتی ہیں۔

کسی گزیٹڈ افسر کے خلاف یہ محکمہ صوبائی انسدادِ رشوت ستانی کی کونسل یا صوبائی / ڈویژنل انسدادِ رشوت ستانی کی کمیٹی کی پیشتر منظوری لینے کے بغیر تحقیقات نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی مقدمہ درج کر سکتا ہے۔ گزیٹڈ افسران کے خلاف تمام تحقیقات نظامتِ انسدادِ رشوت ستانی مغربی پاکستان کی وساطت سے کی جاتی ہیں۔ تاہم یہ طریق کار ایسے معاملات پر لاگو نہیں ہوتا جہاں خصوصی اور مستند اطلاع ملنے کے بعد مجسٹریٹ کی سرپرستی میں چھاپے مارے جائیں اور لوگوں کو عین موقعہ پر ارتکاب جرم کرتے ہوئے پکڑا جائے۔

نان گزیٹڈ افسروں کے خلاف کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔ محکمہ انسدادِ رشوت ستانی کے ڈائریکٹر اور علاقائی افسر اس سلسلے میں تحقیقات کرنے اور مقدمات درج کرنے کے خود ہی مجاز ہیں۔

محکمۂ انسدادِ رشوت ستانی مقدمات اور تحقیقات مکمل کرنے کے بعد تمام کاغذات انسدادِ رشوت ستانی کی متعلقہ کونسل یا کمیٹیوں کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ ملزم افسران کے خلاف کارروائی عدالتی طور پر کی جائے یا محکمہ جاتی طریق پر ہو یا اُن کے خلاف تحقیقات بند کر دی جائے اور کاغذات داخل دفتر کر دیئے جائیں۔ نان گزیٹڈ افسران یا مساوی درجے کے ملازمین کے خلاف تحقیقات واپس لینے یا مقدمہ ختم کرنے کے لئے انسدادِ رشوت ستانی کی کمیٹی کی اجازت درکار نہیں۔ ملزم افسران کے خلاف عدالتی کارروائی کے لئے پاکستان کے قانونِ فوجداری کے ترمیمی ضابطہ مجریہ ۱۹۵۸ء کی دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ ۵ کے تحت متعلقہ

حکومت یا محکمے کے سربراہ کی اجازت ضروری ہے ۔

ایسے مقدمات مذکورہ قانون کے تحت متعینہ اسپیشل ججوں کی عدالتوں میں پیش کئے جاتے ہیں ۔ جہاں کہیں یہ فیصلہ ہو جائے کہ کسی ملزم ملازم کے خلاف محکمہ جاتی کارروائی عمل میں لائی جائے گی وہاں مغربی پاکستان کے سرکاری ملازمین (تادیب و اہلیت) کے قانون مجریہ ۱۹۶۰ء کے تحت ایک ابتدائی محکمہ جاتی تفتیش شروع کی جاتی ہے ۔

کارکردگی

زیرِ تبصرہ سال کے دوران میں محکمہ انسدادِ رشوت ستانی نے ۳۶۸۲ ملازمین کے خلاف تحقیقات کی جن میں ۲۷۴ گزیٹڈ افسر تھے ۔ ۳۸۹ مقدمات میں سے ۱۸ مقدمات گزیٹڈ افسران کے خلاف تھے جن کو عین موقعہ واردات پر پکڑا گیا ۔ محکمہ نے ان مجسٹریٹوں کو خاص طور پر اس کام کے لئے تعینات کیا تھا ۔

زیرِ تبصرہ مدت میں ۹ مقدمات گزیٹڈ افسروں کے خلاف اور ۳۱۳ مقدمات نان گزیٹڈ افسروں کے خلاف عدالتی تحقیقات کے لئے بھیجے گئے ۔ ایک گزیٹڈ افسر اور ۷۶ نان گزیٹڈ افسروں کو عدالتوں کی طرف سے سزائیں ملیں ۔ قید با مشقت کی سزا زیادہ سے زیادہ دو سال تک ہوئی اور ۱۰۰۰ روپے تک جرمانہ کیا گیا ۔ تین گزیٹڈ افسروں اور ۱۰۹ نان گزیٹڈ افسروں کو بری کر دیا گیا ۔

۲۷۳ مقدمات و تحقیقات کے لئے جن میں گزیٹڈ افسروں کے خلاف ۳۵ مقدمات شامل تھے محکمہ جاتی کارروائی کرنے کی سفارشات کی گئیں ۔ محکمے کی طرف سے تحقیقات کے بعد تین گزیٹڈ افسروں اور ۶۱ نان گزیٹڈ افسروں کو سزائیں دی گئیں ۔ سزائیں جو دی گئیں اُن میں نوکری سے برطرفی ، جبری ریٹائرمنٹ ، سالانہ ترقی کی بندش اور تنبیہات وغیرہ شامل ہیں ۔

محکمہ جاتی تحقیقات کے بعد چار گزیٹڈ افسروں اور ۸۱ نان گزیٹڈ افسروں کو عائد شدہ الزامات سے بری کر دیا گیا ۔

چھ مقدمات گزیٹیڈ افسران اور ستائیس مقدمات نان گزیٹیڈ افسران کے باقاعدہ تحقیق کے بعد متعلقہ محکموں کو ضروری کارروائی کے لئے بھیجے گئے۔

بہت سے مقدمات میں انگلیوں کے نشانات کے ماہر کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس نظامت کے عملے میں انسپکٹر پولیس کے برابر عہدہ کا ایک انگلیوں کے نشانات کا ماہر بھی شامل ہے۔ اس نظامت کے ماہر کا کام یہ ہے کہ وہ انگلیوں کے متعدد نشانات کا تقابل کرتا ہے جو روپے کی دھوکا کی دستاویزات پر لگائے گئے ہیں۔ دھوکہ دہی اور مجرموں اور اُن کے مددگاروں کی شناخت انگلیوں کے نشانات کے ایسے ہی تقابل پر منتج ہے۔ مختلف ناموں سے منسوب دہرے دباؤ اور متضاد انگلیوں کے نشانات کو پکڑنے پر معاملات کا تعیّن ہوتا ہے۔ جس کے لئے خاصی جانچ پڑتال کی ضرورت ہوتی ہے۔

بنیادی جمہوریتیں

بنیادی جمہوریتوں کا نظام مقامی حکومت کی ایک نئی صورت ہے۔ اس نئے طرزِ حکومت میں چند ادارے تو ان اداروں سے ملتے جلتے ہیں جو سابقہ حکومتوں میں موجود تھے البتہ کچھ ادارے بالکل نئے اور مثالی ہیں۔

وارڈ کمیٹیاں

بنیادی جمہوریتوں کے نظام کو زیادہ فعال بنانے اور اس میں عوام کو زیادہ سے زیادہ شرکت کا موقع دینے کے لئے یہ محسوس کیا گیا کہ وارڈ کمیٹیوں کو میونسپل یونٹوں کی سطح پر قائم کیا جانا چاہیے ان اداروں کو رائج کرنے کا حکم ۱۹۶۵ء میں جاری کیا گیا تھا۔

وارڈ کمیٹیوں کے کام کو بہتر بنانے یا اُن کے تکنیکی افعال کو مزید بہتر کرنے کے لئے محکمہ نے تفصیلاً ہدایات جاری کیں اسی سلسلے میں ایک اور نیا قدم اٹھایا گیا ہے جس سے صوبہ بھر کی چالیس ہزار وارڈ کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کے ممبران کی تعداد ۳ لاکھ ہے۔

یونین کمیٹیاں

میونسپل حدود میں مقامی حکومت کی دو طرح سے درجہ بندی کی گئی ہے ۸۱۰ یونین کمیٹیاں بنیادی سطح پر اور ۸۰ میونسپل کمیٹیاں اعلیٰ سطح پر کام کر رہی ہیں۔ حکومت نے یونین کمیٹیوں کے قائم رہنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہدایات جاری کی ہیں جن کے تحت یونین کمیٹیوں کو کئی اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ میونسپل کمیٹیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ چونگیوں کے محصول کا دس فیصد حصہ یونین کمیٹیوں کے سپرد کریں۔ چنانچہ وہ تمام اقدامات کئے جا رہے ہیں جن سے یہ ادارے راہنما اصولوں کے عین مطابق کام کر سکیں۔ اور نچلی سطح پر مقامی

حکومت کے موثر ادارے بن جائیں۔

یونین کونسلیں

بنیادی جمہوریتوں کا محکمہ یونین کونسلوں کی مالی حالت کو مستحکم بنانے کے لئے ایک مہم شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اگلے ۵ سال میں یونین کونسلوں کی اپنے ذرائع سے حاصل شدہ آمدن موجودہ آمدن سے دوگنی ہو جائے۔ یونین کونسلوں کے وسائل آمدن بڑھانے کی کئی سکیمیں حکومت کے زیر غور ہیں جن کی تکمیل سے یونین کونسلوں کی مالی حالت بہتر ہو سکے گی۔ چند ضلعوں میں کلکٹر تعینات کئے گئے ہیں جو تحصیلوں کی سطح پر ٹیکس وصول کریں گے۔ چونکہ یونین سطح پر اموات و پیدائش کا اندراج اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا اس لئے وارڈ ممبروں کو اپنے علاقے کی اموات اور پیدائش اندراج کر کے یونین کونسلوں کو رپورٹ کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

ٹاؤن کمیٹیاں

سر دست ۲۲۴ ٹاؤن کمیٹیاں اپنا کام سرانجام دے رہی ہیں بہت سے دیہات اپنی وسعت ترقی سے چھوٹے چھوٹے شہر بن گئے ہیں مگر ابھی تک وہ یونین کونسلوں میں ہی شامل ہیں۔ محکمہ نے ایسے تمام علاقوں کا جائزہ لینے کا منصوبہ بنایا ہے اور ابتدائی سروے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگلے الیکشن تک ٹاؤن کمیٹیوں کی تعداد تین سو تک بڑھ جائے گی۔

میونسپل کمیٹیاں

موجودہ چنگی محصول کو از سر نو ترتیب دیا جا رہا ہے تجرباتی طور پر چنگیاں ایک یا دو جگہ ٹھیکہ پر دے دی گئی ہیں تاکہ اس طرح ان کی آمدن کا پہلے کی آمدن سے موازنہ کر کے معلوم ہو سکے کہ آیا مروجہ نظام سے آمدن زیادہ ہے یا ٹھیکہ پر دینے سے زیادہ رقوم وصول ہو سکتی ہیں۔

میونسپل کمیٹیوں کی کارکردگی بڑھانے اور ان کو مزید فعال ادارے بنانے کے لئے بنیادی جمہوریتوں کی وساطت سے ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ تمام میونسپل کمیٹیوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اُن کی مشکلات کو دور کرکے ہر ایک میونسپل کمیٹی کا طریقۂ کار وضع کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کو مخصوص اصولوں پر تشکیل دیا گیا ہے اور ان اداروں کے مختلف شعبوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کارکردگی کی حدیں مقرر کر دی گئی ہیں۔ ان پروگراموں کو متعلقہ میونسپل کمیٹیوں میں عملدرآمد کرنے کے لیے بھیجا جا رہا ہے۔ کراچی کے بلدیاتی اداروں کی تنظیم نو اور ان کے ڈھانچوں کو بہتر بنانے کے لئے ایک کمیٹی کی تشکیل کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ حکومت نے ایک کمیٹی اور بنائی ہے جو میونسپل کمیٹیوں کی کارکردگی اور ان کے انتظامی ڈھانچے تیار کرکے سفارشات مرتب کرے گی۔ اس کے علاوہ وزیر بلدیات و بنیادی جمہوریت کے زیر صدارت ایک اور کمیٹی بنائی گئی ہے جو کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں۔ ایم۔ پی۔ اے۔ ایم این اے کی زیر نگرانی مقامی حکومت کے اداروں اور بنیادی جمہوریتوں کی کارکردگی اور مقاصد کا جائزہ لے گی اور اس نئے نظام کو مزید اُجاگر کرنے اور مُمد بنانے کے لئے سفارشات پیش کرے گی۔ ایک اور کمیٹی جو ایڈیشنل چیف سیکرٹری حکومت مغربی پاکستان کی زیر صدارت بنائی گئی ہے اس بات کا جائزہ لے گی کہ لوکل کونسلوں کو زیادہ سے زیادہ کام سونپا جاسکے۔

صفائی کی مہم

صفائی کی مہم خیبر سے کراچی تک شہروں کو خوبصورت بنانے کے لئے چلائی گئی ہے اسی مقصد کے تحت تمام کوششوں کو بروئے کار لاکر خیبر سے کراچی تک جرنیلی سڑک کے کنارے واقع شہروں و قصبوں کو خوبصورت بنایا جائے گا۔

لوکل کونسل سروس

ایک لوکل کونسل کی تشکیل کی گئی ہے جس کے تحت بلدیاتی اداروں کی کلیدی عہدوں کی آسامیاں اسی

[illegible]

یہ نظام منصوبہ بندی میں ممد اور مختلف سکیموں پر عمل درآمد کرنے اور اس کی فطرتی تکمیل کو بہتر اور فائدہ مند بنانے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔

مزید برآں فیلڈ میں کام کرنے والے افسروں کی کارکردگی کو بڑھانے کے لئے ان کی تربیت کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

جائزہ لینے والی ڈویژنل ٹیموں کی تشکیل سے اطلاعات پہلے سے زیادہ درست ہوتی ہیں اور اس پروگرام کی موثر طریقہ پر جانچ پڑتال بھی ہو سکتی ہے۔

یہ اطلاعات مقامی کونسلوں کے لئے بھی بہت مفید ہوتی ہیں اور وہ دوسری کونسلوں کے تجربہ سے استفادہ حاصل کر سکتی ہیں۔ چنانچہ ہر جگہ مقامی کونسلیں دیہی ترقیاتی فنڈز کو جائز مصرف میں لاکر اپنی مقامی اور نجی مشکلات پر قابو پا رہی ہیں۔

گذشتہ چار سال کے ترقیاتی کاموں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت مختلف قسم کی چار ہزار سکیموں کو مقامی کونسلوں کی مدد سے مکمل کیا گیا۔

دورانِ ملازمت تربیت

اب تک ۴ سے ۶ ہفتوں کی مدت کے ۳۰ تربیتی کورس کا اہتمام کیا گیا اور ۳۴۴۶ سیکرٹری خاندانی منصوبہ بندی، تعلیم بالغاں، ریونیو ریکارڈ، شہری دفاع اور بنیادی جمہوریتوں سے متعلق ابتدائی کورسوں میں شامل ہوئے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء میں صرف ۱۲۱ یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں نے بنیادی جمہوریتوں کے تربیتی کورس مکمل کئے۔ جو بنیادی جمہوریتوں کی تربیتی درسگاہوں واقع لالہ موسیٰ اور ٹنڈو جام میں منعقد کئے گئے۔

ملازمت سے پہلے کی تربیت

زیر تربیت عملہ کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے یونین کونسلوں میں سیکرٹریوں کی اسامیوں

کے امیدواروں کے کورس ۱۹۶۴ء میں شروع کیے گئے تھے۔

یہ کورس چھ ماہ کی مدت کے تھے اور تربیت حاصل کرنے والے سیکرٹریوں کو مبلغ ۲۰ روپے ماہانہ وظیفہ تربیت کے دوران دیا جاتا تھا۔

اس طرح ۴۳۶ اُمیدواروں نے ایسے پانچ کورسوں میں مختلف مضمونوں میں تربیت حاصل کی اور ۶۸ - ۱۹۶۷ء میں ۱۲۴ اُمیدواروں نے ملازمت سے پہلے تربیت ان ہی دو درسگاہوں سے حاصل کی۔

تحصیل کونسلوں کے ممبروں کی تربیّت

اسی طرح تحصیل کونسلوں کے سرکاری اراکین کے لئے بھی قلیل المیعاد کورسوں کا اہتمام کیا گیا تاکہ وہ سرکاری ملازموں کی حیثیت سے اپنے فرائض کو اچھی طرح پہچان سکیں اور بنیادی جمہوریتوں کے نئے نظام کے تحت ہونے والے ترقیاتی کاموں سے بھی آگاہ رہیں چنانچہ ۶۸ - ۱۹۶۷ء میں ۱۷۳ تحصیل کونسلوں کے سرکاری ممبران نے یہ کورس مکمل کیے۔

کنونیشن

لوکل گورنمنٹ اور معاشرتی بہبود کے محکموں کی سرپرستی میں ہر سال کنونیشن اور سیمنار منعقد کیے جاتے ہیں جن سے عوامی نمائندوں کو ہر سال اپنے سابقہ تعمیراتی کاموں پر نظرثانی کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ مستقبل کے منصوبوں پر بھی غور وخوض کرتے ہیں۔

۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو تمام مغربی پاکستان کے بنیادی جمہوریتوں کے ڈائریکٹروں، اسسٹنٹ ڈائریکٹروں کی مجلس مذاکرہ لاہور میں منعقد ہوئی تھی اور پھر ۲۵ مارچ ۱۹۶۸ء کو بنیادی جمہوریتوں کی ایک اور قومی مجلس مذاکرہ لاہور میں منعقد ہوئی تھی جس کا افتتاح گورنر مشرقی پاکستان نے کیا تھا۔

امداد باہمی

مغربی پاکستان میں تحریک امداد باہمی زرعی ترقی اور ملکی پیداوار بڑھانے کے لئے اہم کردار ادا کر رہی ہے یہ تحریک دیہات میں کسانوں کی معاشی مشکلات دُور کرنے اور دیہی معیشت کو قرض سے نجات دلا کر ترقی دینے کے لئے منظم کی گئی تھی۔ اس تحریک کے تحت دیہات میں امداد باہمی کی انجمنیں قائم کی جاتی ہیں جن کے ذریعے دیہات میں چھوٹے کسانوں کو زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے قرضہ کی صورت میں مالی امداد دی جاتی ہے۔ یہ قرضے مختصر اور درمیانے عرصہ کے لئے آسان شرائط پر فراہم کئے جاتے ہیں۔

تحریک کا مختصر ترقیاتی جائزہ مندرجہ ذیل ہے :-

۱۔ انجمنوں کی تعداد	۲۹۲۱۸
۲۔ ممبران کی تعداد	۱۶ء۹۱ لاکھ
۳۔ سرمایہ حصص	۱۴۰۹ء۰۰ لاکھ
۴۔ دوسرے فنڈ	۱۳۵۴ء۳۱ لاکھ
۵۔ کاروباری سرمایہ	۱۲۳۹۶ء۰۰ لاکھ
۶۔ انجمنوں کے پیشگی قرضے	۵۷۶۶ء۳۹ لاکھ

چوٹی کے بنک و صوبائی امداد باہمی کے بنک

امداد باہمی کے قرضہ کی تین طرح سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ انجمن ہائے امداد باہمی جو انفرادی

طور پر منتظم کی جاتی ہیں یہ ابتدائی انجمنیں کہلاتی ہیں - ابتدائی انجمن ہائے امداد باہمی کو مالی اور دوسرا سہولتیں فراہم کرنے کی خاطر ثانوی انجمن ہائے امداد باہمی قائم کی گئی ہیں۔

علاوہ ازیں انجمن ہائے امداد باہمی کے مالی وسائل کو مضبوط بنانے کے لئے چوٹی کے بنک قائم کئے گئے ہیں۔

فی الحال دو چوٹی کے بنک ہیں - ایک لاہور میں ہے جس کی صرف ایک شاخ کراچی میں ہے اور دوسرا بنک حیدر آباد میں ہے جس کی دس شاخیں ہیں۔

ابتدائی انجمن ہائے امداد باہمی کو قرضوں کی سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے یہ ادارے مرکزی اداروں کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں -

زرعی قرضوں کی انجمنیں

چھوٹے کسانوں کی مشکلات کو حل کرنے کی خاطر زرعی قرضوں کی انجمنیں قائم کی گئی ہیں۔ زرعی صنعت کی پندرہ سے بیس فی صد قرضوں کی ضروریات ان ہی انجمنوں کے توسل سے پوری ہوتی ہیں۔

زرعی انجمنوں کے قرضہ کی تفصیل حسب ذیل ہے -

نمبر شمار	تفصیلات	
۱ -	انجمنوں کی تعداد	۱۴ء۳۰۰
۲ -	ممبری	۶۴۴۶۰۰
۳ -	کاروباری سرمایہ	۱۶۵۰ء۰۰
۴ -	حصص کا سرمایہ	۲۴۰ء۰۰
۵ -	پیشگی قرضہ دورانِ سال	۴۶۴ء۰۶
۶ -	واجبات	۱۰۲۰ء۲۲

شہری قرضوں کی انجمنیں

قصبوں میں رہنے والے چھوٹے تاجر۔ تنخواہ دار ملازمین، دست کار و کاریگر اپنی مالی ضروریات اور تجارت کو فروغ دینے کے لئے بمشکل کوئی ذریعہ رکھتے ہیں۔ مناسب شرائط پر قرضوں کی فراہمی کی غرض سے انہوں نے انجمن ہائے امداد باہمی قائم کی ہیں جو شہری بنک یا قرضوں کی انجمنوں کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ ممبران اپنی استعداد کے لحاظ سے سرمایہ حصص جمع کرتے ہیں۔ ممبران کو مالی امداد فراہم کرنے کی غرض سے یہ انجمنیں مرکزی انجمن ہائے امداد باہمی کے بنکوں اور بنکنگ یونینوں سے قرضے حاصل کرتی ہیں۔

تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں

نمبر شمار	تفصیلات	
۱۔	انجمنوں کی تعداد	۱۴۵۵
۲۔	ممبری	۱۷۵۵۶۵
۳۔	سرمایہ حصص (لاکھوں میں)	۲۰۲.۰۷
۴۔	کاروباری سرمایہ	۱۷۹۶.۷۲
۵۔	قرضے جو دوران سال دئیے گئے	۳۸۴.۷۸
۶۔	واجبات	۱۱۹۷.۴۹
۷۔	ممبران کی تعداد جن کو دوران سال قرضے دئیے گئے۔	۱۷۲۰۲.۰۰
۸۔	رقم جو دوران سال جمع کرائی گئی	۴۰۰.۲۳

ترقیاتی انجمن ہائے امداد باہمی

مارکٹنگ اور قرضوں کی سہولتوں کے پیش نظر بڑی قرضوں کی انجمنیں بھی بنائی گئی ہیں۔ ان کے سرمایہ حصص

کو مستحکم بنانے کی خاطر حکومت نے ۹۵ء۰۰ لاکھ روپے کا حصہ چوٹی کے بنکوں اور اتنا ہی سرمایہ امداد باہمی کی انجمنوں کو بھی دیا ہے تاکہ ان کا سرمایہ حصص اور زیادہ ہو جائے۔ اس طریقہ کار نے زرعی انجمن ہائے امداد باہمی کی مالی حالت کو استحکام بخشا ہے۔

امداد باہمی کی سروس

خوراک و زرعی کمیشن نے ابتدائی پانچ چیزوں کی سفارش کی ہے۔ جن میں اچھے بیج، بہتر کھاد، پودوں کی حفاظت کے وسائل، کاشت کے جدید طریقے اور چھوٹے و بڑے، مختصر و طویل مدتوں کے قرضوں کی فراہمی شامل ہیں۔ یہ قرضے زرعی پیداوار میں ترقی کے لئے بنیادی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ کسانوں کی انجمنیں بہتر نتائج کا باعث ہیں۔ چنانچہ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران صوبہ میں ۲۵۸۴ سے زائد انجمنوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ان انجمنوں کی حدود یونین کونسلوں کی حدود کے مطابق ہوتی ہیں۔ دسمبر ۱۹۶۷ء میں یہ انجمنیں سروس انجمنوں کی سہولتوں کے پیش نظر صوبائی سطح پر دیہی انجمنیں کارپوریشن میں شامل کر دی گئی ہیں۔ اس طرح تقریباً ۱۸۵۳ سروس انجمنیں اپنے ۳۲ء۵ لاکھ روپے کے سرمایہ حصص کے ساتھ رورل سپلائی کوآپریٹو کارپوریشن کی ممبر بن گئی ہیں۔

اگست ۱۹۶۲ء سے یہ کارپوریشن کھاد تقسیم کر رہی ہے۔ اس کے ۲۲ ضلعی دفاتر اور ۱۵۰ اسیل ڈپو ہیں۔ ۲۵۸۴ سروس انجمنیں بھی کیمیائی کھاد تقسیم کرتی ہیں۔ مزید برآں دوسری انجمن ہائے امداد باہمی بھی کھاد کی تجارت کرتی ہیں۔

ٹیوب ویل انجمن

جن کسانوں کے معاشی حالات درست نہیں وہ بھی امداد باہمی کے اصولوں پر "ٹیوب ویل انجمنوں" کے قیام پر زور دے رہے ہیں۔ اس قسم کی انجمن ہر ممبر یعنی کسان اپنی زمین کے حصے کے مطابق ٹیوب ویل لگاتا اور پانی حاصل کرتا ہے۔

مشترکہ کاشتکاری

پاکستان کی معیشت کا سب سے بڑا مسئلہ زرعی پیداوار بڑھانا ہے۔ روز افزوں بڑھتی ہوئی آبادی، زرعی زمینوں کی چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم، وسائل کی کمی اور اسی نوعیت کے دیگر مسائل زرعی پیداوار کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ مشینوں کے ذریعہ کھیتی باڑی کے طریقوں کو اپنانے سے زرعی پیداوار بڑھانے میں مدد ملتی ہے لیکن بڑے پیمانے پر کاشت کاری صرف امداد باہمی کے طریقوں سے ممکن ہے اور وسیع طریقہ کاشت سے چھوٹے ٹکڑوں کی تقسیم کا سلسلہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ اسی لئے حکومت انجمن ہائے امداد باہمی کے نئے طریقوں سے کھیتی باڑی کرنے پر خاص توجہ دے رہی ہے۔ جس کے باعث صوبہ میں کسانوں کی انجمن ہائے امداد باہمی کے پھیلاؤ کے ساتھ زراعت کے شعبے میں اہم ترقی ہو رہی ہے۔

خرید و فروخت

پاکستان میں زرعی پیداوار کی خرید و فروخت کے مروّجہ طریقوں کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ یہ طریقے ہمارے کاشت کاروں کے لئے جن کی ۸۸ فی صد آبادی ایسے چھوٹے چھوٹے زرعی قطعوں کی مالک ہے مفید نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بالواسطہ خرید و فروخت کے طریقوں سے کسانوں کو زرعی پیداوار کا بہت کم معاوضہ ملتا ہے جن کو ایک کسان اپنی پیداوار کو براہِ راست طور پر فروخت کرنے سے بھی نقصان میں رہتا ہے اور اسے اس نقصان سے بچانے کا صرف ایک حل ہے کہ سب کسان متحد ہو کر انجمن ہائے امداد باہمی بنائیں جو زرعی اشیاء کی فروخت اور اپنی ضروریات کا سامان خریدنے کا بندوبست کریں اس طرح زرعی و تجارتی اجناس کی امداد باہمی کے طریقوں سے خرید و فروخت سے متوسط کسانوں کو اپنی پیداوار کا بہتر معاوضہ مل سکتا ہے اور ان کو بھی اپنی ضروریات کا سامان سستے داموں مہیا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی خرید و فروخت کی انجمنوں نے ۱۲ء۵۰ لاکھ روپے کی لاگت سے ۵۰ گودام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مکانات اور دوسری عمارتیں جو ان انجمنوں کے تحت تعمیر ہوئی ہیں مندرجہ ذیل ہیں :-

(الف) - سکولز و کلب	۲۰ عدد
(ب) - سڑکوں کی تعمیر	۱۵۰ میل لمبی
(ج) زمین دوز نالیاں	۷۰ میل
(د) سیر گاہیں	۳۵ عدد
(ہ) پانی کی بہم رسانی (واٹر سپلائی)	۹۵ عدد
(و) ابتدائی طبی مراکز	۲۵ عدد
(ز) زچہ بچہ کے مراکز	۲۰ عدد

عورتوں کی انجمنیں

ان انجمنوں کی اراکین عموماً غریب اور نادار خاندانوں کی عورتیں ہوتی ہیں جو اپنے فاضل اوقات کو مصرف میں لا کر سلائی، کڑھائی، اون کی بنائی، کشیدہ کاری، رفوگری جیسے کام کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کرتی ہیں - ان انجمنوں کی کل تعداد ۱۰۴۰ ہے - ان میں ۳۹۹۰۲ ممبران ۲۴ء۹ لاکھ روپے کے اپنے کاروباری سرمایہ کے ساتھ ان انجمنوں میں کام کر رہے ہیں -

پاکستان کی بیمہ انجمنیں

پاکستان کی بیمہ کی انجمنوں کی تعداد ۱۴ ہے - ان کی دس شاخیں مغربی پاکستان اور ۴ شاخیں ... پاکستان میں کام کر رہی ہیں - یہ انجمنیں ۱۵۸ انفرادی اور ۱۲۷ امدادِ باہمی کی انجمنوں پر مشتمل ہیں - ... انجمنوں نے ۲۲ء۱۶ لاکھ روپے کے سرمایہ حصص اور ۱۱ء۲۶ لاکھ روپے کے کاروباری سرمایہ سے بیمہ کی ادائیگی کی -

پنجاب کی صوبائی کپاس کی کارپوریشن

یہ کارپوریشن جس کا ہیڈ آفس لاہور میں ہے دراصل کراچی میں کام سرانجام دے رہی ہے۔ کلیرنگ، فارورڈنگ اور شپ منٹ اس کارپوریشن کے بنیادی کام ہیں۔ یہ کارپوریشن خانیوال کی کوآپریٹو ٹیکسٹائل ملز میں تیار کی ہوئی ریشم کی اشیاء بیرون ملک کی منڈیوں میں برآمد کرنے کا انتظام کرتی ہے نیز یہ کارپوریشن کپاس بھی اپنے ممبر انجمنوں کو برآمد کرتی ہے۔

پاکستان کوآپریٹو پٹرولیم ایسوسی ایشن لمیٹڈ کراچی

پاکستان کوآپریٹو پٹرولیم ایسوسی ایشن لمیٹڈ کراچی ایک دوسرا مرکزی ادارہ ہے جو کراچی میں رجسٹرڈ ہے فی الحال یہ انجمن پٹرولیم کے مرکبات، پٹرولیم کے ٹینکوں کی تعمیر کی طرف توجہ دے رہی ہے یہ انجمن ابھی اپنے ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہے۔

کوآپریٹو انسٹی ٹیوٹ آف بزنس منیجمنٹ لاہور

پاکستان اور ڈنمارک کی حکومتوں کی مشترکہ کوشش کوآپریٹو انسٹی ٹیوٹ آف بزنس منیجمنٹ لاہور پاکستان اور حکومت کی مدد سے ۱۹۶۳ء میں جاری ہوئی تھی۔ یہ انسٹی ٹیوٹ مغربی پاکستان کی کوآپریٹو یونین کے نام سے ہے۔ اس ادارے کا بنیادی مقصد کوآپریٹو بنکوں۔ کوآپریٹو مارکیٹنگ اور سپلائی سوسائٹیوں کوآپریٹو صارفین سوسائٹیوں کو اپنے جدید دفتروں کی معرفت اور مشیروں کے ذریعے امداد اور صحیح مشورے دینا ہے۔ یہ ادارہ چار فنی شعبوں پر مشتمل ہے جس میں بنکنگ اینڈ کریڈٹ، مارکیٹنگ، ایگریکلچرل سپلائی۔ صارفین کی انجمنیں شامل ہیں۔

ترقیات

سی۔آئی۔ایم کے تحت بہت سے منصوبوں پر کام ہورہا ہے ان میں سے کچھ زیر تکمیل ہیں اور کچھ مستقبل قریب میں مکمل ہونے والے ہیں۔

ضروری منصوبے ذیل میں دیئے جارہے ہیں۔

(الف) امداد باہمی کی صارفین کی تھوک دپرچون بکری کی تقسیم برائے علاقہ لاہور

(ب) دیہی سپلائی امدادِ باہمی کارپوریشن کی تنظیمِ نو۔

(ج) یہی کھاتہ کا نظام۔انتظامیہ۔نظم ونسق متعلقہ سندھ بلوچستان صوبائی کوآپریٹو بنک اور سنٹرل کوآپریٹو بنک کی تنظیمِ نو۔

(د) سویڈن کی حکومت کے اشتراک کے تحت ڈیری سکیمیں ابھی مرکزی حکومت کے زیر غور ہیں۔

اس کے علاوہ سی۔آئی۔ایم کی اپنی ڈیری بھی کام کر رہی ہے۔

دیہی قرضوں اور زرعی مارکیٹنگ سکیموں کی تجدید

ایک نئی سکیم کے تحت چھوٹی اور بڑی زرعی قرضوں کی انجمنوں، زرعی مارکیٹنگ سوسائیٹوں اور سروس کوآپریٹو سوسائیٹوں کی تنظیم نو کرکے تحریک امداد باہمی کا ڈھانچہ تعمیر کیا گیا ہے تاکہ ترقی پذیر دیہی علاقوں کی معاشی ترقی اور نئی حکومت کے تحت بڑے پیمانے پر ہمہ گیر معاشی ترقی میں مدد مل سکے موجودہ پروگرام کے تحت ۳۲۵ کوآپریٹو سروس سوسائیٹوں کی تنظیم نو کی گئی ہے اور اس مقصد کے تحت انہیں کوآپریٹو فارم سنٹروں میں مدغم کیا گیا ہے تاکہ زرعی مشینری کی مرمت۔مشینری کی دیکھ بھال۔ٹیوب ویل لگانے اور قرضوں کی سہولتیں دے کر باہمی خرید و فروخت کو موزوں بنایا جاسکے۔

راہوالی اور او کاڑہ میں ۲ کوآپریٹو سروس سنٹر قائم کئے گئے ہیں جو ہر لحاظ سے مکمل ہو گئے ہیں اور ۴ دوسرے ایسے ہی سنٹر ابھی زیر تکمیل ہیں۔ اس پروگرام پر کُل لاگت ۵۵۶ لاکھ روپے ہو گی جس میں حکومت بھی ۲۱۲ لاکھ روپے کا حصہ امدادی رقم کے طور پر اور ۲۵۶ لاکھ روپے لمبی مدت کے قرضہ کی صورت میں لگائے گی۔

فارم سروس سوسائیٹیوں نے مزید ۱۶۰۰ اشخاص بحیثیت ممبر بھرتی کئے ہیں اور ان کے حصص میں ۰۰۰،۵۹،۲ روپے کا اضافہ کیا جب کہ فارم سنٹروں نے ۰۷۹،۴۵،۳ روپے کے حصص جمع کئے۔

دوران سال ۴۹۴،۵۶،۵ تھیلے کھاد - ۵۹۳۰ من میکسی پاک گندم - ۱۰۹۶۱۵ گیلن ڈیزل فروخت کیا گیا۔

ان سنٹروں نے ۲۳ ٹریکٹر فروخت کئے ۶۲۱ ٹریکٹروں کی مرمت اور ۴ ٹیوب ویل لگائے۔

سروس کوآپریٹیوز کے تحت بیسل ڈپوؤں کی تعمیر

حکومت نے ۱۵ لاکھ روپے ۔ ۵۰ گوداموں کی تعمیر کے لئے وقف کئے ہیں - جن میں سے ۲۵ گودام مکمل ہو گئے ہیں اور ۱۲ گودام ابھی زیر تکمیل ہیں ان گوداموں میں ۵۰ء۳ لاکھ مربع فٹ آٹا رکھنے کی گنجائش موجود ہے - اس سکیم کے تحت بیجوں کو کھاد کو اور دوسری اجناس کو ذخیرہ کر کے خرید و فروخت کے لئے سہل بنایا جا سکے گا۔

پاک جرمن کوآپریٹو ٹریننگ اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ملتان

یہ منصوبہ حکومت پاکستان اور حکومت مغربی جرمنی کی مشترکہ کوشش ہے - اس انسٹی ٹیوٹ کا بنیادی مقصد زراعت میں تربیت اور تحقیق ہے - یہ انسٹی ٹیوٹ دیکھ بھال کے دائرے کو بڑھا کر کوآپریٹو فارمنگ کے تحت ٹریکٹر ڈرائیوروں، کاریگروں، کسانوں، بڑھئیوں

[illegible]

اور اُون کی تجارت کرنا ہے۔

زرعی پیداوار کی کوآپریٹو مارکیٹنگ

یہ سکیم ۲۹۶ء۸۶ لاکھ روپے کی لاگت کی ہے۔ امداد باہمی کی سطح پر اس سکیم کا مقصد زرعی قرضہ کی انجمنوں کا قیام، ان کی تنظیم نو، منڈیوں کی سطح پر معیاری منڈیاں قائم کرنا ہے۔ ۱۵۰ مارکیٹنگ سوسائٹیوں کو بمعہ ہر ایک کے ۵۰,۰۰۰ روپے کے حصے کے مناسب منڈیوں میں قائم کیا جائے گا۔ جس میں ۲۵,۰۰۰ء۰۰ روپے سوسائٹی لگائے گی اور ۵۰,۰۰۰ء۰۰ روپے حکومت لگائے گی۔

ہر ایک منڈی میں ایک گودام جس پہ ۵۰,۰۰۰ء۰۰ روپے لاگت آئے گی ذخیرہ کرنے اور خرید و فروخت کی سہولتوں کے تحت تعمیر کیا جائے گا۔

اب تک تقریباً ۵۰ (پچاس) مارکیٹنگ سوسائٹیوں کو ۲۵,۰۰۰ء۰۰ روپے کے حصہ کی شرح سے مالی امداد اور گوداموں کی تعمیر کے لئے ۱۲ء۵۰ لاکھ روپے مہیا کئے گئے۔

کھجوروں کا پروسیسنگ پلانٹ

مغربی پاکستان میں مختلف اقسام کی کثیر مقدار میں کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ محکمہ امداد باہمی نے تربت ضلع مکران کے مقام پر کھجوروں کی پروسیسنگ فیکٹری قائم کی ہے جس میں کھجوروں کو ڈبوں میں بند کرنے کا پلانٹ لگایا گیا ہے۔

اس سوسائٹی کے ۲۱۵ ممبران ہیں اور سرمایہ حصص ۵۶,۰۰۰ء۰۰ روپے ہے۔ یہ فیکٹری کامیابی سے چل رہی ہے اور ہر سال ہزاروں من کھجوریں پروسیسنگ ہوتی ہیں اور یہ علاقہ کی معیشت کے لئے مفید ثابت ہو رہی ہے۔

اس سوسائٹی کو بہتر طور پر چلانے کے لئے محکمہ امداد باہمی نے ایک لاکھ روپے کا کاروباری

سرمایہ لگایا ہے۔ سوسائٹی نے خیرپور، مظفر گڑھ، ڈیرہ اسماعیل خاں میں کھجوروں کے پروسینگ پلانٹ لگانے کے لئے ۰۱،۱۱ لاکھ روپے کی لاگت سے ۳ منصوبے تشکیل کئے ہیں۔

یہ پلانٹ کھجور کی فصل کے موسم میں ۰۰۰،۵۲ لاکھ ٹن کھجوریں پروسس کر کے ڈبوں میں بند کرے گا اور اس طرح متعلقہ علاقوں کی معیشت کو ترقی حاصل ہو گی۔

سیاحت

مغربی پاکستان میں سیاحت ایک ترقی پذیر صنعت ہے۔ اس صوبہ میں تاریخی اور تفریحی مقامات کی کثرت کو دیکھتے ہوئے یہ خیال آتا ہے کہ یہاں سیاحت کی ترقی کے بہت ہی زیادہ روشن امکانات موجود ہیں اور آئندہ بیس سالوں میں اس صنعت سے آمدنی میں بتدریج اضافے کی توقع ہے۔

مغربی پاکستان بطور ایک تفریحی علاقے کے قابل دید مقامات سے بھرا پڑا ہے سیاحوں کی توجہ کے لئے آثار قدیمہ، مقبرے، پہاڑی تفریحی و صحت افزا مقامات، ساحل سمندر، تاریخی و جدید شہر، موجود ہیں۔ کھیلوں اور آؤٹ ڈور سرگرمیوں کے شائقین کی بڑی تفریحات جیسے شکار، گہرے پانیوں میں مچھلی کا شکار، کوہ پیمائی یا پکنک وغیرہ کے مواقع بھی فراہم ہیں۔ سیاحوں کی دلچسپی کے لئے چند خاص جگہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

کراچی

کراچی کاروبار، صنعت و حرفت اور تجارت کا سب سے بڑا مرکز ہے جس کی آبادی ۲۰ لاکھ افراد پر مشتمل ہے یہ پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ کراچی برصغیر میں عمدہ ترین قدرتی بندرگاہوں میں سے ایک ہے اس لئے سمندر میں مچھلی کا شکار وافر مقدار میں ہوتا ہے۔ ہوائی اڈہ، باغ جناح (فریئر ہال) چڑیا گھر، نیشنل میوزیم، مزار قائد اعظم محمد علی جناحؒ، جزیرہ منوڑہ، سینڈ سپٹ، ہاکس بے، پیراڈائز پوائنٹ، اور کلفٹن قابل دید مقامات ہیں۔

بھنبھور

کراچی سے ۴۰ میل شمال مشرق میں بھنبھور کے آثار قدیمہ جن کی ابھی تک کھدائی جاری ہے

واقع ہیں۔ کچھ محققین اس جگہ کو دیبل سے منسوب کرتے ہیں۔ جس کو عرب فاتح محمد بن القاسم نے ۱۲-۷۱۱ء ک دوران فتح کیا تھا۔

ٹھٹھہ

کراچی سے ۶۳ میل دور شمال میں واقع ٹھٹھہ مغلوں کے دور حکومت ۱۷۳۷ء - ۱۴۷۵ء میں ن صدیوں تک متواتر سابق صوبہ سندھ کا دارالسلطنت رہا تھا۔ یہاں سے دو میل شمال مغرب میں مکلی ا واقع ہے۔ یہ چھ مربع میل میں پھیلا ہوا، دس لاکھ قبروں پہ مشتمل ایک شہر خموشاں ہے۔ کچھ مزار و فن تعمیر، نقاشی، سنگ، اور رنگدار ٹائلوں کے عمدہ ترین نمونے پیش کرتی ہیں۔

ٹھٹھہ کے گرد و نواح میں شکار کے چھوٹے پرندوں جیسے کہ تیتر، بٹیر، مرغابی، چہا وغیرہ ک ہے۔ ٹھٹھہ سے بارہ میل شمال میں قومی شاہراہ کے قریب ہی "کالری جھیل" ہے۔ جس میں مچھلی کے شک کشتی رانی کے مواقع فراہم ہیں۔

حیدر آباد

کراچی سے ۱۲۶ میل شمال مشرق میں حیدر آباد واقع ہے۔ حیدر آباد بہت سی تاریخی اور تحریکوں کا مرکز رہا ہے یہ میروں کے دور حکومت (اٹھارویں صدی عیسوی) میں صوبہ سندھ کا دار بھی رہا ہے۔ دریائے سندھ پہ غلام محمد بیراج، انجینئرنگ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ جس کی نہروں سے گرد و نواح کے علاقوں کو سرسبز و آبپاش کیا جاتا ہے۔

سکھر

حیدر آباد سے ۲۱۲ میل شمال مشرق میں دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر واق سکھر بیراج کی وجہ سے مشہور ہے جو دریائے سندھ پہ بنایا گیا ہے اپنی نوعیت کا سب سے عظی کا پراجیکٹ ہے۔ اس کی دونوں اطراف سے ۴، ۴، ۱۶ میل طویل چینل پر مشتمل سات انہار، ۱۰

...کیوسک پانی خارج کرسکتی ہیں۔ اور ان سے سات ملین ایکڑ رقبہ سیراب کیا جاسکتا ہے۔ یہ انہار نہر سویز و نہر
...پانامہ سے بھی زیادہ طویل اور فراخ ہیں۔

موہن جوداڑو

موہن جوداڑو ریلوے اسٹیشن سے سات میل مشرق میں کراچی سے ۲۱۲ میل اور دادو لوپ
...ان پر سکھر سے ۸۰ میل جنوب مغرب میں واقع موہن جوداڑو، وادی سندھ کی ۵،۰۰۰ سال پرانی مشہور
...زمانہ تہذیب کا مرکز ہے۔ یہاں کے عظیم حمام، اناج کے بڑے بڑے گودام، نالیوں کا لاثانی نظام اور یادگار ...
...پر مشتمل عجائب گھر انسانی تہذیب کے ابتدائی دور کی جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔ ایسی ہی تہذیب کا ایک اور
...مرکز ہڑپہ بھی ہے۔ جو ساہی وال کے قریب واقع ہے۔

کوئٹہ اور زیارت

کوئٹہ سطح سمندر سے ۵۹۰،۴ فٹ بلند، عمدہ ترین پہاڑی مقامات میں سے ایک ہے۔ کوئٹہ
...میں سردیاں شدید مگر گرمیاں فرحت بخش ہوتی ہیں۔ وادی کوئٹہ میوہ جات کے باغوں سے بھری پڑی
ہے۔ یہاں ایک آرام دہ ہوٹل، ایک کلب اور ایک عمدہ گالف کورٹ بھی موجود ہے۔ کوئٹہ سے ۶۲ میل
...میل دور زیارت واقع ہے۔ جو سطح سمندر سے ۸،۰۰۰ فٹ بلند ایک خوشگوار تفریح گاہ ہے۔

لاہور

کراچی سے ۸۱۱ میل مشرق میں لاہور "باغوں کا شہر" مغربی صوبے کا دارالحکومت واقع ہے
...یہ قدیم شہر قدیم عمارات سے مالا مال ہے جن میں چند ہند و مسلم فن تعمیر کے اعلےٰ ترین نمونے بھی ملتے
ہیں۔ شہنشاہ اورنگ زیب کی بنوائی ہوئی بادشاہی مسجد، شاہجہان کے باغات شالیمار۔ شہنشاہ جہانگیر
کا مقبرہ اور اکبر اعظم کا شاہی قلعہ اور اس میں افسانوی شیش محل۔ لاہور کے باشندے اپنے شہر کو

ٹیکسلا

پشاور روڈ پر لاہور سے ۱۸۹ میل اور راولپنڈی سے ۲۱ میل دور واقع ٹیکسلا، ماضی میں مشرقی و مغربی تہذیبوں کا سنگم رہا ہے۔ یہاں اشوک نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے بہت پہلے برصغیر کی سب سے بڑی "بدھ جامعہ" قائم کی تھی۔ یہاں کا پانچ صدی قبل مسیح کا فنِ تعمیر دنیا بھر میں شہرت رکھتا تھا۔

مری اور گلیات

راولپنڈی سے ۴۰ میل دور اور سطح سمندر سے ۷،۵۲۷ فٹ بلندی پر واقع مری پاکستان کی ہر دلعزیز کوہستانی تفریح گاہ ہے۔ اس ترقی یافتہ پہاڑی مقام پر عمدہ ہوٹل اسکیٹنگ کے لئے جگہیں صنوبری خوشبو سے بسے ہوئے راستے۔ صنوبر کے بلند و بالا درختوں سے ڈھکے ہوئے راستے سیاحوں کے لئے عجیب دلکشی رکھتے ہیں۔

گلیات۔ مری کے شمال مغرب میں چھوٹے چھوٹے پہاڑی مقامات ہیں۔ دلچسپ کوہستانی سلسلوں کے درمیان ایک پختہ چھوٹی سڑک جس پر صرف کاریں ہی جا سکتی ہیں دور تک چلی گئی ہے۔ ایوبیہ۔ جو خیرا گلی، چھانگلا گلی، اور گھوڑا ڈھاکہ، خانسپور گلیوں پر مشتمل ہے اور مری سے ایک گھنٹہ کی مسافت کے فاصلے پر واقع ہے اب ایک اعلٰے درجے کا پہاڑی صحت افزا اور تفریحی مقام بن چکا ہے۔ اس کی گھنیرے درختوں سے گھری ہوئی پہاڑیاں، خوشگوار آب و ہوا، ٹھنڈی گزرگاہیں اور خوبصورتی۔ سیاحوں کا دل موہ لیتی ہے۔ دیگر نزدیکی اور مشہور پہاڑی تفریح گاہیں نتھیا گلی اور ایبٹ آباد ہیں۔

وادیٔ کاغان

کاغان، ۹۵ میل لمبی ۱۳،۵۸۹ فٹ تک بلند، ایک خوشنما وادی ہے۔ کاغان اپنے

قدرتی مناظر، خوشگوار آب وہوا، عمدہ ٹراؤٹ مچھلی کے شکار کی وجہ سے بتدریج ہر دلعزیز ہو رہا ہے۔

وادیٔ سوات

سوات پر شکوہ مناظر سے بھرپور ایک خوبصورت وادی ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے لئے درگئی تک ریل جاتی ہے یا بس کے ذریعہ درّہ مالاکنڈ کے راستہ جانا پڑتا ہے۔ اس کے سبزہ زار زرخیز وادیاں، بلند و بالا برف پوش پہاڑ، پیچ دخم دار دریا، تیز رو چشمے، یخ بستہ جھیلیں پھلوں سے لدے ہوئے باغات اور پھولوں سے ڈھکے ہوئے ڈھلوان عمدہ تحفے ہیں۔ جو قدرت نے اس قدیم خطے کو بخشے ہیں۔

اس کے علاوہ انسانوں کی بنائی ہوئی صدیوں پرانی مختلف زمانہ کی کثیر تاریخی یادگاریں بھی ہیں "بودھاتا" قدیم ہندو کا باغ بھی یہاں موجود ہے یہ انسان کو مسحور کر لینے والی خوبصورتی کا خطہ ہے۔ جہاں سکندر اعظم نے شمالی پاکستان میں اترنے کے لئے چند بڑی لڑائیاں لڑیں اور فتحیاب رہا۔ یہ بدھ مت کا مرکز بھی رہا ہے۔ یہاں کسی وقت ۱۴۰۰ خانقاہیں پائی جاتی تھیں۔

سیدو شریف سے ۲۶ میل کے فاصلے مالاجابا کے مقام پر ایک سکانگ اور تمام تر جدید ضروریات سے آراستہ گرمیوں کی تفریح گاہ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

پشاور

لاہور سے ۲۷۵ میل شمال مغرب میں اور کراچی سے ۱۰۸۱ میل دور پشاور واقع ہے وسط ایشیا کی بہت ہی مشہور گزرگاہ ہے، اس کے بازار۔ عمارات اور باشندے ایک قدیم تہذیب کے مظہر ہیں۔ یہاں کی مقامی صنعت کاریاں لاتعداد اور نفیس ہوتی ہیں۔ عجائب گھر وہ من بدھ رنگ تراشی اور زمانہ سلف کے دیگر نشاناتِ ہنر کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ نزدیک ہی درہ کوہاٹ ہے۔ جہاں

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قبائلی علاقے

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی اکثریت دیہات میں رہتی ہے اور وہ اپنی روزی زراعتی ذرائع سے حاصل کرتی ہے لیکن زراعت کا اپنا انحصار بیلوں پر ہے اس طرح ہمارے ملک کی سب سے اہم صنعت پرورش حیوانات ہے جس پر دوسری صنعتوں مثلاً چمڑا، اُون اور ڈیری کی مصنوعات کا انحصار ہے۔

ملک میں حیوانات کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور جدید نسل کشی کے طریقوں سے بہتر حیوانات پیدا کرنے کے لئے پرورش حیوانات کا محکمہ فرنٹیئر ریجن میں اپنی مختلف سرگرمیوں کے ذریعہ نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حیوانات کا علاج معالجہ

محکمۂ پرورشِ حیوانات نے فرنٹیئر ریجن میں حیوانات کے لئے ۵۴ شفاخانے اور ڈسپنسریاں قائم کی ہیں جس میں ۱۳ پشاور ڈویژن میں اور ۴۱ ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ہیں یہ شفاخانے اور ڈسپنسریاں حسب سابق حیوانات کے مالکوں کو مفت طبی امداد مہیا کرتے رہے ہیں۔

بیماریوں پر قابو پانے کے اقدامات

قبائلی علاقوں میں حیوانات میں چھوت کے امراض کو روکنے اور ان پر قابو پانے کے لئے محکمۂ پرورش حیوانات نے پشاور ڈویژن میں ۹۲۳۲۲ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ۲۸۴۱۳ مویشیوں کو

ٹیکے لگائے۔

بیماریوں کی تحقیقاتی اسکیم کے تحت ایک علاقائی لیبارٹری پشاور میں کام کر رہی ہے اس کا سربراہ بیماریوں کا تحقیقاتی افسر ہے جس کے ماتحت پشاور میں ایک معاون افسر اور بنوں میں جانوروں کی بیماری کا انسدادی افسر ہوتا ہے یہ سب حیوانات میں چھوت اور چچڑیوں کی بیماریوں کی تشخیص اور علاج کی بر وقت سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔

نسل کشی

(۱) قبائلی علاقوں میں مویشیوں کی نسل کشی میں توسیع۔
(۲) قبائلی علاقوں میں وزیری نسل کی بھیڑوں کی افزائش۔
(۳) قبائلی علاقوں میں خچروں اور گھوڑوں کا تعین۔

مویشیوں کی نسل کشی

۶۸-۱۹۶۷ء کے آغاز میں دیسی مویشیوں کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے فرنٹیر ریجنوں میں مویشیوں کی افزائش نسل کی اسکیم کے تحت پشاور ڈویژن میں ۱۱۴ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ۴۰ بیل تھے۔

فرنٹیر ریجنوں میں مویشیوں کی نسل کشی میں توسیع کے تحت وہاں کے خاص خاص دیہاتوں میں یہ مویشی ۳۰ روپے مہینہ کی رعائتی شرح پر مہیا کئے گئے۔

ان بیلوں کو پشاور ڈویژن کی ۱۶۹۰ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی ۸۷۲ گائیوں کے لئے استعمال کیا گیا۔

وزیری بھیڑیں

دیسی بھیڑوں کی نسل کو بہتر بنانے کے لئے اس اسکیم کے تحت منظور شدہ معیار کے کل ۸۹۴

مینڈھے (پشاور ڈویژن میں ۱۱،۴ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ۱۱،۴ مینڈھے) بھیڑیں پالنے میں دلچسپی رکھنے والوں کو ۳ روپے مہینہ کی رعائتی شرح پر مہیا کئے گئے۔ زیر تبصرہ سال کے دوران ان میں سے ۸ مینڈھے پشاور ڈویژن میں مرگئے۔ اس طرح پشاور ڈویژن میں ۹۰۴ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ۱۱،۴ مینڈھے باقی رہ گئے زیر تبصرہ سال کے دوران ان مینڈھوں کو پشاور ڈویژن میں ۱۲۱۸۱ بھیڑوں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ۷۴۰۳ بھیڑوں کے لئے استعمال کیا گیا۔

خچروں اور گھوڑوں کی نسل کشی

۶۸-۱۹۶۷ء میں یعنی یکم جولائی ۱۹۶۷ء تک فرنٹیر ریجنوں کے اہم شفاخانہ حیوانات اور ڈسپنسریوں میں ۹ نسل کشی والے گدھے رکھے گئے ان میں سے ۸ پشاور ڈویژن اور ایک ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں رکھے گئے زیر تبصرہ سال میں ان نسل کشی والے گدھوں کو پشاور ڈویژن میں ۹۳ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن میں ۱۲ مرتبہ کام میں لایا گیا۔

حیوانات کو طبی امداد

اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ ریاست دیر کے مالکان حیوانات کو جلد اور بر وقت طبی امداد فراہم کی جاسکے اس اسکیم کے تحت ریاست دیر کے مختلف مقامات پر ۵ شفا خانے یا ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) شفاخانوں میں یا دوروں کے دوران علاج کے لئے حیوانات کی تعداد = ۸۱۷۹

(۲) شفاخانوں میں آختہ کئے گئے حیوانات کی تعداد = ۲۶۵

(۳) حیوانات کی تعداد جن کے لئے ادویہ فراہم کی گئیں = ۴۹۶۵

(۴) حیوانات کی تعداد جن کے ٹیکے لگائے گئے = ۵۰۲۱

دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے تحت فرنٹیر ریجنوں میں حیوانات کو جلد اور بر وقت طبی امداد فراہم

کرنے کے لئے کل ۲۳ شفا خانے اور ڈسپنسریاں کھولی گئیں۔ اِن میں ۱۴ پشاور ڈویژن اور ۹ ڈیرہ اسمعیل خاں ڈویژن کے مختلف مقامات میں قائم کی گئیں اس سے محکمۂ پرورشِ حیوانات کی سرگرمیوں میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔

ان شفاخانوں اور ڈسپنسریوں میں جو کام سرانجام دیا گیا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

		پشاور ڈویژن	ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن
(۱) شفاخانہ جات اور دوروں کے دوران علاج کئے گئے حیوانات کی تعداد	=	۲۳۴۲۲	۶۵۸۸۰
(۲) آختہ کئے گئے حیوانات کی تعداد	=	۲۳۹۴	۱۸۹۶
(۳) حیوانات کی تعداد جن کے لئے ادویہ فراہم کی گئیں۔	=	۱۰۹۵۲	۴۴۰۶
(۴) حیوانات کی تعداد جن کو ٹیکے لگائے گئے	=	۲۷۲۲۵	۴۴۰۰

وظائف

اینیمل ہسبنڈری کے گریجویٹوں کی انتہائی قلّت کو ختم کرنے کے لئے ۹ قبائلی طلباء کو منتخب کیا گیا۔ اُن میں سے ۶ پشاور ڈویژن اور ۳ ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ سب طلباء اینیمل ہسبنڈری کالج مغربی پاکستان لاہور میں بی۔ایس۔سی (اے۔ایچ) کی پانچ سالہ ڈگری کورس کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور سو روپیہ ماہانہ فی کس کے حساب سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔

ویٹنری شفاخانے

دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت ہزارہ کے مدغم شدہ علاقے کے مالکانِ حیوانات کو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] = [illegible]

[illegible] = [illegible]

[illegible] = [illegible]

[illegible]

[illegible]

پشاور ڈویژن

بتخیلا ـــــ ۱۹۵۲ء میں یہ مرکز اس مقصد سے قائم کیا گیا تھا کہ قبائلی طلباء کو اون کی تیاری اور کتائی کے کام اور بُنائی اور کپڑے کی رنگائی وغیرہ کی تربیت حاصل کرنے میں آسانیاں میسر ہوں۔ فی الحال اس مرکز میں ۲۰ طلباء کے لئے مندرجہ بالا پیشوں کی تربیت حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۲۰ طلباء اس مرکز میں تربیت حاصل کر رہے ہیں جنھوں نے ۳۹۰۰۰ ہزار روپے کی قیمت کے مختلف اقسام کا اونی اور سوتی کپڑا تیار کیا ہے اس میں سے اب تک ۳۶۰۰۰ روپے کا کپڑا فروخت ہو چکا ہے۔ اس مرکز کو کپڑے میں خود کفیل بنانے کیلئے یہاں کپڑا تیار کرنے کی ایک مشین نصب کر دی گئی ہے اور یہ تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے کہ کولمبو پلان کے تحت یہاں کاتنے کی ایک مشین بھی لگائی جائے۔

چترال میں اُون اور پٹی کا مرکز

چترال کی ریاستوں میں اون کثرت سے دستیاب ہوتا ہے جو پٹی کی بُنائی کے کام آتا ہے اس صنعت کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے چترال میں اس کا ایک مرکز قائم کیا ہے جس میں اُونی کپڑے کی صنعت میں مقامی دستکاروں کو تربیت دینے کے علاوہ پٹی کی بُنائی کے فن کا ترقی یافتہ خطوط پر مظاہرہ کیا جاتا ہے تاکہ مقامی طور پر کپڑا بُننے والے کاریگران طریقوں کو اپنا سکیں۔

اس مرکز میں اونی کپڑے کی بُنائی کی تربیت حاصل کرنے کے لیے ۲۰ قبائلی طلباء کے لئے گنجائش ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۱۰ قبائلی طلباء اس مرکز میں تربیت حاصل کر رہے ہیں جنھوں

نے ۳۰۰ روپے کا کپڑا تیار کیا ہے۔

دادی گرم میں میزری بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے جس کو کام میں لانے کے لئے علی زئی میں ایک مرکز کھولا گیا تھا تاکہ قبائلی طلبا کو میزری کی مصنوعات تیار کرنے کے فن میں تربیت دی جا سکے۔ اس مرکز میں ۲۰ طلباء کے لئے تربیت حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۱۸ طلباء تربیت حاصل کر رہے ہیں، انھوں نے میزری سے مختلف اقسام کی مصنوعات تیار کی ہیں۔ جن میں عام استعمال کی چیزیں بھی شامل ہیں۔ یہ بہت خوبصورت ڈیزائن کی ہیں جن کو دوسرے اضلاع کے لوگ اور خصوصاً غیر ملکی حضرات بہت پسند کرتے ہیں۔

کوہاٹ میں دھات کی صنعت

قبائلیوں کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور ان کی تربیت کے لئے درۂ کوہاٹ میں دھات کی صنعتوں کا مرکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس تربیتی اسکیم کا مقصد مذکورہ صنعت میں خام دھاتوں کی تقسیم، دھات کی صنعتوں کے متعلقہ مسائل کو حل کرنے میں ضروری امداد، ان کا معیار بلند کرنا اور ان کے لئے منڈیوں کی تلاش اور اس طرح کی دوسری سہولتیں بہم پہنچانا ہے۔ اس مرکز میں ۳۰ طلباء کو ٹرننگ، الیکٹرو پلیٹنگ، بنچ فٹنگ، گیس اور الیکٹرک ویلڈنگ کی تربیت دینے کا انتظام ہے

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن کے قبائلی طلباء کو فنی تربیت کے لیے جو دستکاریوں کے مراکز کھولے گئے ہیں۔ اُن سے نمایاں تربیتی کام ہوا ہے۔ داتا اور میراں شاہ میں قائم کردہ اونی اور دھات کے مراکز اس علاقے کی معاشی ترقی کے لئے اہم کردار سرانجام دے رہے ہیں۔

میراں شاہ میں اون کا مرکز قائم کرنے کی منظوری دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت مل چکی ہے اس لئے یہاں کپڑا بنانے اور اس کو رنگنے کی مشینیں نصب کی جا رہی ہیں۔ ۱۸ قبائلی طلباء اس سال قالینوں اور سوتی کپڑے کی کتائی اور رنگائی وغیرہ کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

میراں شاہ میں اس مرکز کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ مختلف پشتوں اور دھات کے

کاموں مثلاً ٹرننگ، فٹنگ، مولڈنگ۔ہیٹنگ اور الیکٹرک ویلڈنگ کی تربیت دی جائے۔

اس مرکز میں ۲۰ طلباء کی دو سالہ کورس کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۲۰ طلباء اس مرکز میں مولڈنگ، بیسک، ویلڈنگ اور مشینوں اور لوہے پر کام کرنے کی عملی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ اِن کو خراد، شیپر ڈرل کی بھی عملی تربیت دی گئی۔

حکومت نے میراں شاہ میں ۲۵۰۰۰ روپے کی لاگت سے ایک عمارت تعمیر کرنے کی منظوری دے دی ہے جس میں اون، دھات اور ریشم سازی وغیرہ کے تربیتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ اور توقع ہے کہ یہ عمارت موجودہ مالی سال کے اواخر تک مکمل ہو جائے گی۔

وانا میں اُون کے مرکز کا قیام

۶۸-۱۹۶۷ء سے ۲۰ طلباء وانا کے اُون مرکز میں تربیت حاصل کر رہے ہیں جس کی منظوری دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت ہو چکی ہے جو تیسرے پنجسالہ منصوبے میں بھی جاری ہے۔ اس مرکز میں طلباء کو اونی ریشوں کو تکلوں پر چڑھانے لپیٹنے اور ہنری کپڑے کی بنائی وغیرہ کی تربیت دی گئی ہے۔

اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے اور مستقل بنیادوں پہ قائم کرنے کے لئے تیسرے پنجسالہ منصوبے میں ۱۵۰۰۰۰ روپے مختص کئے گئے۔ لیکن ۶۸-۱۹۶۷ء کے سالانہ ترقیاتی بجٹ میں اس کا کہیں ذکر موجود نہیں ہے۔

طلباء کے لئے وظائف

ان ترقیاتی مراکز میں ہر طالب علم کو ۳۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے کیونکہ وہ زیادہ تر غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِن طلباء کو گزراوقات کے لئے تربیت کے دوران وظائف

دیئے جاتے ہیں۔ حکومت ایک ایسی تجویز پر بھی ہمدردانہ غور کر رہی ہے کہ ان طلباء کو ۳۰ روپے ماہانہ کے بجائے ۶۰ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے۔

صنعتی ترقی

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قبائلی علاقہ بہت ہی پسماندہ علاقہ ہے جہاں صنعتوں کی عدم موجودگی وہاں کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ تاہم دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران پورے ملک میں ترقیاتی منصوبوں پر عمل کیا گیا جس کے نتیجہ میں اس علاقے میں بھی نئی صنعتیں قائم کی گئیں۔

مالاکنڈ ایجنسی

کامران خان، منگورہ سوات اسٹیٹ ۱۹۶۲ء میں وجود میں آئی اس کی ترقی کے لئے ۱۷۵۰۰۰ روپے کا زرمبادلہ مختص کیا گیا۔ یہاں کے جنگلوں سے ۲ لاکھ مکعب فٹ لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔ ریاست سوات میں منگورہ کے مقام پر ۱۹۶۱ء میں سوات کارن پروڈکٹس قائم کی گئی اور اس نے ۲۷٫۵۰ لاکھ روپے کے سرمائے سے ۱۹۶۵ء میں کام شروع کر دیا۔

مردان انڈسٹریز ساکھا کوٹ

مردان انڈسٹریز ساکھا کوٹ یونٹ قائم کرنے کے لئے ۱۸ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے۔ ساکھا کوٹ (ملاکنڈ ایجنسی) میں سگریٹ سازی کا کام ۱۹۶۴ء میں شروع ہو گیا تھا، ان سگریٹوں میں مقامی ورجینیا تمباکو استعمال کیا جاتا ہے۔

سوات پلاسٹک اینڈ ربر ورکس ساکھا کوٹ ۱۶ لاکھ روپے کی لاگت سے قائم ہوئی تھی۔ اس کارخانے میں ......۱۰ جوڑے اسفنج ربڑ چپل کے، ......۳۰ پلاسٹک کے جوتوں

کے جوڑے اور ۲۰۰۰۰ جوڑے جوتوں کے تلے اور ایڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
منگورہ ٹیکسٹائل مل۔ سوات اسٹیٹ نے ۱۹۶۰ء میں کام شروع کر دیا تھا۔ جہاں ۱۳۵۷۸۰ گز سوت تیار کرنے کی استعداد موجود ہے۔

تعلیم

تیسرے پنجسالہ منصوبے میں تعلیمی ترقی کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔ اور اس سلسلے میں متعدد منصوبے بنائے گئے ہیں۔ نئے پروگرام کے مطابق پرائمری تعلیم کو عام کیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ سطح پر سائنس، ریاضی، صنعتی فنون، گھریلو معاشیات تجارت، زراعت اور دیگر فنی مضامین میں تعلیم کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اعلیٰ سطح پر تعلیمی پالیسی کا یہ مقصد ہے کہ نظری تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کو عملی تعلیم بھی دی جائے تاکہ ہمارے ملک کی تیزی سے پھیلتی ہوئی صنعتوں کو اپنے ملک سے ہی ماہرین میسر ہونے لگیں اس سلسلے میں اساتذہ کی تعلیم پر بھی زور دیا گیا ہے تاکہ وہ صحیح طور پر نئی نسل کی تعلیم و تربیت کر سکیں۔

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران تمام تعلیمی ترقی ان ہی مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ہوئیں اور اس سلسلے میں نمایاں کامیابیاں ہوئیں۔

بجٹ

۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ترقیاتی اور غیر ترقیاتی سکیموں کے اخراجات کے لئے ۵۶۶۹۴ کروڑ روپے مختص کئے گئے جبکہ ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران میں ۴۳ء۳۶ کروڑ روپے منظور کئے گئے تھے۔ ۶۷-۱۹۶۶ء کے بجٹ میں مختلف تعلیمی شعبوں کے لئے جو رقوم مختص کی گئی تھیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کروڑوں میں

	ترقیاتی	غیر ترقیاتی
(۱) یونیورسٹیاں	۱۶۰۳	۲۶۸۰

کروڑوں میں

	ترقیاتی	غیر ترقیاتی
(۲) کالج	۱٫۹۰	۳٫۵۸
(۳) سکنڈری ایجوکیشن	۲٫۷۱	۶٫۱۱
(۴) پرائمری ایجوکیشن	۱٫۱۳	۱۵٫۴۰
(۵) ٹیکنیکل ایجوکیشن	۳٫۲۶	۱٫۹۰
(۶) وظائف	۱٫۸۱	..
(۷) امدادی رقوم	۰٫۲۵	۰٫۶۳
(۸) معلموں کی تربیت	۰٫۶۰	..
(۹) فرنٹیر ریجن	۰٫۳۹	۰٫۶۴
(۱۰) الحاقی حصے	۰٫۰۲	۰٫۰۳
(۱۱) اوزار اور سامان	۰٫۱۲	..
(۱۲) ہدایات	..	۰٫۳۲
(۱۳) معائنہ	..	۰٫۶۶
میزان	۱۳٫۶۲	۳۲٫۰۷

پرائمری تعلیم

صوبے میں ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران نئے پرائمری اسکول کھولنے کے لئے ترقیاتی مد میں ۶۰ لاکھ روپے اور غیر ترقیاتی مد میں ۳۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے اس کے علاوہ پرائمری اسکولوں کو مڈل تک ترقی دینے کے لئے ۵۶ ، ۲۵ لاکھ روپے ترقیاتی مد میں اور ۳۶ ، ۱ لاکھ روپے غیر ترقیاتی مد میں مختص کئے گئے تھے ۔ پرائمری اسکولوں اور ان میں طلباء کی تعداد کا اندازہ مندرجہ ذیل گوشوارے

سے ہو سکتا ہے۔

نمبر شمار	ریجن	اسکولوں کی تعداد ۱۹۶۶-۶۷ء اور	۱۹۶۷-۶۸ء	طلباء کی تعداد ۱۹۶۶-۶۷ء اور	۱۹۶۷-۶۸ء
(۱)	پشاور	۳۵۸۱	۳۸۲۲	۲۶۹۸۰۴	۲۷۹۲۵۴
(۲)	راولپنڈی	۷۹۵۹	۸۳۹۰	۸۲۸۰۳۷	۸۴۵۳۳
(۳)	لاہور	۱۱۱۳۵	۱۱۷۷۲	۸۸۱۸۵۱	۹۹۵۰۸۷
(۴)	حیدرآباد	۸۵۷۵	۸۷۱۶	۶۳۰۲۰۸	۶۳۹۶۶۵
(۵)	کراچی	۱۰۸۱	۱۱۱۷	۲۷۳۳۸۵	۲۷۹۳۴۴
(۶)	کوئٹہ	۱۲۰۴	۱۲۷۸	۳۹۷۶۵	۴۰۰۲۵

سکنڈری تعلیم

۱۹۶۷-۶۸ء کے دوران میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی جاری اور نئی اسکیموں کے لئے ۲۲ء۸ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ اس میں سے ۱۷ء۶۲ کروڑ روپے ایسی اسکیموں کے لئے تھے جن پہ کام جاری تھا۔

مندرجہ ذیل گوشوارہ میں مڈل اور ہائی اسکولوں اور اُن میں طلباء کی تعداد دیکھی جا سکتی ہے۔

مڈل اسکول

نمبر شمار	ریجن	اسکولوں کی تعداد سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء اور	سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء	طلباء کی تعداد سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء اور	سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء
(۱)	پشاور	۳۳۹	۳۵۱	۱۰۶۸۰۶	۱۱۵۸۰۶

نمبر شمار	ریجن	اسکولوں کی تعداد سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء	اور سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء	طلباء کی تعداد سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء	اور سنہ ۱۹۶۷-۶۸ء
(۲)	راولپنڈی	۹۳۸	۹۳۲	۲۶۷۹۸۶	۳۱۵۴۴۱
(۳)	لاہور	۱۰۰۸	۱۰۱۲	۲۵۲۷۲۱	۲۸۶۱۴۵
(۴)	حیدرآباد	۳۹۳	۴۱۵	۲۶۵۹۴	۲۵۸۸۸
(۵)	کراچی	۹۶	۹۶	۱۳۸۹۴	۱۲۷۹۶
(۶)	کوئٹہ	۱۱۷	۱۱۹	۱۵۰۱۲	۱۳۶۰۷

ہائی اسکول

(۱)	پشاور	۱۷۳	۱۷۵	۹۴۴۹۷	۹۶۱۲۰
(۲)	راولپنڈی	۴۴۴	۴۶۶	۲۳۰۴۵۰	۲۴۵۰۰۶
(۳)	لاہور	۵۴۱	۸۵۴۱	۳۳۷۶۷۱	۲۹۶۰۱۷
(۴)	حیدرآباد	۲۵۵	۲۵۶	۸۴۶۳۸	۷۲۰۳۷
(۵)	کراچی	۲۶۳	۲۴۱	۱۱۹۰۷۶	۱۰۹۹۹۳
(۶)	کوئٹہ	۶۱	۵۹	۲۹۳۲۴	۲۲۱۰۳

کالج کی تعلیم

اس سطح پر تعلیمی منصوبوں کے اخراجات کے لئے ۹۰ء ۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ گذشتہ سال ۱۸ء ۱ کروڑ روپے تفویض کئے گئے تھے ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران میں ۳۸ ترقیاتی اسکیموں پر کام جاری ہے اور ۵ نئی اسکیمیں بھی منظور ہو چکی ہیں۔

اسکیمیں

روپے لاکھوں میں

(۱) موجودہ ۴۵ گورنمنٹ کالجوں کے دارالمطالعوں اور لائبریریوں کی وسعت	۵٫۵۰
(۲) موجودہ گورنمنٹ کالجوں میں ہوسٹل کی تعمیر	۱۵٫۰۰
(۳) کھیلوں اور جسمانی تعلیم کی اسکیمیں	۱۱٫۹۰
(۴) ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں لڑکوں کی تعلیمی سہولتوں میں اضافہ اور ہر ریجن میں طالبات کے لئے جسمانی سائنس ریاضی اور معاشیات کی تعلیم کے لئے کالج کا قیام	۱۴۲٫۰۰
(۵) ۵ مزید اعلیٰ درجے کے سائنس کالجوں کا قیام	۳٫۰۰

۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران کالجوں اور ان میں طلباء کی تعداد کا اندازہ مندرجہ گوشوارے سے ہو سکتا ہے۔

نمبر شمار	ریجن	کالجوں کی تعداد	طلباء کی تعداد
(۱)	پشاور	۲۸	۱۲۷۰۴
(۲)	راولپنڈی	۲۷	۳۱۰۹۳
(۳)	لاہور	۷۵	۵۰۶۰۰
(۴)	حیدرآباد	۴۹	۱۶۳۸۰
(۵)	کراچی	۴۲	۳۵۸۵۹
(۶)	کوئٹہ	۶	۱۳۰۰
	میزان =	۲۲۷	۱۴۷۹۳۶

ٹیکنیکل تعلیم

کسی ملک کی ترقی کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ وہاں انفرادی طاقت کہاں تک تربیت یافتہ ہے اور اس کو مناسب طور پر استعمال میں لایا جا رہا ہے مختلف شعبوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کے اضافے کے ساتھ فنی ماہرین اور تربیت یافتہ کارکنوں کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے اس لئے ٹیکنیکل تعلیم پر زور دیا جا رہا ہے۔ ۶۷-۱۹۶۶ء کے دوران میں مختلف تعلیمی اداروں میں طلباء کی تعداد درج ذیل ہے

نمبر شمار	درسگاہوں کی قسم	تعداد ۶۷-۱۹۶۶ء	طلباء کی تعداد
(۱)	پولی ٹیکنیکس	۱۷	۷۰۵۰
(۲)	کمرشل انسٹی ٹیوٹس	۲۲	۳۶۵۰
(۳)	ووکیشنل اسکول	۴۶	۴۲۷۲

مغربی پاکستان بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور۔ بورڈ میں ۱۹۶۷ء میں ۱۲۹۸۶ طلباء نے مختلف مضامین میں امتحانات دیئے۔ صوبے میں ٹیکنیکل تعلیم کی فروغ کے لئے منصوبہ بندی کمیشن نے تیسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران ۱۲۰۰۰ ماہرین اور ۶۰۰۰ تربیت یافتہ کارکن مہیا کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ۱۴ نئے پولی ٹیکنیک اور ۳۵ نئے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ کھولے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۱ صنعتی اسکولوں اور ۲۵ گورنمنٹ ووکیشنل اسکول برائے خواتین کو وسعت دی جا رہی ہے۔

شام کی کلاسز

فنی اداروں کی ترقی کے ساتھ ہی ان اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ کی تربیت کا بھی اہتمام ہو رہا ہے۔ راولپنڈی اور کراچی کے پولی ٹیکنیک اداروں میں اساتذہ کی تربیت کے شعبے موجود ہیں۔ ہر استاد کو کسی صنعت میں ایک سال کا تربیتی کورس اور اس کے علاوہ ۶ ماہ کا کسی

ورکشاپ میں عملی کورس بھی مکمل کرنا ہوتا ہے۔ تعلیمی سیشن کے دوران جو اساتذہ وقت نہیں نکال سکتے اُن کے لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سینئر اساتذہ کو جدید اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون ملک بھی بھیجا جاتا ہے۔ اِن اداروں سے مکمل استفادہ حاصل کرنے کے لئے شام کی کلاسز بھی جاری کی گئی ہیں۔ یہ ادارے شام کی کلاسز میں ووکیشنل سطح پر تعلیم دیتے ہیں اور یہاں محکمہ محنت کے غیر تربیت یافتہ افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ اِن اداروں میں شام کی کلاسوں میں مختلف قسم کے ۱۵ پیشوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ اور اس وقت طلباء کی تعداد ۲۵۰۰ ہے تجارتی اداروں میں شام کی کلاسز میں اُن لوگوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ جو دن کے وقت دفتروں میں کام کرتے ہیں۔ اس قسم کے اداروں میں شام کی کلاسز میں تربیت حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد ۱۱۰۰ ہے

یونیورسٹی تعلیم

اس وقت صوبہ میں چار یونیورسٹیاں بمقام پشاور، لاہور، حیدرآباد اور کراچی میں قائم ہیں جس میں سائنس اور آرٹ کے مضامین میں تعلیم کا انتظام ہے۔ ۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران ان یونیورسٹیوں میں آرٹ اور سائنس کے طلباء کی تعداد درج ذیل ہے۔

		طلبا کی تعداد	
نمبر شمار	یونیورسٹی	پوسٹ گریجویٹ ڈگری	پوسٹ گریجویٹ سرٹیفیکیٹ اور ڈپلومز
۱	پشاور	۴۴۰	۲۰۱
(۲)	لاہور	۲۵۱۱	۱۵۶
(۳)	حیدرآباد	۱۰۲۰	۲۵۳
(۴)	کراچی	۱۹۹۷	۴۱۷
(۵)	جامعہ اسلامیہ بہاولپور	۳۶	

لاہور کی انجینئرنگ یونیورسٹی اور یونیورسٹیوں سے ملحق انجینئرنگ کالجوں میں ۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران طلباء کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

طلباء کی تعداد

	ڈگری کورسز سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء	پوسٹ گریجویٹ کورسز سنہ ۱۹۶۶-۶۷ء
(۱) زرعی یونیورسٹی لائل پور	۱۲۱۶	۴۸۹
(۲) انجینئرنگ و ٹکنالوجی کی یونیورسٹی۔ لاہور۔ (بشمول لائل پور کی ٹکسٹائل ٹکنالوجی کا کالج)	۱۷۹۵	۹۴
(۳) داؤد انجینئرنگ کالج کراچی۔ این۔ ای۔ ڈی انجینئرنگ کالج کراچی۔ سندھ یونیورسٹی انجینئرنگ کالج۔ جام شورو پشاور یونیورسٹی انجینئرنگ کالج۔	۳۱۳۷	—
میزان	۴۹۳۲	۵۸۳

حکومتِ مغربی پاکستان نے اِن یونیورسٹیوں کے تعاون کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ ان میں کام کرنے والے اساتذہ اعلیٰ قابلیتوں کے مالک ہوں اور اُنہیں اہم مضامین خاص طور پر سائنس کے مضامین پڑھانے میں دسترس حاصل ہو۔

اساتذہ کی تعلیم

حکومت ترقیاتی سرگرمیوں کی کامیابی کے لئے ضروری سمجھتی ہے کہ مختلف اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ کو علوم وفنون کے اصول کی سہولتیں میسر ہوں اور اُن کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ اُن کی قابلیت اور اہلیت میں بھی اضافہ ہو چنانچہ مختلف تربیتی اداروں میں ہائی اسکولوں کے اساتذہ اور مختلف

انتظامی افسران کی تربیت کا انتظام ہے ان اداروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) سات اساتذہ کے تربیتی کالج۔

(۲) اساتذہ کا ایک ٹیکنیکل کالج (لائل پور)

(۳) تعلیمی کالج بمقام پشاور، تعلیمی ادارے حیدرآباد اور زرعی یونیورسٹیاں۔

(۴) پنجاب یونیورسٹی میں تعلیمی و تحقیقی ادارہ جس میں فنی اور کاروباری تعلیم بمعہ پرائمری اور سکنڈری تعلیم کا انتظام ہے۔

۱۹۶۶-۶۷ء کے دوران تربیت پانے والے اساتذہ کی تعداد ۸۹۰۰ تھی تفصیل درج ذیل ہے۔

ادارہ کی قسم	اساتذہ کی تعداد
(۱) نارمل اسکول اور اساتذہ کے تربیتی یونٹ جو ہائی سکولوں میں قائم ہیں۔	۷۰۳۵
(۲) اساتذہ کے تربیتی کالج	۱۴۲۹
(۳) (الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کا تحقیقی اور تعلیمی ادارہ (ب) حیدرآباد کا تعلیمی ادارہ (ج) زرعی یونیورسٹی لائل پور میں اساتذہ کی مختصر تربیت کا ادارہ	۶۶۸
(۴) اساتذہ کی فنی تربیت کا کالج لائل پور	۷۳
میزان =	۹۲۰۵

اساتذہ جو ملازمت میں ہیں اُن کی استعداد بڑھانے کے لیے ۳ تعلیمی اکسٹنشن سنٹرز اور ۳ اِن سروس ٹریننگ سنٹرز قائم کیے گئے ہیں۔ ان اداروں میں اساتذہ کو جدید طریقہ تعلیم کی تربیت دی جاتی ہے۔

خاص تعلیم

حکومت نے چار ادارے نابیناؤں کے لئے بمقام لاہور۔ بہاولپور، پشاور اور کراچی میں قائم کر رکھے ہیں ایک گونگوں، بہروں کا ہائی سکول بھی لاہور میں قائم ہے۔ ان میں معذور طلباء کو مختلف شعبوں میں تربیت اور ثانوی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے۔ حکومت نے ان طلباء کے امتحانات کے لئے خاص قانون بنائے ہیں۔ یہ ادارے گونگوں، بہروں اور اندھوں کی نظامت کی نگرانی میں چلتے ہیں۔ جو ۱۹۶۲ء میں قائم ہوئی تھی۔ حکومت نے ۶۹-۱۹۶۸ء کے دوران میں ان اداروں کے لئے ۴۳۰۴۶۰ روپے مختص کئے تھے جبکہ ۶۸-۱۹۶۷ء کے دوران ۴۲۳۶۷۰ روپے تفویض کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ حکومت نے ان اداروں کی عمارتوں کی تعمیر پر ۲۴۰۰۰۰ روپے خرچ کئے تھے۔ گورنمنٹ انسٹی ٹیوٹ برائے نابینا بہاولپور کی عمارت مکمل ہونے والی ہے

طلباء اور عملے کی بہبود

حکومت نے طلباء کی بہبود اور مسائل کا جائزہ لینے والے کمیشن کی رپورٹ پہ ۲۶۲ فیصلے کئے اور ان سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے انتظامیہ سے مشورے کئے۔ محکمہ تعلیم نے ان سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک علیحدہ شعبہ قائم کیا کمیشن کی سفارشات کا زیادہ تر تعلق طلباء اور عملے کی بہبود ہے مگر مختلف سطحوں پر تعلیم کے انتظامی معاملات بھی سفارشات میں شامل ہیں۔ حکومت نے فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے ۵ کروڑ روپے کی رقم فراہم کی اگرچہ تیسرے پنجسالہ منصوبہ میں اس رقم کی گنجائش نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس کے علاوہ طلباء کی بہبود اور مسائل کا لگاتار جائزہ لینے کے لئے ایک اور ڈویژن قائم کیا گیا جو اس یونٹ کے قیام کے بعد اساتذہ اور طلباء کی فلاح و بہبود کا کام منظم طور پہ ہو سکے گا۔

نیو سلیبس

انٹرمیڈیٹ اور ہائی سکول کی جماعتوں کے لئے فزکس، کیمسٹری اور حساب کے نصاب میں ترمیم کی گئی ہے اور اِن مضامین میں اعلیٰ اور ابتدائی سطح پر مروجہ سلیبس میں بھی ترمیم کی جائے گی۔ ستمبر ۱۹۶۷ء سے انٹرمیڈیٹ کی سطح پر اور ستمبر ۱۹۶۸ء سے ہائی سکولوں کی سطح پر ان مضامین کے نئے سلیبس کو جاری کیا گیا ہے۔

امتحانی اصلاحات

مروجہ نظامِ امتحان میں بھی اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ اب تک امتحانی پرچوں میں سوالات کا انداز آسان تھا جن کے جواب کے لئے طلباء چند اصولوں کے تحت اپنے مضامین کو زبانی یاد کر لیتے تھے۔ موجودہ امتحانی سوالات اس طرح مرتب کئے گئے ہیں جس سے طلباء کی تخلیقی صلاحیتوں کا اندازہ ہو سکے۔ یہ نمونے کے سوالات تمام سکولوں اور کالجوں کو بھیجے جا رہے ہیں تاکہ وہ اِن سوالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے طریقِ تعلیم میں تبدیلیاں کریں۔

تعلیمی رسائل و جرائد

موجودہ دور میں تعلیم بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ نصابی کتابوں میں جو معلومات ہوتی ہیں وہ وقت کا ساتھ نہیں دے سکتی ہیں چنانچہ ترقی یافتہ ممالک میں طلباء کو ہر مضمون میں جدید انکشافات سے آگاہ کرنے کے لئے مختلف وسائل مہیا کئے جاتے ہیں۔ ان سے اساتذہ بھی مستفید ہوتے ہیں۔ اس قسم کے رسائل کی افادیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے محکمہ تعلیم مغربی پاکستان نے فیصلہ کیا کہ وہ ان کی اشاعت کا انتظام کرے چنانچہ دو سہ ماہی تعلیمی رسالے، تعلیم و تدریس اور ثانوی تعلیم جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔ اِن جرائد سے پرائمری، سکنڈری اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کے اساتذہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ ان میں تعلیم و تدریس

کا رسالہ پرائمری اور مڈل کی سطح کی تعلیمی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ جبکہ ثانوی تعلیم کا جریدہ سکنڈری اور انٹرمیڈیٹ کی سطح کے تعلیمی اداروں کے کام آتا ہے ان جرائد کی طباعت و اشاعت کا کام مغربی پاکستان بیورد آف ایجوکیشن کے ذمہ ہے اس بیورو نے ثانوی تعلیم کا جریدہ جون ۱۹۶۷ء میں اور تعلیم و تدریس کا رسالہ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں جاری کیا۔ یہ جرائد اساتذہ اور محکمہ تعلیم سے متعلق دوسرے افراد کی معلومات کا مواد شائع کرتے ہیں۔ اِن میں نصاب، تحقیق۔ جدید طریق تعلیم اور دوسرے مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس بیورو نے اپنے رسالے ثانوی تعلیم میں گذشتہ دس سالہ دور میں تعلیمی ترقی سے متعلق جائزہ کو شائع کیا ہے۔

ایکٹ اور آرڈی نینسز کی کتاب

محکمہ تعلیم میں کام کرنے والے افراد کی ملازمتوں اور اُن کے متعلقہ شعبوں کی کارکردگی سے متعلق قوانین کو ایک کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ تاکہ اس سے تعلیمی اور انتظامی معاملات میں رہنمائی حاصل ہو سکے۔ یہ کتاب مغربی پاکستان بیورد آف ایجوکیشن نے شائع کی ہے اور اس کا نام "اے مینول آف ایکٹ آرڈی نینسز اینڈ رولز" ہے۔

نشریات اور ٹیلی ویژن

تنظیم

صوتی نشریات کی نگران مرکزی حکومت ہے۔ نشریاتی تنظیم کا سربراہ ڈائریکٹر جنرل ریڈیو پاکستان ہے جو وزارت اطلاعات و نشریات سے منسلک ہوتا ہے۔ تنظیم میں ۳۴ ماتحت اور دس علاقائی نشریاتی سٹیشن شامل ہیں۔ ان میں سے چھ سٹیشن مغربی پاکستان کراچی، حیدر آباد، کوئٹہ، لاہور، راولپنڈی اور پشاور میں قائم ہیں ہر ایک کا ناظم علاقائی ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ اوپریشن یونٹس میں بیرون ملکی سروس، مرکزی خبروں کی تنظیم، کمرشل سروس، نقل نویسی کی سروس اور مونیٹرنگ ڈیپارٹمنٹ، عملے کی تربیت کا محکمہ اور فنی تربیتی سکول شامل ہیں مؤخرالذکر کا سربراہ ایک پرنسپل اور بقایا ہر ایک کا ایک ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ ایک شعبہ مطبوعات بھی ہے۔ ان تمام کا سربراہ ڈائریکٹر جنرل ہوتا ہے جس کی مدد کے لئے ایک جائنٹ ڈائریکٹر جنرل، دو ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل اور ایک چیف انجنیئر ہوتا ہے۔

ترقیات

تقسیم کے وقت مغربی پاکستان میں صرف دو علاقائی ریڈیو سٹیشن ایک لاہور میں ۵ کلوواٹ میڈیم ویوز کا اور دوسرا ۱۰ کلوواٹ میڈیم ویوز پشاور میں کام کر رہے تھے۔ یہ نشریاتی سٹیشن مقابلتاً کم احاطہ گھیر سکتے تھے۔ اور صرف مقامی اغراض کو پورا کرنے پر قادر تھے۔ کراچی کا نشریاتی سٹیشن ۱۹۴۸ء میں سالگرہ آزادی پاکستان کے دن شروع کیا گیا۔ جس میں دو کم قوت کے ٹرانسمیٹر نصب کئے گئے تھے۔ مابعد یہ کم استعداد کے ٹرانسمٹر طاقت ور ۱۰ کلوواٹ میڈیم ویوز سے تبدیل کر دیئے گئے۔ ان کا دائرہ عمل ۶۰ میل سے ۸۰ میل قطر میں

تھا۔

دوسرا مرحلہ کراچی میں پچاس پچاس کلوواٹ کے دو طاقتور شارٹ ویوز ٹرانسمیٹر نصب کرنے کا تھا۔ ان ٹرانسمیٹروں نے ۱۴؍ اگست ۱۹۴۹ء سے کام شروع کر دیا۔ اب ان کی نشریات نہ صرف ملک کے دونوں بازوؤں تک محدود تھیں بلکہ مشرق وسطیٰ، مشرق بعید اور یورپ کے بہت سے ممالک میں بھی سنی جا سکتی تھیں۔

دوسرے منصوبہ کے دوران

دوسرے منصوبے (۶۵ - ۱۹۶۰ء) کے دوران تمام مغربی پاکستان میں شارٹ ویوز اور میڈیم ویوز پر مشتمل نشریاتی جال بچھا دیا گیا اور ۱۹۶۵ء تک کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، لاہور، پشاور، راولپنڈی اور اسلام آباد میں مکمل نشریاتی سہولتیں میسر آ گئیں۔

تیسرے منصوبے کے ترقیاتی مقاصد

تیسرے منصوبے میں ملکی نشریاتی ضروریات پورا کرنے کے لئے بہتر میڈیم ویوز کا مزید قیام جاری رکھنا اور زیادہ سے زیادہ اندرون ملک ثانوی سروس کو ترقی دینے، مشرقی و مغربی پاکستان کو ملانے اور ساتھ ساتھ بیرونی ممالک کو مضبوط ترسگنلوں کے ذریعہ نشریات پہنچانے کے لئے موجودہ شارٹ ویوز کو ترقی دینا شامل ہیں۔

اس کے مزید مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

ملتان میں ایک مکمل ۱۰۰ کلوواٹ کے میڈیم ویوز اسٹیشن کی تنصیب۔

حیدرآباد اور کوئٹہ میں سو سو کلوواٹ کے میڈیم ویوز ٹرانسمیٹروں کی تنصیب۔

خیرپور میں ۱۰ کلوواٹ کے ریلے سٹیشن کا قیام۔

اسلام آباد میں ۱۰۰۰ کلوواٹ کے میڈیم ویوز ٹرانسمیٹر کی تنصیب۔

حیدرآباد میں موجودہ تنصیب میں مزید ۲۵۰ کلوواٹ کے شارٹ ویوز کے دو ٹرانسمیٹروں کا اضافہ۔

اسلام آباد میں زیر تعمیر نشریاتی گھر کو مکمل کرنے اور پشاور میں ایک نیا نشریاتی گھر قائم کرنے کا منصوبہ۔

لاہور اور کراچی کے لئے الگ الگ نشریاتی سروس سٹوڈیو کا قیام۔

ایک تجربہ گاہ اور ورکشاپ کا اسلام آباد میں قیام۔

ترقی دیہات پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں ۱۰۰۰۰ سمعی آلات تقسیم کرنا۔

پروگرام

ریڈیو پاکستان کے تمام مکمل اسٹیشن دن میں تقریباً دس گھنٹے پروگرام پیش کرتے ہیں۔ لاہور کے اسٹیشن نے حال ہی میں اپنے تیسرے ٹرانسمیشن کا وقت ساڑھے چار بجے سہ پہر سے بارہ بجے رات تک بڑھا دیا ہے یہ پروگرام مندرجہ ذیل اہم اقسام میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

(ا) خبریں

(ب) دوسرے معلوماتی پروگرام مثلاً تقاریر، بحث و مباحثہ، نیوز ریل اور تفریحی پروگرام (مزاحیہ فیچر اور کھیل)

(ج) موسیقی

(د) بیرونی نشریات

سروسز

کمرشل سروس

کمرشل سروس کا مقصد پسندیدہ موسیقی اور دوسرے موضوعات کے درمیان تجارتی مصنوعات کا نشری اشتہار بازی کے ذریعہ آمدنی بڑھانا ہے۔ یہ سروس نومبر ۱۹۶۱ء میں دوپہر بارہ بجے سے ایک بجے تک کراچی کے پانچوں ٹرانسمیٹروں سے بیک وقت جاری کی گئی۔ اب یہ سروس اتوار کے سوا ہفتہ کے باقی دنوں میں ۳ گھنٹے ۱۰ منٹ اور اتوار کو ۳ گھنٹے ۴۰ منٹ تک بڑھا دی گئی ہے۔ اس میں گھریلو خواتین کا پروگرام، پاکستان کے مختلف علاقوں کے مقامی گیت، پاکستانی فلموں کی موسیقی اور دیگر بہت سے موضوع شامل ہیں۔

لاہور ریڈیو سٹیشن نے کمرشل سروس یکم مئی ۱۹۶۲ء سے تجرباتی طور پر ایک گھنٹہ روزانہ ماسوائے اتوار

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نشریاتی ترقی

پروگراموں کو سامعین کی خواہشات و خیالات کے مطابق ڈھالنے اور ان کو تبدریج ترقی دینے کے لئے مسلسل کوششیں جاری ہیں۔

سامعی تحقیق

سائنسی اصولوں پر قائم سامعی تحقیق بتدریج ترقی کی طرف گامزن ہے۔ صدر مقامات میں ایک ڈائریکٹر سامعی تحقیق کے عہدہ پر فائز ہے۔ سامعی تحقیق یونٹس تمام بڑے اسٹیشنوں پر کام کر رہے ہیں۔

سکاؤٹنگ کی اہلیت

ایک "ٹیلنٹ یوٹیلائزیشن بورڈ" قابل اشخاص کی تحقیق کی غرض سے ملک کے مختلف حصّوں کا دورہ کرتا ہے۔ مختلف امتحان منعقد کروائے جانے کے بعد کامیاب امیدواروں کی فہرست تیار کی جاتی ہیں۔ یہ بورڈ محکمہ نشریات اور باہر کے ماہرین افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔

ایڈوائزری کمیٹی

چھ سے دس سرکاری و غیر سرکاری ممبران پر مشتمل ایک "ایڈوائزری کمیٹی" ہر علاقائی ریڈیو سٹیشن میں قائم ہے۔ خیال یہ ہے کہ پروگراموں کی منصوبہ بندی کو عوام کے خیالات سے ہم آہنگ کیا جائے تاکہ علاقہ کے افراد کی ضروریات جتنی ممکن ہو سکیں، پوری ہو جائیں۔

تربیّت

ریڈیو پاکستان نے ایک فنّی تربیت گاہ قائم کی ہے۔ اس میں ایک عمومی کورس فروری ۱۹۶۱ء سے

جاری کیا گیا۔ ان مختلف فنی موضوعات پر تقاریر کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جن پروگرام سے پروڈیوسروں کو روزمرہ واسطہ پڑتا ہے۔ کئی دیگر بہت سی نشریاتی سرگرمیوں کے لئے بھی کورس جاری کئے گئے ہیں۔ جیسے سامعین کے بارے میں تحقیق۔ ڈرامہ کی ترقی۔ پاکستانی موسیقی کی تاریخ۔ دوسرے ممالک میں نشریات کا طریق کار اور ٹیلی ویژن۔ اطلاعات کا ایک بے حد وسیع ذریعہ۔ تربیت گاہ ریڈیو کی ٹیکنولوجی پر بھی ابتدائی کورس کا اہتمام کرتا ہے۔ سیمینار بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ جن کے فیصلہ کو مرتب کرکے تمام اسٹیشنوں پر عمل درآمد کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔

مطبوعات

ریڈیو پاکستان اپنے پندرہ روزہ یا ماہانہ پروگراموں کو بنگالی، اردو، انگریزی، عربی، فارسی اور برمی زبانوں میں شائع کرتا ہے اور ان میں اہم نشریاتی پروگراموں کے اقتباسات بھی شامل ہوتے ہیں۔

ٹیلی ویژن

ٹیلی ویژن کو پاکستان میں متعارف ہوئے ۴ سال سے کچھ کم عرصہ گزرا ہے۔ اکتوبر ۱۹۶۴ء میں حکومت پاکستان نے ملک میں عوام کو کثیر المقاصد ٹیلی ویژن سروس سے متعارف کروانے کے لئے ایک ٹیلی ویژن کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اتنی اہم تنظیم کا قیام کچھ نہ کچھ وقت ضرور چاہتا ہے۔ اسی لئے فیصلہ کیا گیا کہ اس کی ابتدا چھوٹے پیمانے پر کی جائے اور لاہور میں ایک پائیلٹ ٹی۔ وی اسٹیشن قائم کیا جائے۔

لاہور اسٹیشن نومبر ۱۹۶۴ء میں جاری کیا گیا۔ یہ ہفتہ میں چھ دن روزانہ تین گھنٹے پروگرام پیش کرتا ہے ۱۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو صدر مملکت نے سنٹرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح کیا تو اس موقع پر اسلام آباد، راولپنڈی پائیلٹ ٹرانسمیشن کو پہلی بار جاری کیا گیا۔ اب یہ سٹیشن ہفتہ میں چھ دن تین گھنٹے روزانہ باقاعدگی سے پروگرام پیش کرتا ہے۔

فورمٹ

ابھی ٹیلی ویژن اسٹیشن پیر کے علاوہ ہفتہ میں روزانہ تین گھنٹے پروگرام پیش کرتے ہیں جبکہ صرف ایک

سٹوڈیو ہی نشریات کے لئے ملکی پروگرام پیش کرتا ہے۔ ٹیلی ویژن میں ہر پروگرام کے بعد ایک فلم دکھائی جاتی ہے تاکہ اسٹوڈیو میں دوسرے پروگراموں کے لئے ضروری تیاری ہو سکے۔

ٹیلی ویژن کے تمام پروگراموں کی منصوبہ بندی، ان کی پیش کش اور تمام اسٹیشنوں کا سارا کام پاکستانی عملہ انجام دیتا ہے۔

پروگرام

پروگرام سروس مندرجہ ذیل اقسام پر مشتمل ہوتی ہے۔

(۱) تعلیمی اور معلوماتی

(۲) ترقیاتی سرگرمیوں سے متعلق پروگرام

(۳) قومی یکجہتی سے متعلق پروگرام

(۴) تفریحی پروگرام

(۵) بچوں، عورتوں، کالج اور اسکول کے طلبا کے لئے خاص پروگرام۔

پروگرام کا شعبہ

یہ پروگرام چونکہ گھروں میں بھی دیکھے جاتے ہیں اس لئے خصوصاً یہ کوشش کی جاتی ہے کہ وہ صحت مند اقدار کو پروان چڑھائیں اور کسی مکتبِ فکر کے احساسات کو مجروح نہ ہونے دیں۔ کسی پروگرام کے نقائص اور عمدگی کے لئے تجرباتی جائزہ ضروری ہے۔ ٹیلی ویژن سٹیشنوں میں مثالی پروگرام پیش کرنے کے لئے پروگرام کے موضوعات پیش کرنے کی تکنیک اور طریقِ نمائش پر تحقیق ہو رہی ہے تاکہ ملک میں ٹیلی ویژن پروگرام کا موجودہ معیار بلند ہو سکے۔ چنانچہ اس کے لئے ہیڈ کوارٹر کی سرکردگی میں پروگرام ورکشاپ کا خود مختار ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ اس کے قیام سے ملک میں ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے معیار کے بلند ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

فلمیں

پس منظر

سابق صوبہ پنجاب اور سندھ میں سینما ہال اس صدی کے اوائل میں تعمیر کئے گئے تھے۔ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء کے دوران بے آواز تصاویر کے اسٹوڈیو لاہور میں قائم کئے گئے تھے بعد میں لاہور کے ان اسٹوڈیوز میں بجائے بے آواز تصاویر بنانے کے متحرک اور بولتی ہوئی اردو اور پنجابی تصاویر بنائی جانے لگیں اور فلمی صنعت تیزی سے ترقی کرنے لگی۔ اُس وقت چار اسٹوڈیوز کام کر رہے تھے اور پانچواں زیر تکمیل تھا۔ سندھ اور بلوچستان کے ریجنوں کو بھی لاہور ہی سے تصاویر بھیجی جاتی تھیں۔ اُن علاقوں کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے فلم تقسیم کنندگان کے بہت سے دفاتر قائم ہو گئے۔ آزادی ملنے کے بعد فلمی صنعت میں بہت اہم تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں کیونکہ پاکستان کے حصہ میں صرف لاہور جیسا ایک شہر آیا جہاں فلمیں بنائی جاتی ہیں۔

اس کے علاوہ فلمی صنعت مہاجرین کی سرحد پر دوطرفہ نقل مکانی سے بہت متاثر ہوئی۔ برصغیر کے کل سینما ہال کا آٹھواں حصہ اور صرف ایک نامکمل اسٹوڈیو پاکستان کے حصہ میں آیا۔ اس لئے یہ ضروری تھا کہ اس صنعت کو فروغ دینے کے لئے نئے سینما ہال اور اسٹوڈیو وغیرہ تعمیر کئے جائیں۔ نئی تعمیرات کا کام جاری رہا اور سب سے پہلی پاکستانی فلم ستمبر ۱۹۴۸ء میں سنسر کے لئے پیش کی گئی۔

فلم سازی

فلمی صنعت کی ابتدا ۱۹۴۸ء میں ایک فلم تیار کر کے ہوئی اس کے بعد ۱۹۴۹ء میں سات فلمیں تیار

[illegible]

سے زیادہ ہے۔ اس وقت کا تقریباً ۵ فی صد حصہ درآمد شدہ فلموں کی نمائش پر صرف ہوتا ہے۔ ایک پاکستانی فلم کی نمائش اوسطاً ۱۰۔۱۵ ہفتے ہوتی ہے۔

برآمد

پاکستانی فلموں کی کھپت کے لئے غیر ممالک میں منڈیاں تلاش کرنے پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ اس مقصد کے لئے لندن میں ایک فلم ایکسپورٹ کارپوریشن قائم کی گئی ہے جو یورپی ممالک میں پاکستانی فلموں کی کھپت کا جائزہ لے گی۔

ایک معاہدہ پاکستانی اور انڈونیشی فلم بنانے والوں کے مابین ہو چکا ہے۔ جس کے تحت ۱۹۶۶ء کے دوران ۲۷ پاکستانی فلمیں برآمد کی گئی ہیں۔ ایک وفد افغانستان گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی فلمیں افغانستان گئیں اور جن کے معاوضے میں ۸۰۰۰۰ افغانی روپے ملے۔ ایک اور وفد فلمی فنکاروں اور تقسیم کاروں کا جنوب مشرقی ایشیا مشرقی افریقہ اور مشرق وسطیٰ گیا تھا۔ جنہوں نے وہاں کے امپورٹرز سے گفت و شنید کے بعد ایک باہمی معاہدہ کر لیا جس کے تحت پاکستانی فلمیں ان ممالک میں بھیجی جائیں گی۔

میلے اور انعامات

پاکستانی فلموں نے بین الاقوامی فلمی میلوں جو جرمنی، وینس، کولمبو، ایڈنبرا وغیرہ میں منعقد ہوئے تھے حصہ لیا ہے۔ ان فلموں میں سے کچھ فلموں کو امتیازی انعامات ملے۔

پاکستان میں جدید فلمی بین الاقوامی کلاسیکی نمائش ۱۹۶۵ء میں ڈھاکہ اور کراچی میں منعقد ہوئی تھی۔ اس فلمی نمائش کے لئے لنکا، چین، فرانس، ہندوستان، ایران، جاپان، پولینڈ، ترکی اور روس سے فلمیں آئی تھیں۔ ایک کل پاکستان فلمی میلہ ڈھاکہ میں منعقد ہوا جس میں اچھی فلموں کا انتخاب کیا گیا اور ان کی اچھی کارکردگی پر انعامات دیئے گئے۔ مثلاً ہدایت کاری۔ اداکاری۔ کہانی۔ مکالمے۔ موسیقی۔ عکاسی وغیرہ۔

سینما کا معائنہ

یہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ صحت اور حفاظت عامہ کیلئے سینما ہال کی وقتاً فوقتاً معائنہ کراتی رہے۔ اسی لئے حکومت نے سینما ہال کے معائنے کے متعلق قوانین بنا دیئے ہیں۔ جس میں یہ شرط ہے کہ مالکان سینما کو سینماٹوگراف ایکٹ کے تحت ہی لائسنس جاری کئے جائیں جب کہ وہ ان قوانین کی پابندی کریں۔ صوبائی حکومت کو سینما کی تعمیرات کی اجازت دینے کے سلسلے میں مکمل اختیارات حاصل ہیں۔

فلمی صنعت کی ترقی

آزادی کے بعد ملک میں فلمی صنعت کے معاملات پر کئی بار غور وخوض ہوا۔ ۱۹۴۸ء میں یونیسکو نے اس صنعت کے مسائل کی چھان بین کے لئے ماہرین بھیجے۔ جولائی ۱۹۵۰ء میں ایک فلم مشاورتی کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بعد اکتوبر ۱۹۵۳ء میں وزارتِ صنعت کی سرپرستی میں ایک فلم ڈیولپمنٹ ڈائریکٹوریٹ کا قیام عمل میں آیا جس کا کام فلمی صنعت کو فروغ دینا تھا۔ اس سلسلے میں فلمی صنعت کے لئے ساز وسامان درآمد کرنے کے لئے نئے لائسنس دیئے گئے جس میں کیمرے، ریکارڈنگ کا سامان وغیرہ شامل ہیں۔ نئے لائسنس دیئے جانے سے اس صنعت کو بڑا فروغ ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں انقلابی حکومت نے فلم فیکٹ فائنڈنگ کمیٹی قائم کی جس کے کوائف درج ذیل ہیں:۔

(ا) فلمی صنعت کی کارکردگی کی چھان بین کرنا اور اس کے مسائل کو سمجھنا۔

(ب) فلمی صنعت کے مسائل کو حل کرنے کی تجاویز۔

(ج) فلمی صنعت کی بہتری کے لئے نئے نئے طریقے اپنانا اور دوسرے ملکوں کی فلمیں بنانے والوں کے ساتھ مل کر مشترکہ فلمیں بنانا۔

(د) قومی ثقافت اور تعلیم کو فلم کے ذریعہ فروغ دینے کے اقدامات پر غور وخوض کرنا اور اس کے ساتھ ملک میں صحت مند تفریحی سامان مہیا کرنا۔

اس کمیٹی نے فلمی صنعت سے دلچسپی رکھنے والے مختلف طبقوں کو ان کے خیالات معلوم کرنے کے لئے

سوال نامے جاری کئے اور بہت سے لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور ان کے نظریات معلوم کر کے کمیٹی نے ان مسائل کو حل کرنے کے لئے مفصل سفارشات پیش کیں۔

مرکزی مشاورتی کونسل

مارچ ۱۹۶۰ء میں حکومت نے فلمی صنعت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک مرکزی مشاورتی کونسل قائم کی تھی تاکہ قومی مزاج اور رسم ورواج کے عین مطابق فلمیں تیار کی جائیں۔ فلمی صنعت کے معاملات کو حل کرنے کے سلسلے میں اس کونسل کو مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ خاص طور پر خام مال ٹیکنیکی سازوسامان اور مشینری خام مال اور فلمی صنعت سے متعلق مختلف سامان پر مقررہ محصول اور انعامات یا قومی منظور شدہ فلموں کو تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ قومی مقاصد کے لئے مختلف موضوعات پر تیار کی گئی فلموں کی پہلے ہی سے سنسر شپ کا انتظام کرنا بھی اس کے دائرہ اختیار میں ہے اور یہ کونسل ملکی اور غیر ملکی فلموں کی برآمد و درآمد کا انتظام کرتی ہے اور غیر ملکی فلموں کی نمائش کا بھی اہتمام کرتی ہے اور یہ کونسل فلموں کے تبادلے، فلمی کلب کے قیام، فلمی میلوں اور مشترکہ فلم سازی کا بھی اہتمام کرتی ہے۔

پنجسالہ منصوبے

دوسرے اور تیسرے پنجسالہ منصوبوں کے تحت اس صنعت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خاص توجہ دی گئی ہے۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے میں اسٹوڈیوز کو جدید طرز پر چلانے اور اُن کی توسیع پر کافی توجہ دی گئی ہے تاکہ وہ فلمی صنعت کی تمام ضروریات کو پورا کرسکیں۔ تیسرے پنجسالہ منصوبے میں موسیقی دانوں، فن کاروں اور فلمی ٹیکنیک کی تربیت حاصل کرنے کے لئے ایک فلمی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔

اس ادارہ کو مزید سہولتیں فراہم کر دی گئی ہیں۔ اس صنعت کی ترقی کے لئے پہلے پنجسالہ منصوبے

میں ۷ء۶ ملین روپے مختص کیے گئے تھے۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے میں یہ رقم بڑھ کر ۱۰ ملین روپے ہو گئی اور تیسرے پنجسالہ منصوبے میں یہ رقم پہلے سے تجاوز کر کے ۹۴ ملین روپے ہو گئی ہے۔



گورنر مغربی پاکستان، وزرا کی کونسل کے اجلاس
کی صدارت فرما رہے ہیں

شخصیات

جنرل محمد موسیٰ

ہلالِ پاکستان، ہلالِ جرأت، ہلال قائد اعظم، ایم بی ای، گورنر مغربی پاکستان۔

آپ آزادی سے قبل مسلح افواج کی قومی کمیٹی میں کام کرتے رہے اور آزادی کے بعد مشرقی پنجاب اور دہلی کے فساد زدہ علاقوں سے مسلمانوں کے انخلا کے سلسلہ میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کو بریگیڈ کی کمانڈ ملی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کی نیشنل گارڈ کے ڈائریکٹر اور انسپکٹر اور جنرل ہیڈ کوارٹرز میں انفنٹری ڈائریکٹر کی حیثیت سے تقرری کی گئی۔ اس سے پہلے آپ تین سالوں تک ڈپٹی چیف آف دی سٹاف اور وزارتِ دفاع کی سیکرٹریٹ میں جونیئر سروسز کے انچارج کی حیثیت سے بھی کام کر چکے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں آپ کو میجر جنرل کے عہدہ پر ترقی دے دی گئی۔ آپ کو سیٹو کی ملٹری کمیٹی میں پاکستان کی نمائندگی کے فرائض بھی سونپے گئے اور ۱۹۵۷ء میں لفٹیننٹ جنرل مقرر کیا گیا۔ اس حیثیت سے آپ نے فوج ڈھانچے میں تنظیمی تبدیلیاں پیدا کیں اور اب یہ دنیا کی بہترین فوجوں میں سے شمار ہوتی ہے۔

آپ پاکستان ہا کی فیڈریشن اور پاکستان گاف یونین کے صدر بھی ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں برطانیہ کے اکثر فوجی تربیتی اداروں کا دورہ کر چکے ہیں۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے برطانیہ میں امپریل ڈیفنس کالج میں ایک سال کی تربیت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ، ترکی، ایران اور انڈونیشیا کے دورے کر چکے ہیں۔

ملک خدا بخش

وزیر خوراک، زراعت اور امداد باہمی۔ آپ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۳ء میں صوبائی سول سروس میں منتخب ہوئے اور مختلف اضلاع میں مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے۔ آپ صوبائی سول سروس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ آپ زرعی اصلاحات کمیشن کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ ۶۰ - ۱۹۵۹ء کے دوران آپ کو محکمہ مال میں سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ آپ عہدۂ وزارت سنبھالنے سے قبل ۱۹۶۱ء تک محکمہ زراعت کے سیکرٹری رہے۔ اس کے علاوہ آپ کریڈٹ انکوائری کمیشن کے ممبر بھی ہیں۔

تصانیف :۔ پنجاب میں ریلیف قوانین، مغربی پاکستان میں زرعی اصلاحات، ہماری زراعت۔

غلام سرور خاں

وزیر مال، آبادکاری و کالونیز۔ آپ نے اسلامیہ کالج پشاور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۵ء میں صوبائی سول سروس میں داخل ہوئے اور شمال مغربی سرحدی صوبہ اور بلوچستان میں مختلف حیثیتوں سے کام کرتے رہے۔ آپ ۱۹۶۶ء تک پشاور کے کمشنر رہے۔

میاں محمد لیسین خاں وٹو

وزیر بنیادی جمہوریت و لوکل گورنمنٹ۔ آپ ۱۰ مارچ ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ ایمرسن کالج ملتان گورنمنٹ کالج ساہیوال اور لاء کالج لاہور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بطور وکیل کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۵ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ ساہیوال کے ممبر اور ۱۹۶۲ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں پارلیمانی وفد کے قائد کی حیثیت سے ملائشیا کا دورہ کیا۔

محمد علی خاں ہوتی

وزیر تعلیم و اوقاف۔ آپ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ آپ زمیندار اور صنعت کار ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں سابقہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی صوبائی مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری مقرر ہوئے اور تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ ۱۹۴۷-۴۸ء میں ہوانا میں اقوام متحدہ کی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کی۔

مخدوم حمید الدین

وزیر آب پاشی و بجلی۔ ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ اسمبلی پارٹی۔ آپ ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ رحیم یار خاں ایس ای کالج بہاولپور اور کراچی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے ایڈووکیٹ کی حیثیت میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور پارلیمانی امور کے پارلیمانی سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ بہاولپور ڈویژنل مسلم لیگ کے صدر بھی ہیں۔

بیگم زاہدہ خلیق الزماں

وزیر صحت و معاشرتی بہبود۔

آپ لکھنؤ میں ۱۹۱۵ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ وہاں کی ایک عالی مرتبت شخصیت جناب ارتضا حسین کی صاحبزادی ہیں۔ ابتدائی تعلیم لکھنؤ ہی میں حاصل کی۔ آپ کی شادی چودھری خلیق الزماں صاحب سے ۱۹۳۰ء میں ہوئی جو پاکستان کے مسلم لیڈروں میں سے ایک ہیں اور مشرقی پاکستان کے سابق گورنر بھی رہے ہیں۔

آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۳۷ء سے ہوا جب کہ آپ بھارت کے صوبہ اُتّر پردیش (موجودہ) میں تنظیم خواتین کی سیکرٹری بنیں اور سیاسی اور سماجی سرگرمیوں میں حصّہ لیتی رہیں۔

آپ نے ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۷ء تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر کے طور پر خدمات انجام دیں۔

۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک آپ سندھ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کی ممبر رہیں۔ آپ اپوا اور گرلز گائیڈ ایسوسی ایشن مشرقی پاکستان اور پاکستان نیشنل گارڈ کی صدر کے طور پر بھی خدمات انجام دیتی رہیں۔

آپ کو اردو ادب، شعر و شاعری سے شغف ہے۔ آپ پاکستان کی آرٹ اور کلچر اکیڈمی کی سرپرست بھی ہیں جو مشرقی و مغربی پاکستان کی یکجہتی کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔

آپ ۱۹۶۵ء میں مغربی پاکستان صوبائی اسمبلی کی ممبر منتخب ہوئیں۔

سیّد احمد سعید کرمانی

وزیر اقتصادیات و ایکسائز ٹیکسیشن و اطلاعات۔ آپ نے اسلامیہ کالج، ایف سی کالج اور یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے تعلیم کے مدارج طے کئے۔ پنجاب مسلم لیگ کونسل اور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ممبر

کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ساتھ ہی مغربی پاکستان ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں ۱۶ سال تک بطور ایڈووکیٹ پریکٹس کرتے رہے۔ صوبائی مقننہ میں لاہور کے حلقے سے بطور نمائندہ منتخب ہوئے اور بعد میں مغربی پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل چن لئے گئے۔ آپ اب صوبائی پاکستان مسلم لیگ کے صدر ہیں آپ مشرق وسطیٰ، یورپ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دورے بھی کر چکے ہیں۔

محمد خان جونیجو

وزیر امور رسل درسائل وریلوے۔ شروع میں آپ کا پیشہ زمینداری تھا۔ آپ نے اپنے ضلع میں نئے سائنسی وتکنیکی ذرائع پیداوار کو متعارف کیا۔ آپ ۱۹۵۳ء میں سیاست میں داخل ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں سانگھڑ ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ آپ سابقہ کیبنٹ میں مواصلات، تعمیرات اور ریلوے کے وزیر تھے۔

اللہ بچایو اخوند

وزیر قانون وپارلیمانی امور۔ آپ نے بمبئی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۴۰ء میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور حیدر آباد سندھ میں پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۴۸ء سے حیدر آباد لاء کالج میں بطور اعزازی پروفیسر رہے اور پھر پرنسپل بنے اور آپ وزیر بنتے وقت پرنسپل کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

ملک اللہ یار خان

وزیر محنت وجیل۔ آپ ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۵۱ء میں کیمبل پور میں پریکٹس شروع کی اور اسی سال ضلعی مسلم لیگ کے صدر بنے۔ ۱۹۵۴ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اور ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں قومی اسمبلی کے ممبر بنے ۱۹۶۵ء میں دوبارہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور وزارت اطلاعات اور نشریات کے پارلیمانی

سیکرٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں روم میں جو انٹر ریجنل رُورل یوتھ کانفرنس منعقد ہوئی آپ نے اس میں حصہ لیا۔ فلپائن میں منعقدہ سیٹو سیمینار میں بھی شرکت کی اور ۱۹۶۳ء میں جکارتہ جنیفہ کانفرنس میں پاکستانی وفد کے قائد کی حیثیت سے شامل ہوئے۔

عبیداللہ قاضی فضل اللہ

بی۔اے۔ایل ایل۔بی وزیر امور داخلہ۔ آپ ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جامعہ ملیہ اور بمبئی یونیورسٹی میں تعلیم مکمل کی۔ آپ نے تحریک عدم تعاون میں حصہ لیا۔ ۱۹۴۵ء میں لاڑکانہ کے ڈسٹرکٹ سکول بورڈ کے چیئرمین اور ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۴۶ء میں سندھ اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں سندھ کے وزیر مال بنے اور تعلیم، لوکل سیف گورنمنٹ صحت اور آب پاشی کے قلمدان بھی آپ کے پاس رہے۔ آپ ۱۹۵۰ء میں چیف منسٹر بن گئے۔ ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۵۸ء تک آب پاشی، بجلی، بیراج اور انڈسٹری کے محکموں کے وزیر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۵۸-۶۲ء تک قانون کی پریکٹس کرتے رہے۔

پارلیمنٹری سیکرٹری

۱۔ میاں مہراج الدین (عمال و جیل)

۲۔ چوہدری امتیاز احمد گل (عمومی انتظامیہ۔ امورِ داخلہ۔ خوراک زراعت)

۳۔ سردار محمد اشرف خان (تعلیم۔ اوقاف۔ صنعت۔ تجارت معدنی ذخائر۔ منصوبہ بندی اور ریکیو)

۴۔ میاں غلام محمد احمد خاں مینکا (آبپاشی۔ بجلی۔ اراضیات اور پانی)

۵۔ خان تکرم خان (امدادِ باہمی)

۶۔ خان محمد اقبال خاں جدون (مواصلات۔ تعمیرات۔ ٹرانسپورٹ)

۷۔ مسٹر عبدالقیوم (صحت و سماجی بہبود)

۸- ملک محمد مظفر خاں (اصلاح آراضی)

۹- آغا صدرالدین خاں درانی (مالیات - اضافی بستیاں و آبادی)

مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے عالی مرتبت جج صاحبان

لاہور

۱- مسٹر جسٹس وحید الدین احمد	چیف جسٹس
۲- مسٹر جسٹس ایس انوار الحق	
۳- مسٹر جسٹس بشیر الدین احمد	
۴- مسٹر جسٹس محمد اقبال	ستارۂ پاکستان
۵- مسٹر جسٹس مشتاق حسین	ستارۂ پاکستان
۶- مسٹر جسٹس ایم جمیل اصغر	
۷- مسٹر جسٹس اے- آر- شیخ	
۸- مسٹر جسٹس ملک محمد اکرم	
۹- مسٹر جسٹس محمد گل	ستارۂ خدمت
۱۰- مسٹر جسٹس محمد افضل چیمہ	
۱۱- مسٹر جسٹس کرم الٰہی چوہان	
۱۲- مسٹر جسٹس فضل غنی خان	
۱۳- مسٹر جسٹس شوکت علی	
۱۴- مسٹر جسٹس عطاءاللہ سجاد	
۱۵- مسٹر جسٹس شمیم حسین قادری	
۱۶- مسٹر جسٹس شیر بہادر خان	

۱۷۔ مسٹر جسٹس محمد صدیق

۱۸۔ مسٹر جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ

۱۹۔ مسٹر جسٹس محمد افضل ذو اللہ

۲۰۔ مسٹر جسٹس محمد افضل خان

کراچی:۔

۱۔ مسٹر جسٹس قدیر الدین احمد

۲۔ مسٹر جسٹس الٰہی بخش فیض علی خمیسانی

۳۔ مسٹر جسٹس عبد السلام فاروقی

۴۔ مسٹر جسٹس فیروز نانا غلام علی

۵۔ مسٹر جسٹس قادر نواز شاہ نواز اعوان

۶۔ مسٹر جسٹس عبد القدیر شیخ

۷۔ مسٹر جسٹس نور العارفین

۸۔ مسٹر جسٹس غلام صفدر شاہ

۹۔ مسٹر جسٹس دراب پٹیل۔

پشاور:۔

۱۔ مسٹر جسٹس فیض اللہ خان

۲۔ مسٹر جسٹس شاکر اللہ جان

اسپیکر

چوہدری محمد انور

سینئر ڈپٹی اسپیکر

۱۔ سید یوسف علی شاہ

ڈپٹی اسپیکر

۱۔ جناب احمد میاں سومرو

مغربی پاکستان کے مختلف ڈویژنوں کے صوبائی اسمبلی کے ممبران

لاہور ڈویژن :-

۱۔ چوہدری انور عزیز ایم۔ اے۔ ایل ایل بی (پنجاب) ایل ایل ایم (یو۔ ایس۔ اے)

۲۔ ملک غلام علی

۳۔ رائے منصب علی خان کھرل

۴۔ چوہدری عید محمد

۵۔ چوہدری منظور حسین

۶۔ ملک معراج خالد

۷۔ راجہ محمد عبداللہ خان

۸۔ سردار محمد احمد خان

۹۔ ملک محمد اختر

۱۰۔ خواجہ محمد صفدر

۱۱۔ چوہدری محمد سرور خان

۱۲۔ میاں محمد شفیع

۱۳- رانا پھول محمد خان

۱۴- چوہدری سیف اللہ خان تارڑ

۱۵- ڈاکٹر سلطان احمد چیمہ زیڈ-او-ایم-ایس (ویانا) ڈبلیو-پی-ایچ-ایس (ریٹائرڈ)

راولپنڈی ڈویژن :-

۱- میاں عبدالعزیز

۲- نواب زادہ چوہدری اصغر علی

۳- بریگیڈیر چوہدری فتح خان

۴- راجہ غلام سرور

۵- چوہدری مانک خاں بوسل

۶- میجر محمد اسلم جان (بیرسٹر)

۷- ملک محمد اسلم خان

۸- چوہدری محمد اقبال

سرگودھا ڈویژن

۱- مخدوم اختر علی شاہ قریشی

۲- مسٹر امان اللہ خان شہانی

۳- مسٹر عارف حسین

۴- چوہدری اصغر علی رندھاوا

۵- قاضی غلام شبیر

۶- خان گل حمید خان- بی اے- ایل ایل-بی

۷- مسٹر حمزہ

۸- میاں خان محمد کلیار

۹۔میجر ملک محمد علی
۱۰۔خان محمد انور علی خان بلوچ
۱۱۔میاں محمد حیات کلیار
۱۲۔چوہدری محمد ادریس
۱۳۔چوہدری محمد قاسم ملا
۱۴۔محمد سید نصیر الدین شاہ
۱۵۔مسٹر وحید اللہ خان

ملتان ڈویژن

۱۔پیر علی گوہر چشتی
۲۔ ملک اللہ یار خاں لنگڑیال
۳۔ ملک فتح شیر لنگڑیال
۴۔ شیخ فضل حسین
۵۔ دیوان سید غلام عباس بخاری
۶۔ حاجی غلام اکبر خاں خاکوانی
۷۔ نوابزادہ غلام قاسم خاں خاکوانی
۸۔ سردار کرم الٰہی خاں
۹۔ سردار منظور احمد خاں قیصرانی
۱۰۔ راؤ محمد افضل خان
۱۱۔مسٹر محمد اقبال خاں ہراج سیال
۱۲۔ چوہدری محمد نواز
۱۳۔ مخدوم زادہ سید محمد رحمت حسین گیلانی

۱۴۔ میاں نذیر احمد

۱۵۔ ملک قادر بخش

۱۶۔ نواب زادہ صادق حسین قریشی

ڈیرہ اسمٰعیل خاں ڈویژن اور ایجنسیاں

۱۔ میجر میر بادشاہ خاں مسعود (ایجنسی II)

۲۔ فضل قدیم خاں گنڈی ایف۔اے (علیگ)

۳۔ خان محمد اکبر خان

۴۔ مسٹر منور خان

۵۔ نواب زادہ رحم دل خان

۶۔ حاجی سعد اللہ خاں دور درپاخیل (ایجنسی I)

پشاور ڈویژن اور ایجنسیاں

۱۔ سید عبدالخالق (ایجنسی IV)

۲۔ خان عبدالسبحان خان۔ستارہ پاکستان (ایجنسی VII)

۳۔ خان عبدالستار خاں مہمند

۴۔ مسٹر عبدالرحمٰن

۵۔ خان اجون خاں جدون

۶۔ کیپٹن اختر ایوب خان

۷۔ مسٹر فتح محمد خاں (ایجنسی VIII)

۸۔ حاجی گلاب خاں شنواری (ایجنسی II)

۹۔ سردار گل زمان خان

۱۰۔ سید عنایت علی شاہ

۱۱۔ آتالیق جعفر علی شاہ (ایجنسی II)

۱۲۔مسٹر جلال الدین خان

۱۳۔ خان جمشید خاں مہمند (ایجنسی III)

۱۴۔ ملک قبت خان مسوزئی (ایجنسی I)

۱۵۔ مسٹر ملنگ خاں

۱۶۔ خان میر افضل خاں

۱۷۔ خان محمد آفرین خان (ایجنسی IX)

۱۸۔مسٹر محمد اورنگ زیب خاں اعوان بی۔اے۔ایل ایل۔بی

۱۹۔ نواب زادہ محمد شاہ ناصر خاں

۲۰۔مسٹر نثار محمد خاں

۲۱۔سید رحیم شاہ

۲۲۔خان سیفور خاں

۲۳۔ ملک سرمست خاں آفریدی

۲۴۔خانزادہ تاج محمد خاں بنگش

۲۵۔ مسٹر محمد اسلم خاں خٹک تارہ پاکستان ایم۔اے (آکسن) بار ایٹ لاء

بہاول پور ڈویژن

۱۔چوہدری عبدالغنی

۲۔ مسٹر عبدالقیوم قریشی

۳۔ خواجہ جمال محمد کوریجہ

۴۔ محمد اکبر کانجو

۵۔سردار محمد ایوب خاں

۶- میاں محمد اسلام

۷- مخدوم محمد شمس الدین گیلانی

۸- پیر محمد زمان چشتی

۹- میاں نذر محمد کلوکا

۱۰- صاحبزادہ نور حسن

۱۱- رئیس سردار شبیر احمد خاں

۱۲- مخدوم سلطان احمد

حیدر آباد ڈویژن

۱- رئیس عطا محمد خاں ماری بلوچ

۲- بشیر احمد شاہ

۳- رانا چندر سنگھ

۴- رئیس خان محمد خاں نظامانی

۵- میر خدا بخش

۶- مسٹر مظہر حسین

۷- میر محمد خاں تالپور

۸- قاضی محمد اعظم بی-اے-ایل ایل-بی

۹- مسٹر محمد بخش خاں نہیجو

۱۰- سید محمد حسن شاہ

۱۱- حاجی سید محمد مراد شاہ

۱۲- مسٹر محمد عمر قریشی

۱۳- سید بشیر علی شاہ بی-اے (ہمبٹی)

۱۴۔ ملک سکندر خاں

۱۵۔ میر ولی محمد خاں تالپور بی۔اے

خیرپور ڈویژن

۱۔ سردار احمد سلطان خاں

۲۔ حاجی سردار عطا محمد گنڈ

۳۔ حاجی رئیس دریا خاں جلبانی

۴۔ مسٹر فدا حسین ہاکرو

۵۔ حاجی گل حسن منگی

۶۔ حاجی امام علی انار

۷۔ مسٹر جعفر حسین جعفری

۸۔ سردار خان محمد خاں

۹۔ مسٹر محمد موسیٰ خاں بھوگیو

۱۰۔ پیر قربان علی بی۔اے۔ایل ایل بی۔ایڈووکیٹ

۱۱۔ مسٹر رحیم بخش سومرو

۱۲۔ میر سندر خاں

کراچی ڈویژن

۱۔ مسٹر عبدالغفار خاں پاشا

۲۔ مسٹر عبدالخالق اللہ والا

۳۔ مسٹر عبدالرحمٰن قریشی

۴۔ میر ملک ہزار خاں

۵۔ مسٹر محمود اعظم فاروقی بی۔اے

۶- میاں محمد اختر

۷- مسٹر محمد ہاشم لاسی (لسبیلا و قلات ڈویژن)

۸- میاں سیف اللہ خاں بی-ایس-سی (انجینئرنگ) (کیلیفورنیا امریکہ)

۹- زین نورانی

کوئٹہ ڈویژن

۱- سردار محمد اسحٰق خاں (کوئٹہ و چگئی ڈویژن)

۲- نواب بہادر سردار محمد خاں جگوزئی تمندار (کوئٹہ- ژوب- سبی- لورالائی ڈویژن)

۳- بابو محمد رفیق (لورالائی، سبی ڈویژن)

قلات ڈویژن

۱- نواب زادہ شیخ عمر ستارۂ قائداعظم، تمغۂ قائداعظم (قلات، مکران، خاران)

۲- میر یوسف علی خاں مگسی

خواتین ممبر

۱- ڈاکٹر مسز اشرف عباسی- لاڑکانہ (خیرپور ڈویژن)

۲- بیگم اشرف برنی ایم-اے (کراچی ڈویژن)

۳- صاحبزادی محمودہ بیگم (لاہور ڈویژن)

۴- بیگم ممتاز جمال (راولپنڈی ڈویژن)

۵- بیگم ممتاز صفدر (پشاور ڈویژن)

ممبر قومی اسمبلی (متعلقہ مغربی پاکستان)

لاہور:-

۱- سردار عبدالحمید

۲- میاں عارف افتخار

۳- چوہدری محمد اقبال

۴- مسٹر محمد ارشاد اللہ

۵- مسٹر بشیر احمد خاں

۶- چوہدری جلیل احمد خاں

۷- میجر ذوالفقار علی خاں قزلباش

۸- الحاج کیپٹن چوہدری احمد خاں گھمن بی-اے (علیگ)

۹- مسٹر شلطان علی چوہدری

۱۰- چوہدری عبدالرحیم

۱۱- میاں صلاح الدین ستارۂ خدمت

راولپنڈی:-

۱- سردار خضر حیات خاں بی-اے-ایل ایل-بی

۲- سید علی اصغر شاہ

۳- چوہدری غلام رسول تارڑ

۴- مسٹر لہراسپ خان راجہ

۵- مسٹر فضل الہٰی چوہدری ہلال قائد اعظم (ایڈووکیٹ) ایم-اے-ایل ایل-بی ڈپٹی سپیکر (سینئر)

۶- حاجی ملک محمد اقبال خان

۷۔ مسٹر محمد اشرف راجہ بی۔اے۔ایل ایل۔بی (ایڈووکیٹ)

سرگودھا:۔

۱۔ مسٹر خداداد خاں

۲۔ ملک محمد انور خاں

۳۔ لفٹیننٹ کرنل محمد سلیم خاں

۴۔ مسٹر نور حیات خاں نون

۵۔ میاں محمد رفیق سہگل

۶۔ سردار غلام محمد شاہ

۷۔ چوہدری محمد اسلحق چیمہ

۸۔ مسٹر نوازش علی خاں

۹۔ ملک مظفر خاں

کراچی:۔

۱۔ مسٹر حسن اے شیخ

۲۔ مسٹر اے۔کے سومار

۳۔ کموڈور خالد جمیل

حیدرآباد:۔

۱۔ مسٹر صادق علی اے میمن

۲۔ مخدوم محمد زمان طالب المولا (تمغۂ پاکستان)

۳۔ میر اعجاز علی تالپور

۴۔ مسٹر غلام محمد وسن

۵۔ مسٹر جام صادق علی

۶۔مسٹر عبدالحمید خاں جتوئی

بہاول پور:۔

۱۔اعلیٰ حضرت بریگیڈیر محمد عباس عباسی امیر آف بہاول پور

۲۔سردار محمد اسلم خاں

۳۔مسٹر محمد قاسم ملک

۴۔مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ

پشاور:۔

۱۔میاں گُل اورنگ زیب

۲۔مسٹر فدا محمد خاں

۳۔کیپٹن گوہر ایوب خاں (ریٹائرڈ)

۴۔مسٹر محمد ایوب خاں (تمغۂ قائداعظم)

۵۔مسٹر محمد حنیف خاں (ستارۂ قائداعظم)

۶۔اعلیٰ حضرت میجر جنرل محمد شاہ خسرو (ہلال قائداعظم)

۷۔نواب زادہ عظمت علی خاں

۸۔ملک علیمین شاہ

۹۔کرنل نواب زادہ محمد امیر خان

خیرپور:۔

۱۔مسٹر ممتاز علی بھٹو

۲۔میر دریا خاں کھوسو

۳۔پیر سید نادر علی شاہ راشدی

۴۔غلام مصطفےٰ خاں جتوئی

۵۔ سردار غلام محمد قہر

مُلتان :۔

۱۔ مسٹر محمد اکرم خاں بوسن (ستارہ قائداعظم)

۲۔ میاں منظفر مہدی ہاشمی

۳۔ مسٹر محمد نواز خاں پچھی (عرف دلاور خاں)

۴۔ رانا غلام صابر خاں

۵۔ سردار محمود خاں لنگاری

۶۔ مسٹر غلام محمد مصطفیٰ

۷۔ دیوان غلام قطب الدین

۸۔ مسٹر قمر الزمان شاہ

۹۔ مسٹر محمد سجاد حسین مخدوم

۱۰۔ مخدوم زادہ سید حامد رضا گیلانی

۱۱۔ ملک نور محمد کھوکھر

ڈیرہ اسمٰعیل خاں :۔

۱۔ ملک دمساز خاں تمغۂ پاکستان، تمغۂ خدمت

۲۔ ملک دریا خاں وزیر جھنڈی خیل ٹوری خیل ستارۂ خدمت

۳۔ سردار فضل کریم خاں

کوئٹہ :۔

میر نبی بخش زہری

قلات

سردار ڈوڈا خاں زرک زئی

قومی اسمبلی میں ممبر خواتین

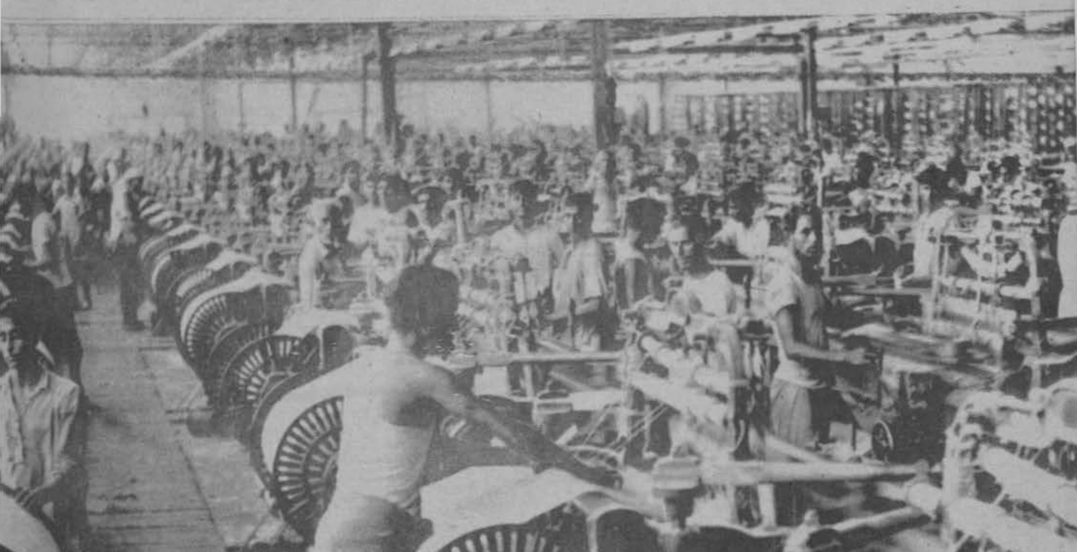
۱۔ بیگم مجیب النساء محمد اکرم

۲۔ بیگم زری سرفراز

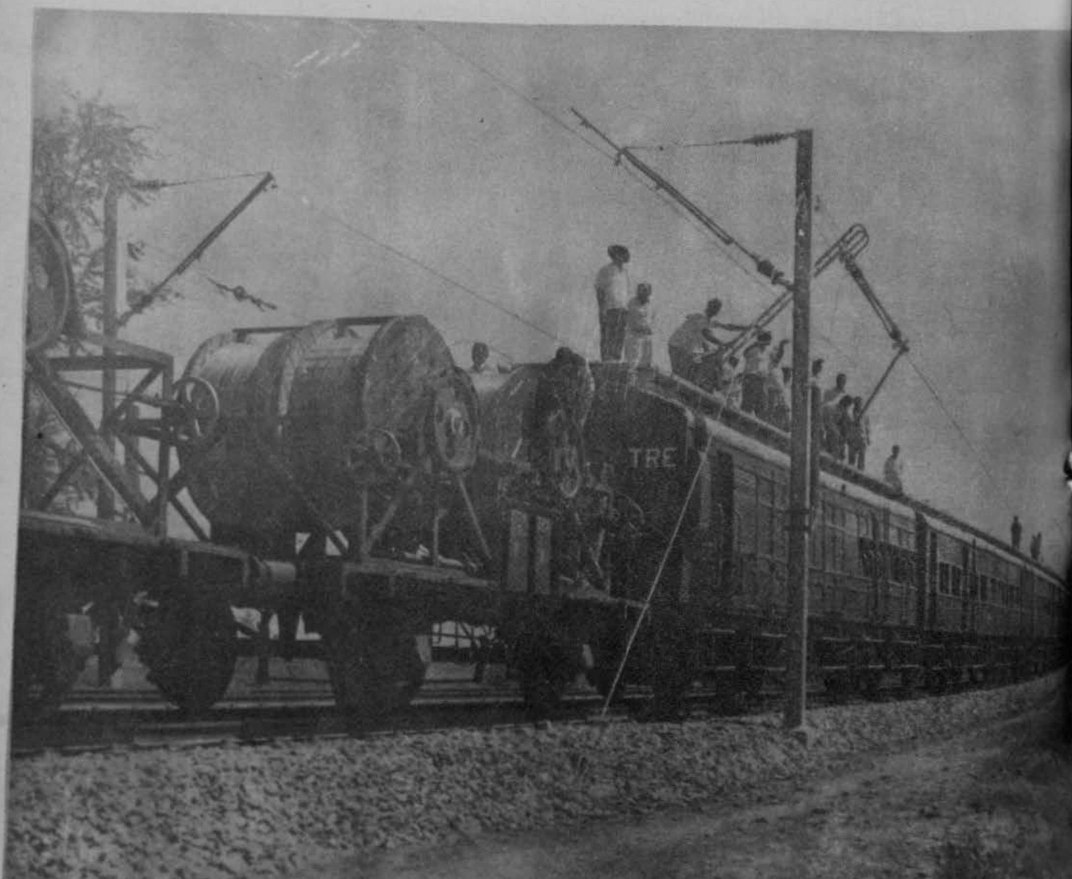
۳۔ بیگم خدیجہ جی۔اے خان۔ستارہ پاکستان، ستارہ امتیاز، تمغہ پاکستان۔



دریائے چناب پر تعمیر شدہ قادر آباد بیراج جس سے
۹۰۰،۰۰۰ کیوسک پانی کا اخراج ہو سکے گا۔



ٹیکسٹائل مل کراچی کا اندرونی منظر



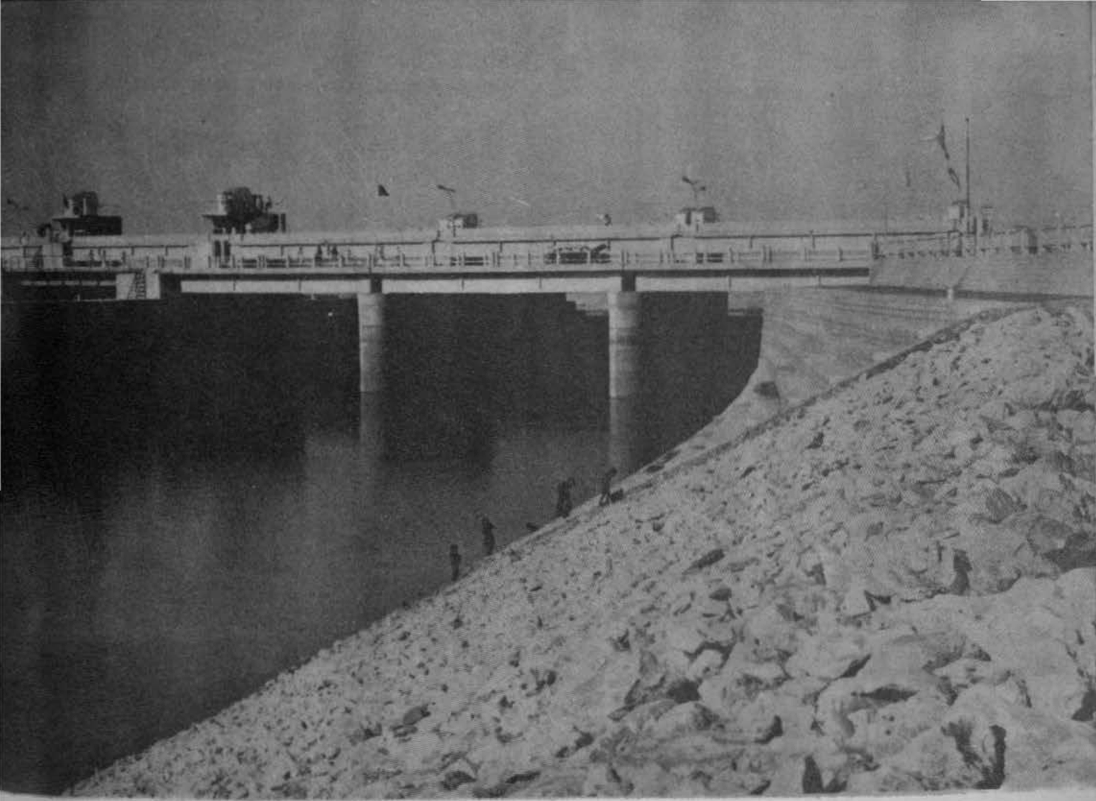
لاہور۔ خانیوال ریلوے لائن پر ۱۹۶۹ء تک بجلی کی گاڑیاں چلنے لگیں گی۔ بجلی کی تاریں
لگانے کا کام جاری ہے

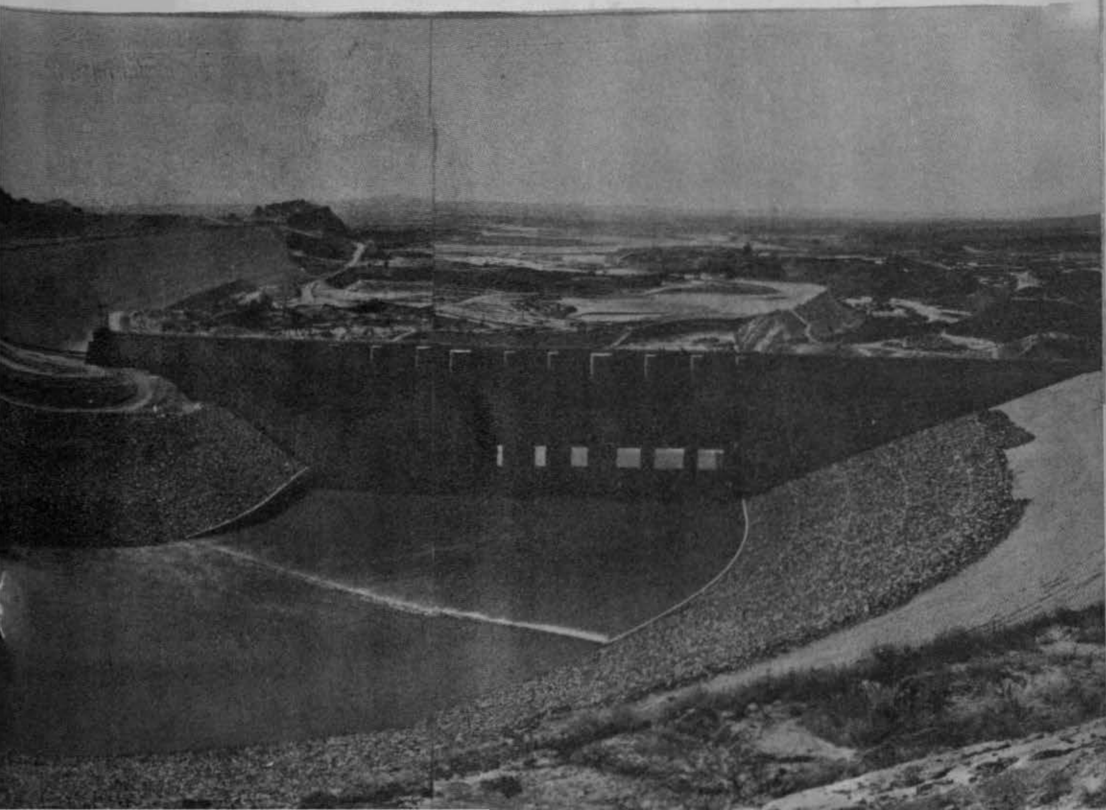


دستکاریوں کا ایک مرکز



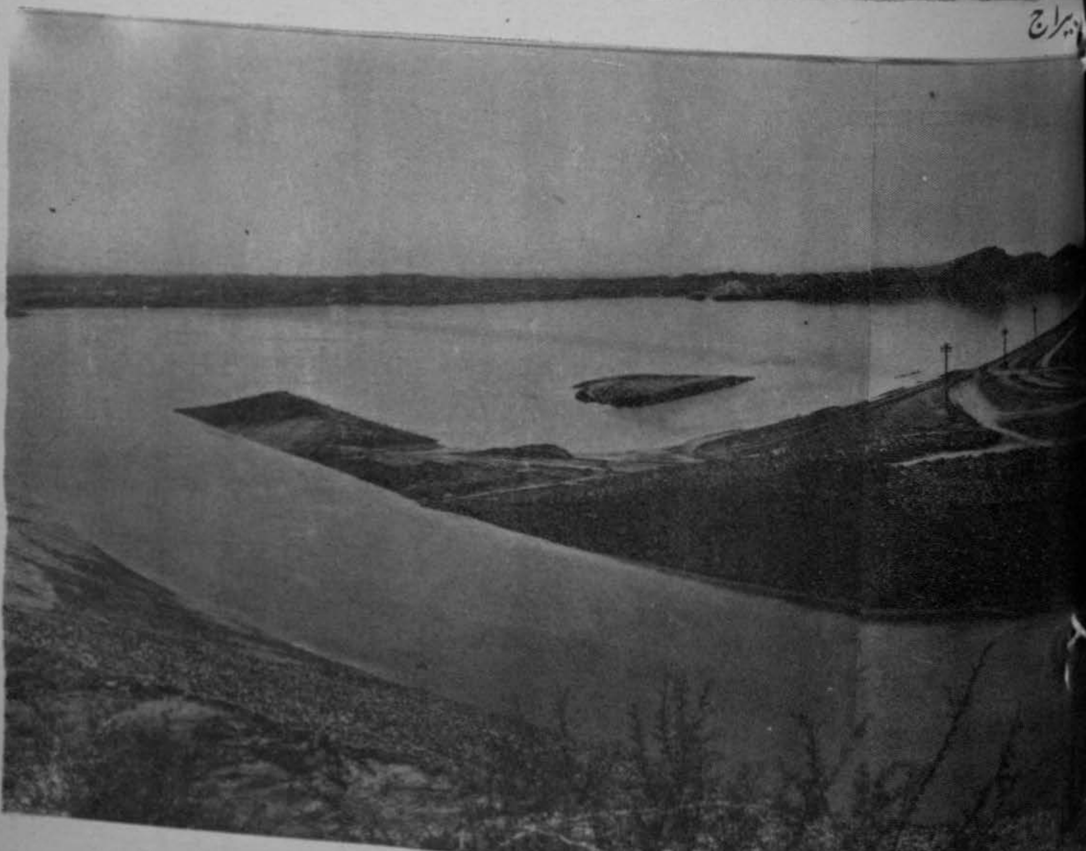
کوئٹہ تھرمل پاور سٹیشن

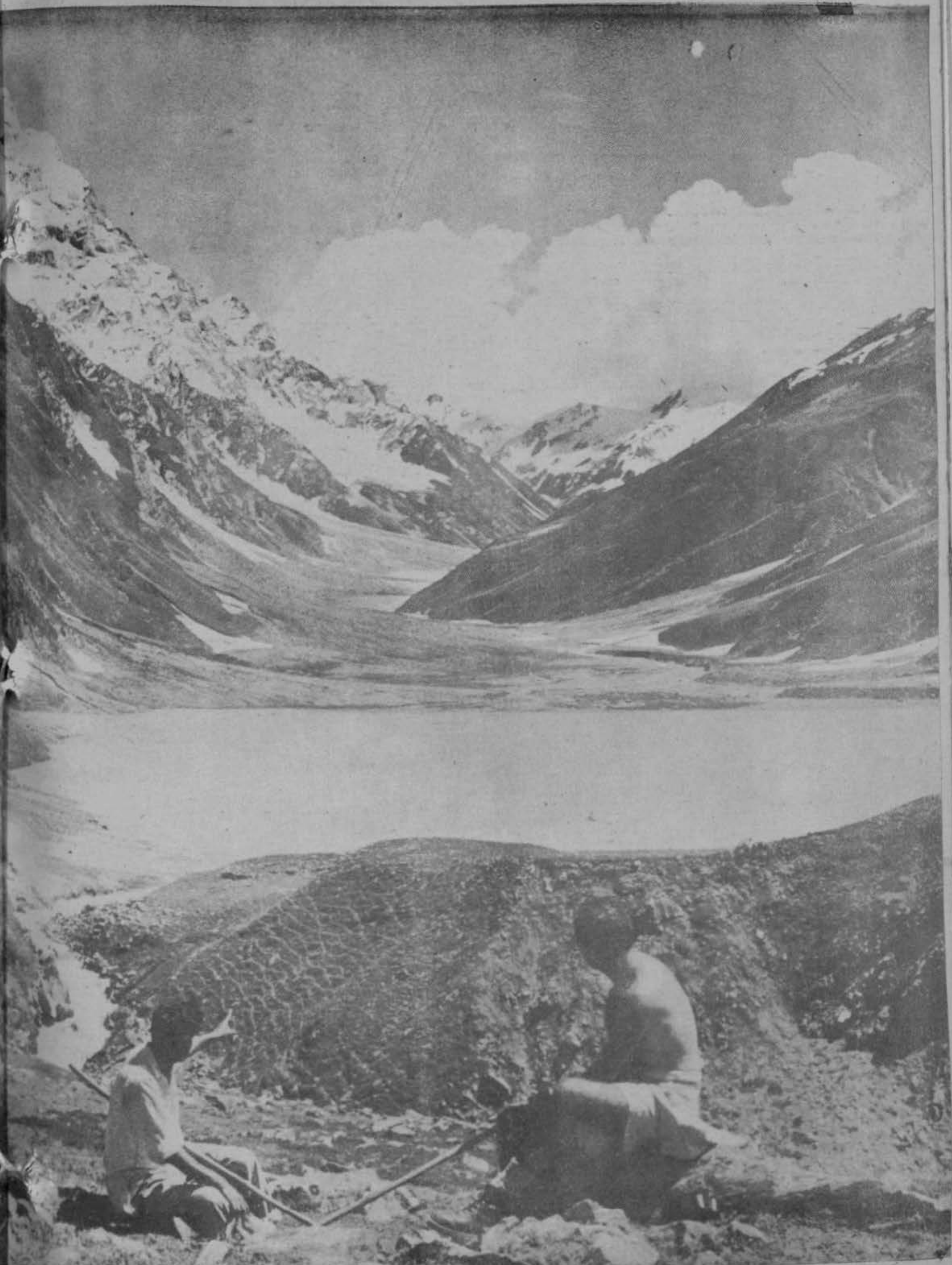




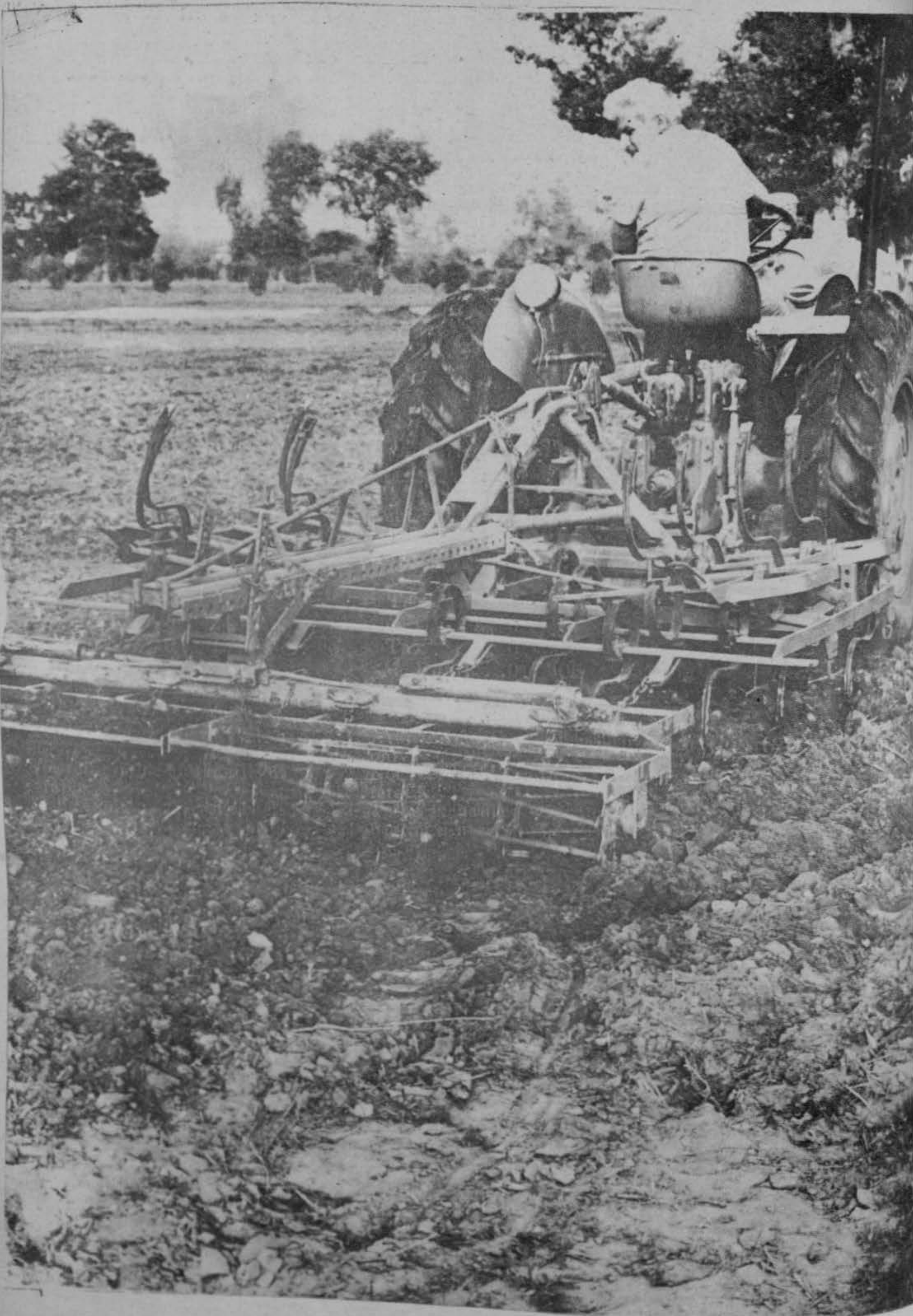


يراج





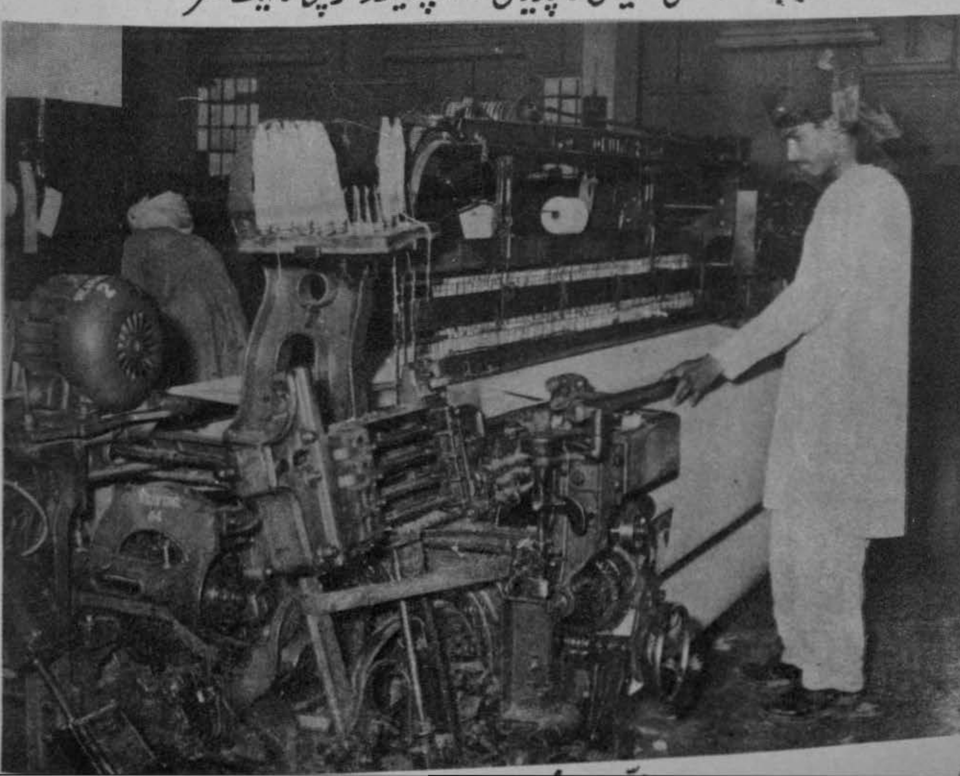
وادیٔ کاغان میں جھیل سیف الملوک کا ایک منظر

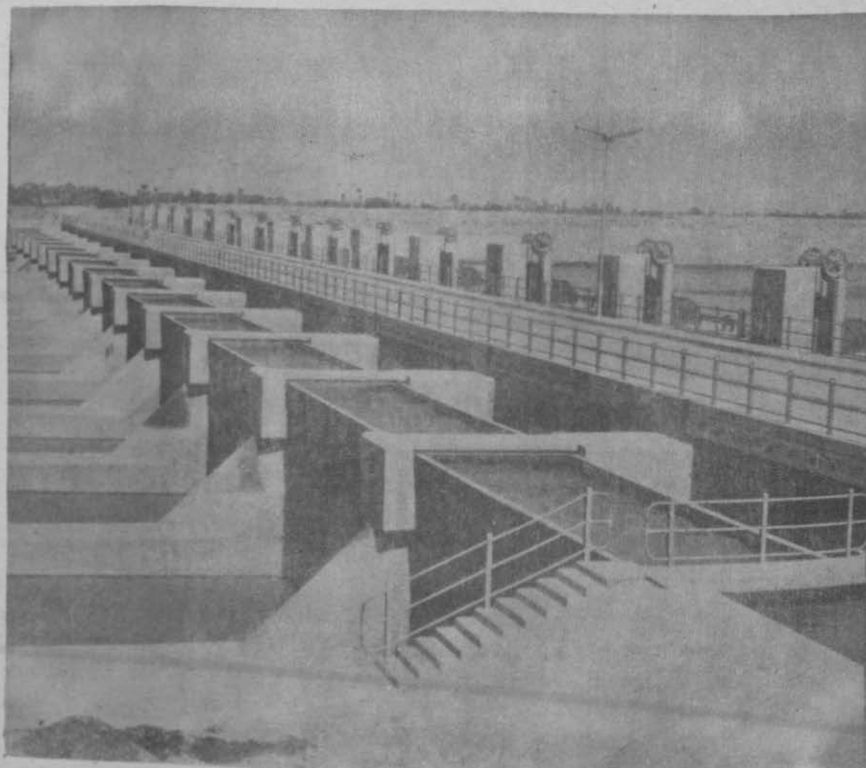


جدید زرعی مشینری کے کام کا ایک منظر



مغربی پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کے شپ یارڈ کراچی کا ایک منظر





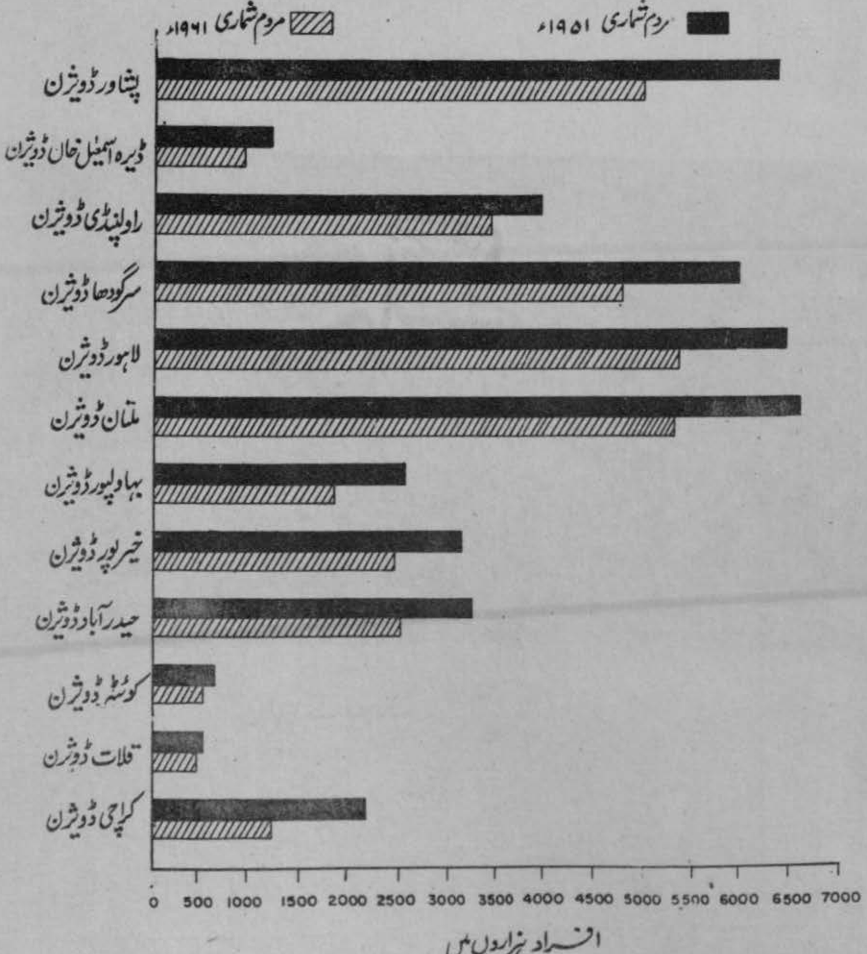
راوی دریا پر سدھنائی بیراج جو سندھ طاس منصوبے کے تحت تعمیر کیا گیا
اس میں ۱۶۷۰۰۰ کیوسک پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔



فرنٹیئر کور کے جیالے جوان

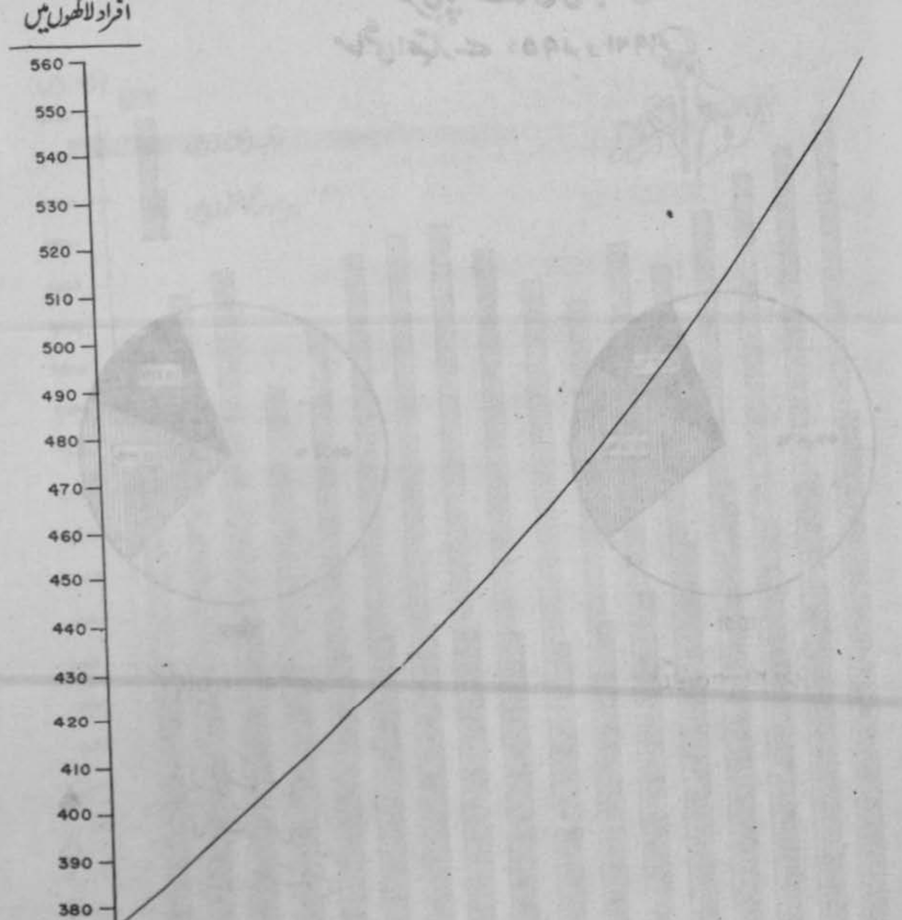
خاکے

مغربی پاکستان کی آبادی بلحاظ ڈویژن
۱۹۵۱ء و ۱۹۶۱ء



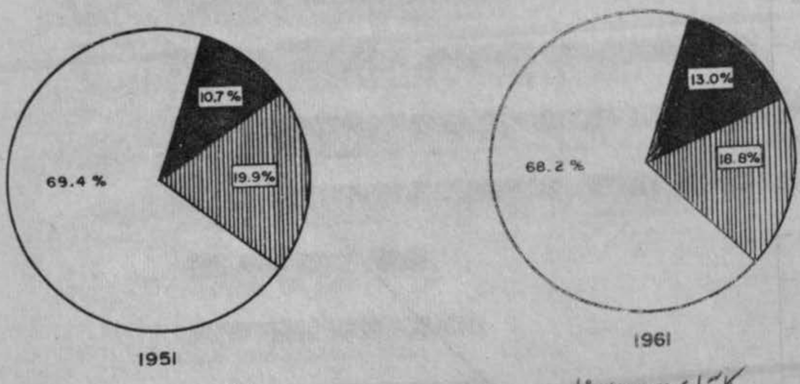
مغربی پاکستان کی آبادی کا تخمینہ

۱۹۵۱ء تا ۱۹۶۷ء



مغربی پاکستان کی آبادی

معاشی اعتبار سے ۱۹۵۱ء و ۱۹۶۱ء



کل آبادی ۳۱۰۶۱ ہزار

کل آبادی ۳۹۴۴۲ ہزار



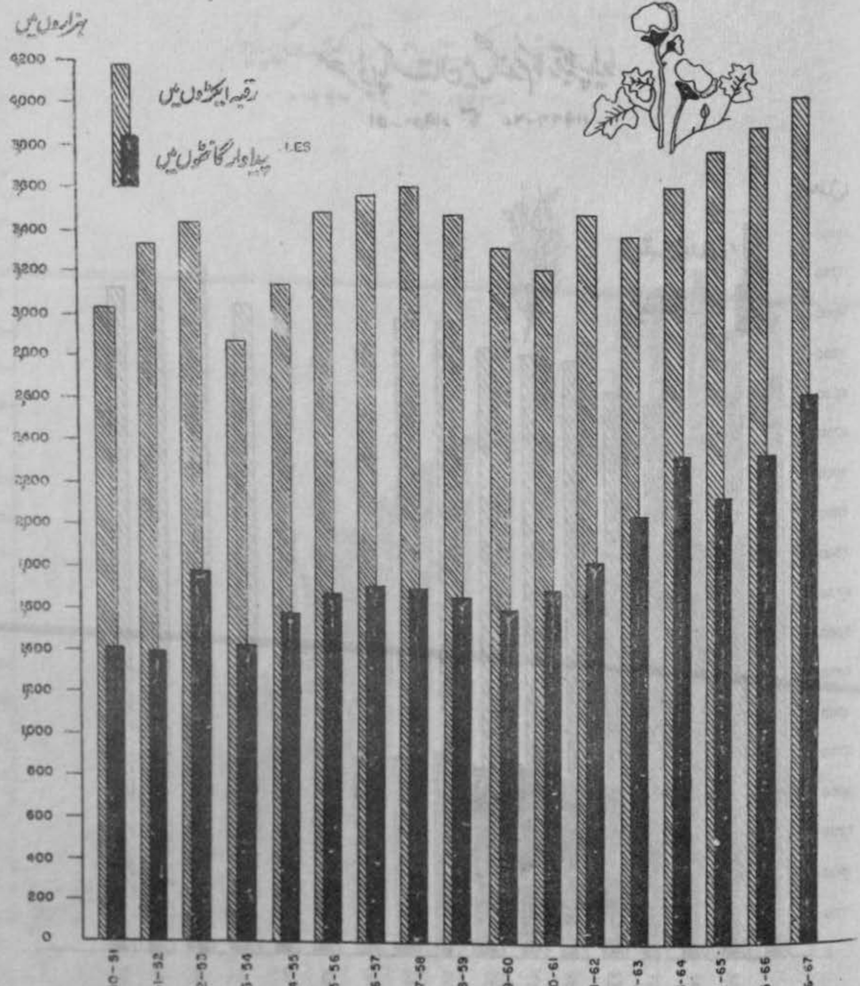
غیر زرعی محنت کش

زرعی محنت کش

دیگر پیشہ وراوران کے لواحقین

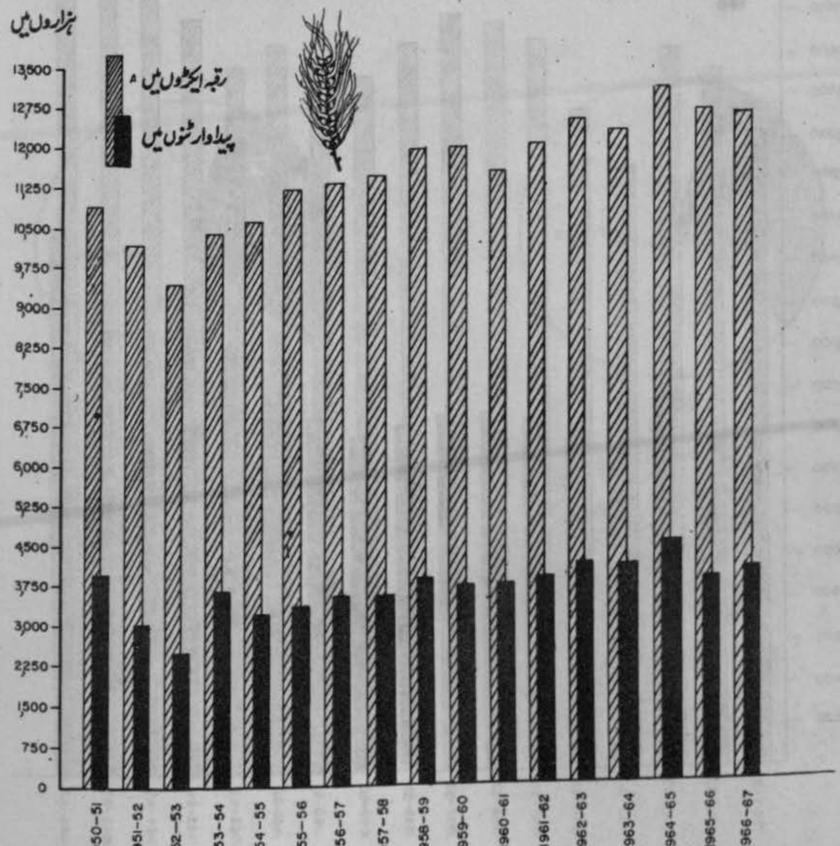
مغربی پاکستان میں کپاس کا رقبہ اور پیداوار

۱۹۵۰-۵۱ء تا ۶۶-۶۷ ۱۹۶۶ء

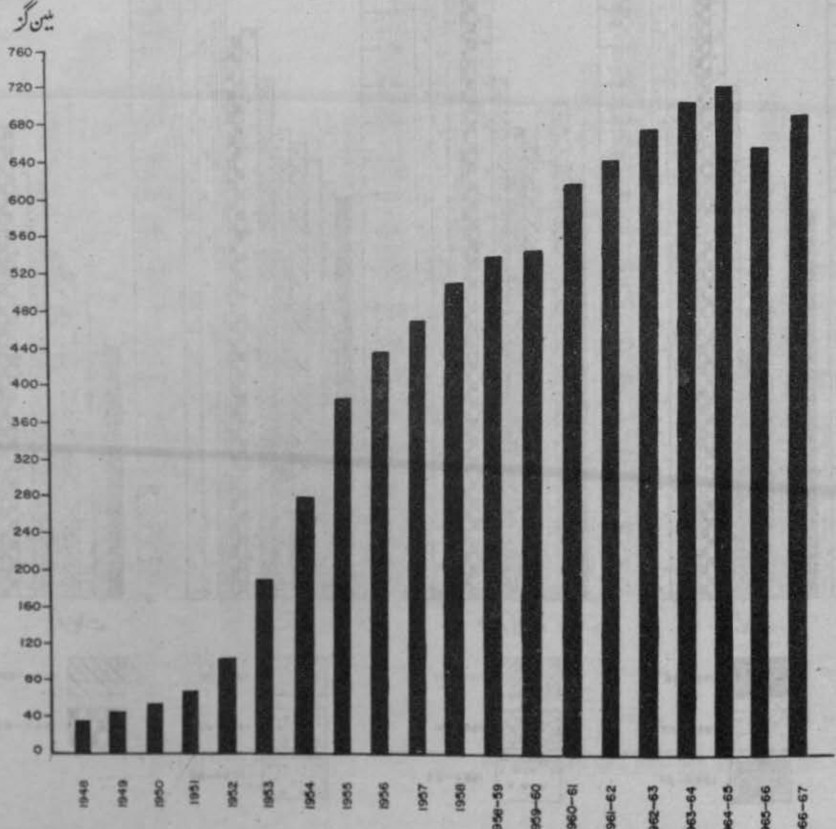


مغربی پاکستان میں گندم کا رقبہ و پیداوار

۵۱-۱۹۵۰ء تا ۶۷-۱۹۶۶ء

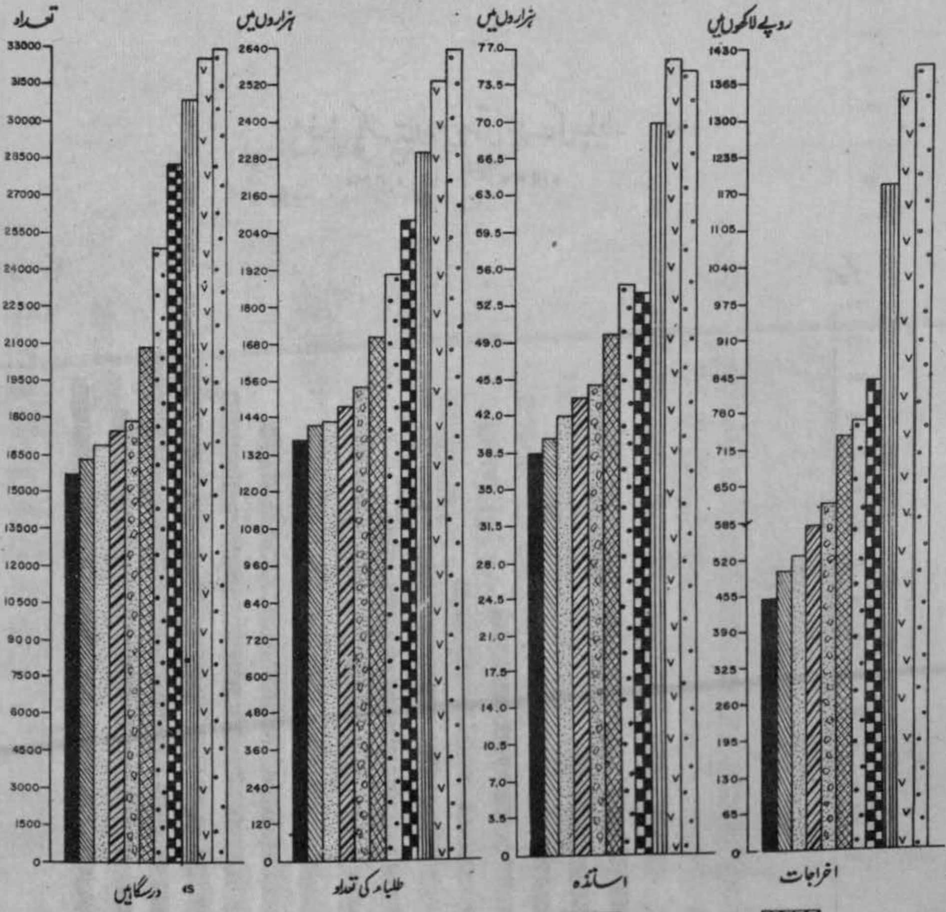


مغربی پاکستان میں سوتی کپڑے کی پیداوار
۱۹۴۸ء تا ۶۷-۱۹۶۶ء



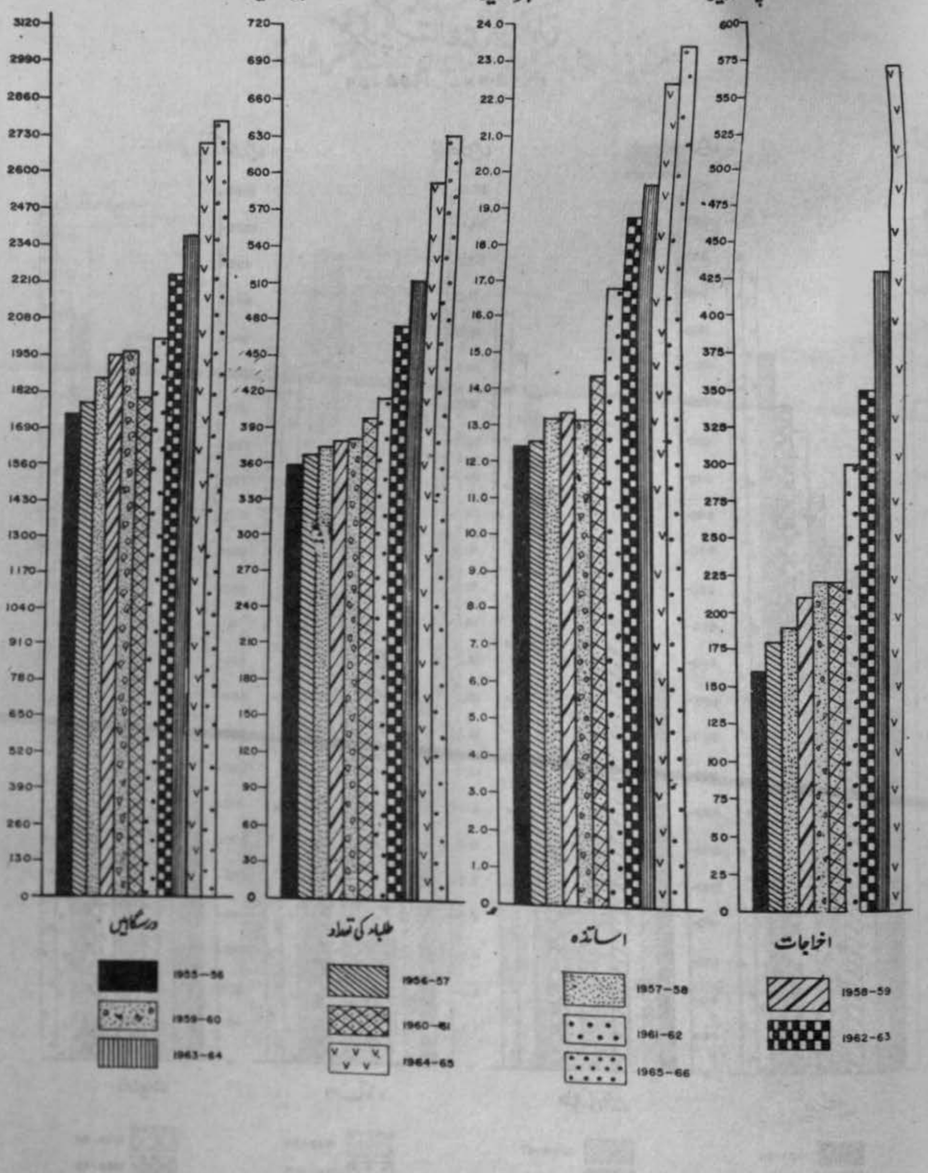
مغربی پاکستان میں پرائمری سکول

۵۶-۱۹۵۵ء تا ۶۶-۱۹۶۵ء



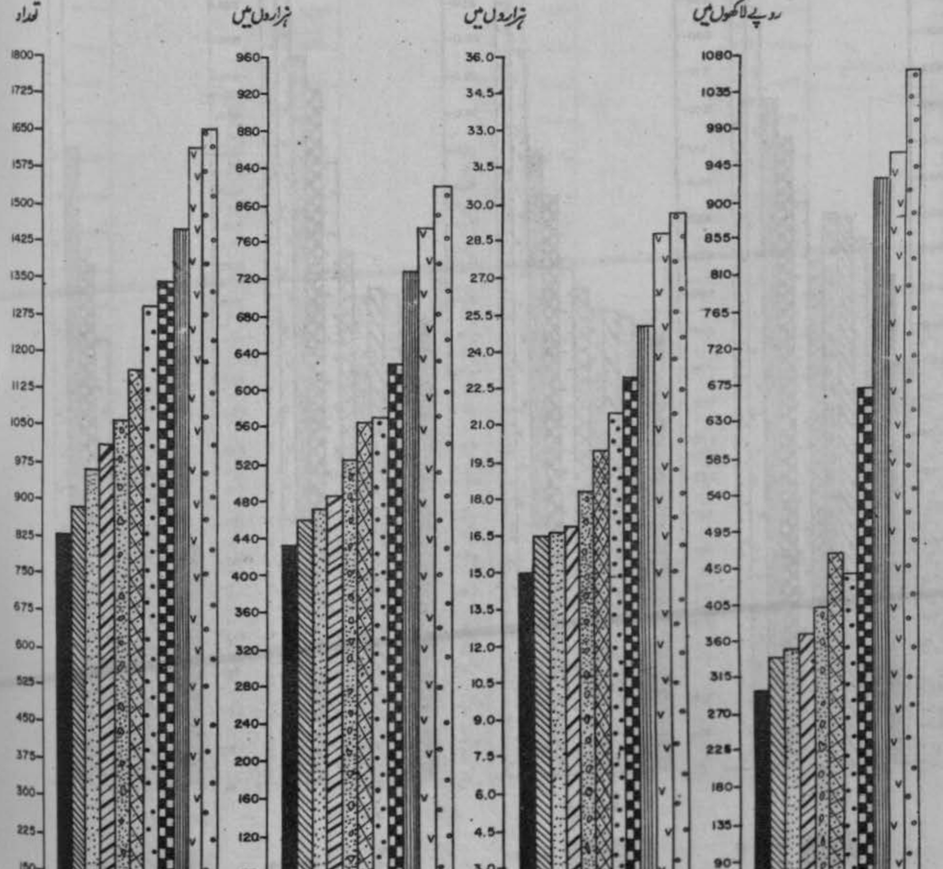
مغربی پاکستان میں مڈل سکول

۱۹۵۵-۵۶ء تا ۱۹۶۵-۶۶ء



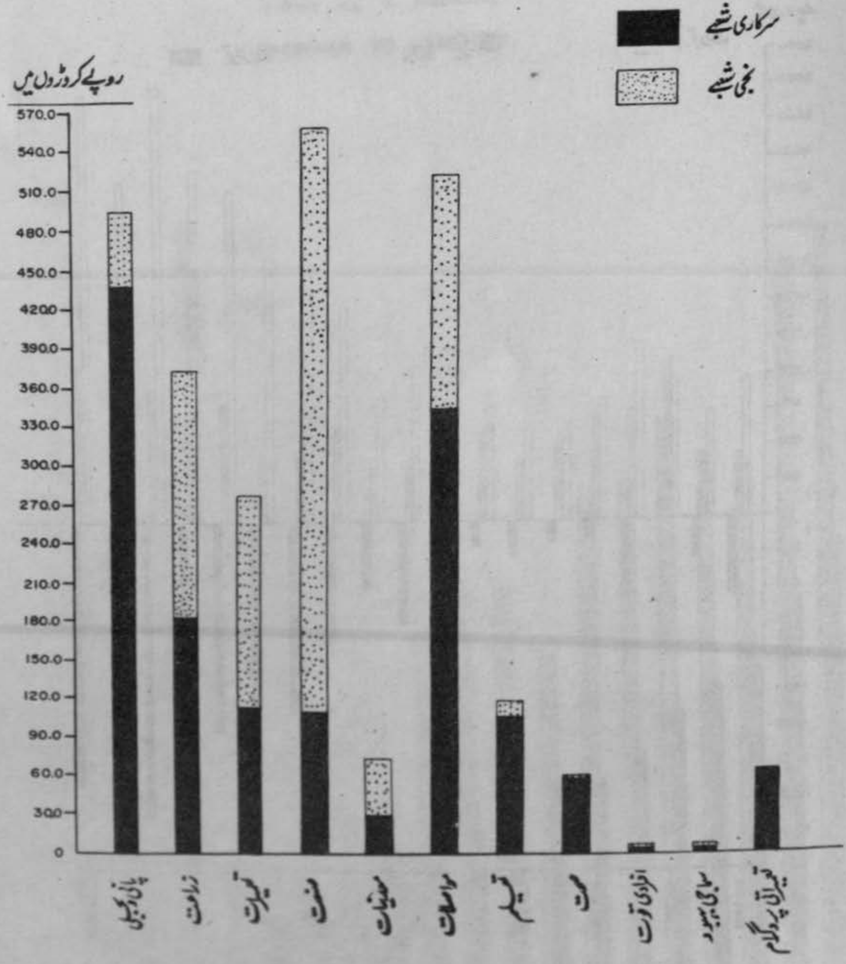
مغربی پاکستان میں ہائی سکول

۱۹۵۵-۵۶ء تا ۱۹۶۵-۶۶ء



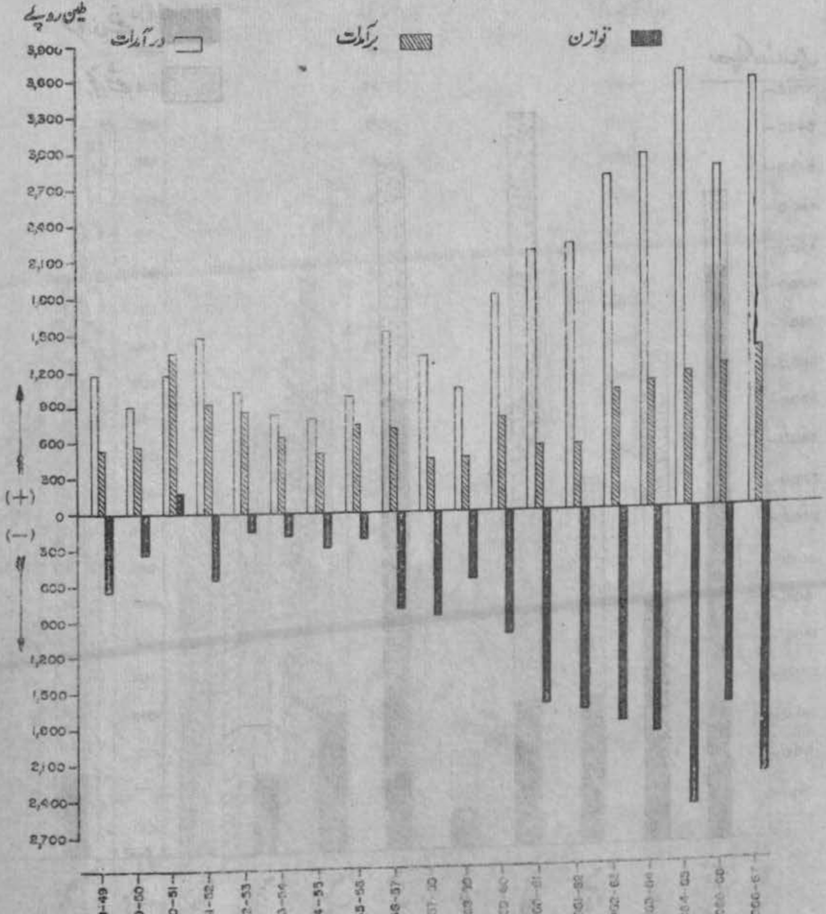
تیسرا پنج سالہ منصوبہ

مغربی پاکستان میں سرکاری اور نجی شعبوں کے لئے مختص شدہ رقوم



مغربی پاکستان کی بیرونی تجارت کا توازن

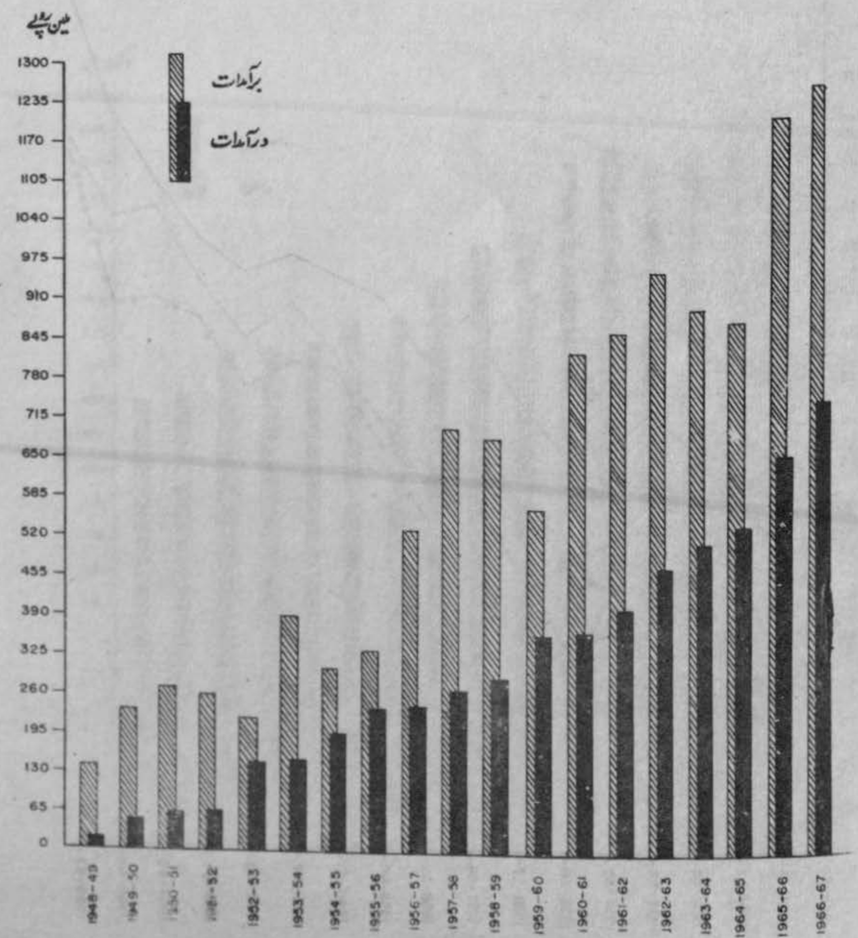
۱۹۴۸-۴۹ء تا ۱۹۶۶-۶۷ء



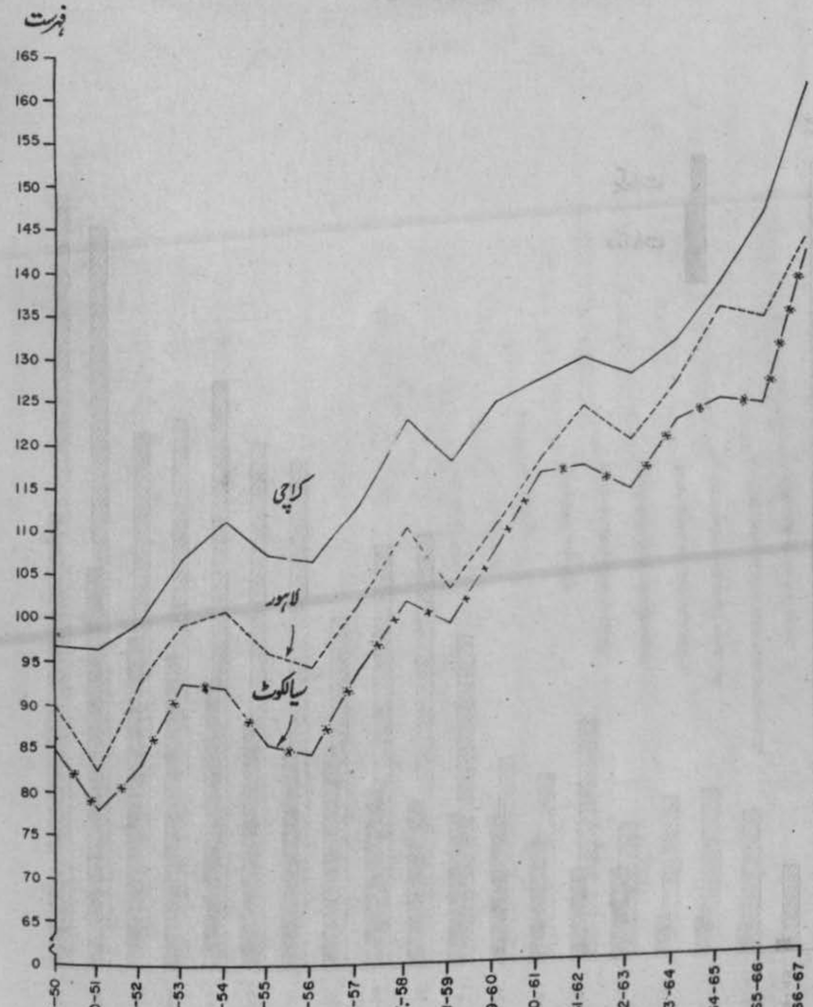
مشرقی و مغربی پاکستان کے مابین تجارت کا توازن

۱۹۴۸-۴۹ء تا ۱۹۶۶-۶۷ء

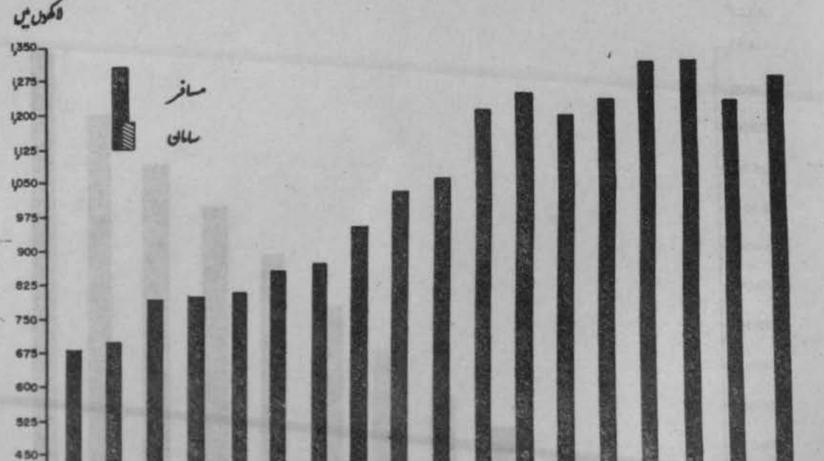
1948-49 TO 1966-67



مغربی پاکستان میں عام معیارِ زندگی ۔ صنعتی محنت کشوں کی تعداد
چیدہ چیدہ مراکز
۵۰-۱۹۴۹ء تا ۶۷-۱۹۶۶ء



پاکستان ویسٹرن ریلوے کے مسافر و سامان
۱۹۴۹-۵۰ء تا ۱۹۶۶-۶۷ء



مغربی پاکستان میں رجسٹرڈ ڈاکٹروں کی تعداد

۱۹۵۶ء تا ۱۹۶۷ء

